کیا ہے اور فاقہ موجب افاقہ قرار دیا ہے چوتھی یہہ کہ روزہ داری باعث یاد آور
تشنگی و گرسنگی روز قیامت ہی پانچوین یہہ کہ بسبب روزہ کے نفس روزہ
دار مین ایسی مذلت و مسکنت پیدا ہوتا ہے کہ موجب خضوع و خشوع اور باعث
تذلل و رجوع بحضرت احدیت و جناب صمدیت ہوتا ہی اکثر دیکھا ہے کہ جو وقت گرسنگی
تیزی ذہن اور رسائی فکر اور لذت ذکر اور کیفیت مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
اور اختصاص و اخلاص بہم پہونچتا ہے وقت سیری کے میسر نہین ہوتا بلکہ منحصر
سیری و گرسنگی پر نہین ہے جب انسان کو استغنا ہو جاتا ہی رجوع طرف خدا کے
کم ہوتی ہے قال اللہ تبارک و تعالی کلا ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی
اور جو بیان ہوا اسمین حدیثین متعدد وارد ہین کہ ملاحظہ سے اونکی سیری حاصل
ہوتی ہے چنانچہ امام بحق ناطق حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے منقول
ہی کہ اون حضرت نے اپنے آبای کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جناب
پیغمبر خدا نے اپنے اصحاب سے فرمایا آیا خبر دون مین تمکو اوس چیز بزرگ کی کہ اگر
تم اوسکو بجالاؤ تو شیطان تمسے دور ہو اسقدر کہ مشرق کو مغرب سے دوری ہے
عرض کیا ارشاد ہو فرمایا روزہ شیطان کے منہ کو سیاہ کرتا ہے اور صدقہ دینا
پشت شیطان کو توڑتا ہے اور دوستی بنا بر رضای خدا کے اور مددگار ہونا بیچ
عمل نیک پر اوسکی جڑ و بنیاد کو قطع کرتا ہے اور استغفار کرنا اوسکے رگ جان کو
قطع کرتا ہی اور ہر چیز کی زکات ہی اور زکات بدن کی روزہ ہے اور اونحضرت
علیہ الصلوۃ والسلام سے ماثور ہے کہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کی ہے
کہ فرمایا جناب امیر المومنین ع نے تین چیزین قاطع بلغم ہین اور باعث قوت
حافظہ مسواک کرنا اور روزہ رکھنا اور قران پڑھنا اور جناب امام محمد باقر ع

یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہو کہ پیغمبر خدا نے فرمایا اے گروہ جوانان صحبت رکھو زنان حلال سے اور اگر نہو سکے پس روزہ رکھو کہ قاطع شہوات ہے اور بمنزلہ خصی کرنیکے ہو اور ہشام بن الحکم سے منقول ہے کہ جناب صادق علیہ السلام سے علت روزیکی پوچھی فرمایا کہ خداوند عالم نے روزہ اسلئے فرض کیا ہے تا غنی اور فقیر برابر ہوجا ئین اسواسطے کہ غنی جو چاہتا تھا وسکو مل سکتا ہے خداوند عالم نے چاہا کہ درمیان اپنی مخلوق کے برابری فرماوے تا غنی بھی مزا بھوک کا چکھے اور ضعیف اور بھوکو نپر رحم کرے یہانتک تھا خلاصہ روایات کا مقصد دوسرا فضیلت صوم مین عموماً اور خصوصاً اور بعض آداب ماہ رمضان مین اور اسمین دو جملہ ہین جملہ پہلا فضیلت صوم مین عموماً فرمایا حق سبحانہ تعالی وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ مخفی نرہے کہ فضایل صوم مین حدیثین متعدد ہین ازانجملہ آٹھہ حدیثین یہان بیان ہوتی ہین حدیث اول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تفسیر آیہ واستعینوا بالصبر والصلوۃ مین فرمایا کہ مراد صبر سے صوم ہو اور فرمایا کہ جسوقت کسی پر کوئی حادثہ یا شدت نازل ہوجاوے کہ روزہ رکھے اسلئے کہ حقتعالی نے فرمایا ہے واستعینوا بالصبر والصلوۃ یعنے استعانت کرو ساتہ روزہ و نماز کے حدیث دوسری کافی اور تہذیب مین جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہو کہ فرمایا الصَّوْمُ جُنَّۃٌ مِنَ النَّارِ یعنے روزہ سپر ہی آتش جہنم کے حدیث تیسری کافی مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہو کہ بنا اسلام کی پانچ چیز ونپر ہے نماز و زکوۃ و حج و روزہ اور ولایت یعنی دوستی اہلبیت علیہم السلام کی حدیث چوتھی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مین منقول ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ الصَّائِمُ

فِی عِبَادَۃٍ وَاِنْ کَانَ نَائِمًا عَلٰی فِرَاشِہٖ مَالَمْ یَغْتَبْ مُسْلِمًا یعنی روزہ دار عبادت
مین ہے اگرچہ اپنے فرش خواب پر ہوتا وقتیکہ کسی مسلمان کی غیبت نکرے حدیث
پانچوین جناب صادق ع سے منقول ہے کہ فرمایا خواب روزہ دار کا عبادت
ہی اور سکوت وخاموشی اوسکی تسبیح خدا ہے اور عمل اوسکا مقبول ہے اور دعا
اوسکی مستجاب ہی حدیث چھٹی کافی اور فقیہ مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ فرمایا حق تعالی نے حضرت موسی ع پر وحی بھیجی کہ کیا مانع
ہے تجھے میری مناجات سے عرض کی ای پروردگار مین تیری شان کو ارفع جانتا ہون
اس سے کہ تجھسے مناجات کرون اور سبب روزہ کے بوی دہن روزہ دار کے متغیر
ہوجاتی ہے حق تعالے نے وحی بھیجی اے موسی بو دہن روزہ دار کی میرے
نزدیک بوے مشک سے خوشتر ہے حدیث ساتوین فقیہ مین جناب امام جعفر
صادق ع سے منقول ہے کہ فرمایا جو شخص کہ ایک روزہ رکھے شدت گرما مین اور
پیاسا ہو حق تعالے واسطے اوسکے ہزار فرشتے مقرر کرتا ہی کہ اوسکے منہ پر ہاتھ
پھیرتے ہین اور اوسکو بشارت دیتے ہین تا اینکہ جب روزہ افطار کرتا ہی تو حقتعالے
فرماتا ہے مَا اَطْیَبَ رِیْحَکَ وَرَوْحَکَ کیا اچھی ہے بو تیری اور راستی
تیری اے فرشتون میرے گواہ رہنا کہ مین نے اسکو بخش دیا حدیث
اٹھوین کلینی نے جناب صادق ع سے نقل کیا ہے کہ فرمایا اوس جناب نے
اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ عَلَیْہِ یہان دو احتمال ہین
ایک یہہ ہی کہ لفظ اجزی کو بصیغہ معروف پڑہین تو معنی یہہ ہونگے کہ روزہ
مخصوص واسطے میرے ہی اور مین ثواب اوسکا عطا کرونگا اور ظاہر ہے
کہ جس عمل کے ثواب کا خدای عزوجل متکفل ہوگا اوسکا کسقدر ثواب ہوگا

اسلئے کہ ہدیہ اور عطیہ حسب لیاقت معطی کے ہوتا ہے اور اگر لفظ اجزا ے
بصیغہ مجہول پڑہا جاوے تو معنی یہہ ہونگے کہ روزہ واسطے میرے ہے اور مین خود
بمنزلہ اوسکے ثواب کے ہون ارشاد یہان ایک سوال مشہور ہے کہ سب اعمال
نیک واسطے خدا کے ہین تخصیص روزہ کی کیا ہے اور کئی جواب اسکے کتاب بشایر
ومواعظ مین جناب مفتی صاحب نے تحریر فرمائے ہین اور لطیف ترین جواب یہ
ہے کہ روزہ امر مخفی ہے کہ کسیکو اوسپر اطلاع نہین ہوتی اور کوئی اعمال جوارح
سے مثل روزہ کے نہین اسلئے کہ نماز قسم محسوسات سے ہے جو دیکہتا ہے
کہتا ہے کہ نماز پڑہتا ہے اور روزہ جب تک کہ روزہ دار نہ کہے اوسپر اطلاع
نہین ہوتی پس روزہ مین اخلاص تمام خدا سے ہوتا ہے اسلئے فرمایا کہ صوم
واسطے میرے ہے نکتہ یہان ایک نکتہ باریک جناب استاذی وملاذی دام
ظلہ العالی نے تحریر فرمایا ہے کہ خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ چونکہ صوم بنا بر اس حدیث
کے اختصاص ساتہہ خدا کے رکہتا ہے اور ابتداے صوم صبح اول صبح صادق
ہے پس گویا یہہ اشارہ اسکی طرف ہے کہ ابتدای صوم منتہای اخلاص ہے
پس کیا عمدہ وہ عبادت ہے کہ جسکی ابتدا انتہاے اخلاص ہو ولا یخفی لطفہ
لطیفہ اصمعی نے لکہا ہے کہ ایک اعرابی نماز پڑہتا تہا اور اوسنے نماز مین طول دیا
جو لوگ کہ گرد و پیش اوسکے تہے اونہون نے کہا کہ کیا اچہی طرح نماز پڑہتا ہے تو
اعرابی نے کہا کہ مین روزے سے بہی ہون جملہ دوسرا فضیلت ماہ رمضان
اور اوسکے آداب مین معلوم ہو کہ فضیلت ماہ رمضان کی قرآن وحدیث سے
ثابت وآشکار ہے بلکہ ضروریات دین حضرت خیر المرسلین سے ہے اور خطبہ
جناب پیغمبر خدا کہ حضرت امیر المومنین ع سے منقول ہے اوسکی بنا ہین کافی ہے

اور حدیث رضوی اوسکے بیان آداب مین وافی ہے وسایل الشیعہ مین عبد السلام
سے منقول ہے کہا اونہون نے کہ مین آخر جمعہ ماہ شعبان مین خدمت باسعادت
جناب امام رضا ع مین حاضر ہوا مجھسے کہا کہ ای ابا الصلت اکثر ایام ماہ شعبان کے
گذر گئے اور یہہ آخر جمعہ اوسکا ہے پس بقیہ اس ماہ مین تدارک مافات اور
تلافی تقصیرات کہ جو ایام گذشتہ مین تجھسے واقع ہوئی ہین کرلے اور جو چیز کہ تجھ پر لازم
اور اہم ہے اور تجھکو درکار ہے اوسکو بجا لا اور ترک کر اوس چیز کو کہ بکار آمد
نہین ہے اور دعا اور استغفار اور تلاوت قران بہت کر اور اپنے گناہون سے
توبہ وانابت درگاہ احدیت مین کرتا آنکہ جب ماہ خدا یعنی ماہ رمضان آوے
اوس وقت تو حالت اخلاص مین ہو اور کوئی بار امانت اپنی گردن پر نہ رکھہ مگر یہہ کہ
اوسکو ادا کر اور کینہ کسی مومن کا اپنے دلمین نہ رکھ اور جس گناہ کا مرتکب ہو
اوسکو ترک کر اور اوس سے دوری اختیار کر اور خوف کر خدا سے اور توکل
کر اوس پر ظاہر و باطن مین وَمَن یَتَوَکَّل عَلَی اللهِ فَهُوَ حَسبُهُ اِنَّ اللهَ بَالِغُ
اَمرِهِ قَد جَعَلَ اللهُ لِکُلِّ شَیءٍ قَدرًا اور بقیہ اس ماہ مین یہہ دعا پڑھ اَللّٰهُمَّ
اِن لَم تَکُن غَفَرتَ لَنَا فِیمَا مَضیٰ مِن شَعبَانَ فَاغفِر لَنَا فِیمَا بَقِیَ مِنهُ پس تحقیق
کہ خداوند تعالی اس مہینے مین اپنے بندونکو بسبب حرمت اس ماہ کے آتش
جہنم سے آزاد کرتا ہے اور خطبہ نبویہ پس حسن بن فضال نے جناب امام رضا
سے نقل کیا ہے کہ اونحضرت نے بوسیلہ اپنی آبا کرام کے جناب امیر المومنین
علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا م نے بیچ جمعہ آخر ماہ
شعبان کے ایک خطبہ مین بعد حمد و سپاس الہی اور درود حضرت رسالت پناہ ہے
صلی الله علیہ وآلہ کی ایہا الناس متوجہ ہوا ہے تمہاری طرف ماہ خدا با برکت

وآمرزش اور یہ مہینا نزدیک خدا کے بہترین مہینونکا ہے اور دن اسکے بہترین روزہا
اور شبین اسکی بہترین شبہا اور ساعتین اسکی بہترین ساعتہا ہین اور یہ وہ مہینا ہے
کہ خدا نے تمکو اسمین اپنا مہمان کیا ہے اور تمکو اہل کرامت سے گردانا ہے ہر ایک سانس
تمہاری اس مہینے مین تسبیح ہے اور سوتا تمہارا عبادت ہے اور اعمال صالح تمہارے
مقبول ہین اور دعائین تمہاری مستجاب ہین پس بہ نیت خالص اور با دل پاک
و پاکیزہ سوال کرو خدا سے کہ تمکو توفیق عنایت کرے تا روزے اس مہینے کی
بجا لاؤ اور اسکی کتاب کی تلاوت کرو پس تحقیق کہ شقی اور بدبخت وہ شخص ہے
کہ اس ماہ بزرگوار مین رحمت خداوند غفار سے محروم رہے اور یاد کرو بھوک و
پیاس مین گرسنگی و تشنگی روز قیامت کو اور فقرا اور مساکین پر تصدق کرو اور اپنے
بزرگون کی تعظیم و توقیر کرو اور اپنے خردون پر رحم کرو اور اپنے عزیزون پر احسان
کرو اور اپنی زبانونکو غیبت اور فحش و دروغ سے باز رکھو اور اپنی انکھونکو بند
کرو اوس چیز سے کہ جسکا دیکھنا تمکو حلال نہین مثل زنان نامحرم اور امردان اور
شرمگاہ مومنین و مومنات اور زینت اہل دنیا کے اور بچاؤ اپنے کانونکو اوس
چیز سے کہ جسکا سننا تمکو نچاہیے مثل غیبت اور سخن چینی اور دروغ اور نغمہ اور
سرود اور آوازہاے نامحرم کے اور رحم و مہربانی کرو یتیمون پر تا بعد تمہارے
تمہارے یتیمون پر رحم کیا جاوے اور اپنے گناہون سے توبہ کرو اور ہاتھونکو واسطے
دعا کے اوقات مین نمازون کے اوٹھاؤ کہ وہ بہترین اوقات ہے اور ان اوقات
مین حقتعالی طرف اپنے بندون کی نظر رحمت فرماتا ہے اور مناجات انکی قبول
کرتا ہے اور وقت ندا کے لبیک فرماتا ہے اور جو سوال کرتے ہین عطا کرتا ہے
اور ہر ایک دعا مستجاب فرماتا ہے ایہا الناس نفوس تمہارے مکافات اعمال بد

بلفو ل ہین پس بسبب استغفار کے اوسکو عذاب الٰہی سے چھوڑا لو اور پشتین تمہاری
بار گناہون سے گران بار ہین پس سبک اور ہلکا کرو اور اپنی پشتون سے بار جرم اور
عصیان بسبب طول دینے سجدونکی گرا دو اور جانو کہ خداوند تعالے نے اپنی عزت
و بزرگواری کی قسم یاد فرمائی ہے کہ نماز گزارون اور سجدہ کرنیوالونکو عذاب
نکریگا اور آتش جہنم سے نڈرائیگا اوس روز کہ تمام مخلوقات زندہ ہون گے
اور سب سے حساب لیگا اے گروہ مردم جو شخص تم مین سے کسی مومن کا
روزہ اس مہینے مین کھلوائیگا گویا اوسنے ایک بندہ راہ خدا مین آزاد کیا اور
گناہان گذشتہ اوسکے بخش دیگا عرض کی یا رسول اللہ ہم سب طاقت وقدرت
نہین رکھتے کہ کسی کا روزہ کھلوائین فرمایا بچاؤ اپنے تئین آتش جہنم سے بسبب
افطار صوم کے اگرچہ بنصف خرمہ ہو اور نجات دو اپنے تئین اگرچہ ایک گھونٹ
پانی ہو ایہا الناس جو کوئی خلق اپنا اس مہینے مین نیک کریگا پل صراط سے آسانی
گذر جاویگا اوسدن کہ قدمونکو لغزش ہوگی اور جو شخص کہ اس مہینے مین اپنی
لونڈی و غلام پر تخفیف کریگا خداوند عز و جل حساب اوسکا سبک و آسان
فرمائیگا اور جو شخص شر و بدی اپنی بندگان خدا سے دور کریگا حق سبحانہ و تعالے
غضب اپنا اوس سے دور کریگا بروز قیامت یا بعد مرگ اور جو شخص اس مہینے
مین صلہ رحم بجالاویگا حق تعالے اوسکو اپنی رحمت سے ملحق فرمائیگا اور جو شخص
کہ قطع رحم کریگا حق تعالے اوس سے اپنی رحمت بروز قیامت قطع فرمائیگا اور
جو شخص کہ دو رکعت نماز مستحب بجالائیگا حق تعالے واسطے اوسکے بیزاری آتش جہنم
سے لکھ دیگا اور جو شخص کہ ایک نماز فریضہ بجالاویگا بمنزلہ اسکے ہے کہ اور مہینونمین
ستر نماز واجب بجالاوے اور جو شخص اس مہینہ مین مجھپر بعدد درود بھیجے حق تعالے

ترازوی اعمال او سکے سنگین کریگا اوس دن کہ ترازوئیں اعمال نیک کی سبک ہونگی اور جو کوئی اس مہینہ میں ایک آیت قران کی پڑھیگا ایسا ہوگا کہ اور مہینونمین ختم قران کیا ہوا یہا الناس بتحقیق کہ حق سبحانہٗ تعالی نے اس مہینہ میں دروازے بہشت کے تمپر کہولے ہین پس طلب کرو خدا سے کہ اون دروازونکو تم پر بند نکرے اور دروازے جہنم کے اس مہینہ مین تم پر بند کئے ہین پس سوال کرو خدا سے کہ اون دروازونکو تم پر نہ کہولے اور شیاطین اس مہینہ مین طوق بستہ ہین پس سوال کرو خدا سے کہ اونکو رہا نکرے اور اونکو تم پر مسلط نہونے دے آخر خطبہ تک اور محمد بن بابویہ نے امالی مین ایک حدیث طولانی جو مشتمل ہے ثواب عظیم پر کہ واسطے ہر روزی کے روزہ ہای ماہ صیام کے جدا جدا اسقدر ہی نقل کی ہے اور کتاب منار مین جناب مفتی صاحب دام ظلہ نے اوسکو لکہا ہے اور جملہ آداب ماہ رمضان سے یہ ہی کہ روزہ ماہ شعبان کو اس مہینے سے ملاوے اور بہت سی حدیثیں اس مضمون پر دلالت کرتے ہین اگرچہ یہ امر فرض و واجب نہین ہے چنانچہ جناب امام جعفر صادق عہ سے منقول ہے فرمایا اوسجناب نے کہ میرے والد بزرگوار امام محمد باقر عہ ماہ شعبان اور ماہ رمضانمین فاصلہ فرماتے تہے اور جناب امام زین العابدین عہ ماہ شعبان کو ماہ رمضان کے وصل فرماتے تہے اور کہتے تہے کہ روزے دو مہینون کے پی درپی باعث قبول توبہ ہین اور جملہ آداب ماہ صیام سے استہلال ہے یعنی چاند دیکہنا اور دعا منقول پڑہنا ازانجملہ دعای صحیفہ کاملہ مشہور ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ عادت شریف جناب پیغمبر خدا م سے یہ تہا کہ جب چاند ماہ رمضان کا دیکہتے تہے تو منہ طرف قبلہ کے کرتے تہے اور فرماتے تہے اللّٰہم

اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالْعَافِيَةِ الْمُجَلِّلَةِ
وَالرِّزْقِ الْوَاسِعِ وَدَفْعِ الْاَسْقَامِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَالْعَوْنِ عَلَى الصَّلٰوةِ
وَالصِّيَامِ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنَا لِشَهْرِ رَمَضَانَ وَسَلِّمْهُ لَنَا وَتَسَلَّمْهُ مِنَّا حَتّٰى يَنْقَضِيَ
شَهْرُ رَمَضَانَ وَقَدْ غَفَرْتَ لَنَا اور جملہ آداب ماہ رمضان سے یہ ہو کہ نام
اس مہینہ کا بے اضافت لفظ شہر کے نہ لی یعنے فقط رمضان نہ کہی بلکہ ماہ رمضان
کہی چنانچہ سعد نی جناب امام محمد باقر ع سے نقل کیا ہے کہتا ہی کہ ہم آٹھ شخص
خدمت باسعادت مین اوس جناب کے حاضر تھی پس ذکر ماہ رمضان کا آیا فرمایا
نہ کہو یہہ رمضان ہی اور نہ کہو گیا رمضان اور نہ کہو آیا رمضان تحقیق کہ رمضان
ایک نام ہے خدا کی ناموں مین سے کہ نہ آتا ہی اور نہ جاتا ہے اور اس حدیث کے اور
سوای اسکی اور حدیثون کے ظاہر سے حرمت اس قول کی واضح ہوتی ہی چنانچہ
شہید اول نے نکت الارشاد مین جناب امام موسی کاظم علیہ السلام سے روایت
کی ہے کہ نہ کہو تم رمضان تحقیق کہ تم نہیں جانتے کہ رمضان کیا ہے جو شخص کہ ایسا
کہے پس چاہیے کہ تصدق دے اور روزہ رکھے اسکے کفارے مین لکن کہو جیسطرح کہ فرمایا ہے
حق تعالی نے شہر رمضان اور وسائل مین ابن طاوس سے نقل کیا ہی کہ کتاب
اقبال مین ہزار حدیثین اس باب مین کتاب جعفریات سے نقل کیے ہین انتہی لکن ان احادیث
کو حمل کیا ہے کراہت پر اور بعض احادیث مین لفظ رمضان کی بغیر لفظ شہر کے
وارد ہے منافی کراہت نہین اسلئے ممکن ہے کہ واسطے محض اباحت کے ہو اور محتمل
ہی کہ بنابر تقیہ کے ہو کہ نزدیک اہل سنت کے بغیر کراہت جائز ہے جیساکہ بخاری مین
لکھا ہے اور بنابرین حمل کرنا حدیث اول کا کراہت پر سوای حرمت کے
اس واسطے ہی کہ کوئی قائل حرمت کا نہیں اور دروس مین لکھا ہے کہ تحقیق

یہ نہی تنزیہی ہے اسلیئے کہ احادیث مین لفظ رمضان کی بغیر اضافت لفظ شہر
کے بہت ہی مقصد دوسرا حقیقت صوم مین معلوم ہو کہ مراد صوم سے روزہ ہے
اور روزہ معروف ہی محتاج بیان کا نہین ہان حقیقت اوسکی باز رہنا چند چیزونکی
عمداً اکثر ایسے کہ جنکا بیان ہوگا اول صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت
قربت ہے اور با اعتبار ان چیزونکی کہ کتنی ہین اور کیسی ہین البتہ اختلاف ہی مثلاً دروغ بخدا و
رسول کہ مفطر ہے یا نہین اور اگر ہے تو کسطرحکا دروغ معتبر ہے یعنی جو امر کہ مخالف
واقع اور اعتقاد کے ہو وہ معتبر ہی یا محض جو مخالف اعتقاد کے ہو وہ معتبر ہے بہرحال
تفصیل اسکی چند مرصدین ہے مرصد پہلا روزہ کی نیت مین اور اوسمین کئی مبحث
ہین مبحث اول کیفیت نیت مین معلوم ہو کہ نیت بنا بر تحقیق کے عبارت ہی
سے ہی یعنی جو قصد کہ باعث روزنیکا ہوئے ہے اور زبان پر لانا یا دل مین گذراننا
اوسکا کہ مین روزہ رکھتا ہون درکار نہین اور کوئی فعل اختیاری بغیر تصور اجمالی
کے نہین ہو سکتا لیکن احوط یہ ہی کہ وقت نیت کے حال روزیکا مفصلاً خیال مین
ہو ہان اسقدر اہتمام نکرے کہ منجر بوسواس ہو جاوے اسلیئے کہ وقت نیت کے ضرور
نہین کہ جن جن چیزونکا ترک کرنا چاہیئے وہ مفصلاً دل مین لاوی البتہ قبل روزہ کے
احکام اوسکے بتقلید یا باجتہاد جانتا ہوا اور وقت نیت کے علم اجمالی کافی ہے
بلکہ جناب سید العلما علیین مکان نے فرمایا ہو کہ جاننا فتوے مجتہد حی کا ہر ایک
مسایل خلافیہ مین اور تقلید کرنا اوسمین بالخصوص ضروری نہین ہے اگرچہ احوط
اولی ہے ہر کیف چند مطالب نیت سے متعلق ہین مطلب پہلا بیان مین ان امور کے جو خود
نیت سے متعلق ہین اگرچہ بعضی اونکے عام اور لازم نہین ہین جیساکہ ہم اونکی طرف
اشارہ کرینگے ایک اونمین سے یہ ہی کہ نیت مین قصد قربت ہو کہ روزہ اور عبادت

جملہ عبادات مین قربت ضرور ہے اور مراد اوس سے یہی ہی کہ واسطی اطاعت و
بندگی جناب احدیت کے اس فعل کو بجالاتا ہون دوسرے اخلاص پس اگر روزہ بقصد
ریا رکھیگا تو باطل اور حلیہ صحت سے عاطل ہے اور اگر نیت اخلاص کے ساتہہ اور کسی
چیز کا جو فی نفسہ رجحان رکھتی ہو قصد کرے مثلاً روزہ رکھنے سے یہ بہی غرض ہو کہ
فاقہ باعث اصلاح معدہ ہوگا اور مقصود بالذات وہی روزہ ہو تو کچہ مضایقہ نہین
تیسرے استدامت نیت یعنی قصد روزہ ترک کا نکرے اور جیسا ارادہ اول
سے روزہ رکہنے کا تہا ویسا ارادہ اوسکی ترک کا نہو پس اگر بعد نیت روزہ کی قصد کرے
کہ مثلاً بعد ایک ساعت کے کسی مفطر کا استعمال کرونگا اور پہر دہیان نکیا بعید نہیں کہ روزہ صحیح
ہوجاوے مگر احوط قضا ہی اور تمام دن روزہ مین دہیان کہنا کہ مین روزی سے
ہون درکار نہین پس اگر نیت روزہ کی کرچکا ہی اور درمیان روزہ کے نیت سے غافل ہوا
یا سورہا یا بہول گیا کہ مین روزی سے ہون کچہ عیب نہین اور اول جو نیت کی
تہی وہی کافی ہی بلکہ سوتا روزہ دار کا جائز اور موجب ثواب ہی چنانچہ حدیث نجم
اور خطبہ نبویہ سی ظاہر ہے کہ سونا اوسکا عبادت ہے اور نیند موجب پوشیدگی حواس
ہے نہ مزیل عقل و تمیز اور یہ امر طبیعی ہی کہ بہت جلد زایل ہوتا ہی سبب اسکے کہ جب اوسکو
جگاتی ہین تو جاگ اوٹہتا ہی پس مکلف بسبب خواب کے اہلیت تکلیف سے نہین نکلتا
اور اگر بین نماز مین مثلاً سورہے تو نماز باطل ہے نہ بسبب اسکے کہ تکلیف ساقط ہوگئی بلکہ اس
سبب سے کہ خواب خود حدث ہے کہ مبطل صلوۃ ہوا اور طہارت شرط نماز تہی اور روزہ
وغیرہ مثل اعتکاف و احرام کے چونکہ مشروط بطہارت صغری نہین ہے تو خواب وسکا مبطل
نہوگا اور اگر کہا جاوی کہ ہر چند امساک اشیای مفطر سے نیند مین متحقق ہی لیکن توطین
نفس یعنے خیال کہنا ترک مخصوصہ کا وقت خواب سے مرتفع ہی یعنی نیند مین یاد وقصہ

ترک کرنا ہشیار مخصوصہ کا نہیں ہو سکتا ہیں کیونکہ ممتد مبطل صوم نہو جواب اوسکا یہ ہے
کہ توطین یعنے قصد کرنا ابتدای نیت میں شرط ہے نہ تمامی روز میں خلاصہ یہ جو کہتے
ہیں کہ تکلیف غافل اور نایم کے محال ہے اور حدیث رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ النَّائِمِ حَتّٰى يَنْتَبِهَ
اسپر دلالت کرتی ہے تو مراد اوس سے یہ ہے کہ ابتدا تکلیف انکی جائز نہیں یا اگر حال نوم میں کوئی
فعل حرام بجا لایا یا امر واجب اوس سے چھوٹ گیا تھا تو اوس سے مواخذہ نہیں لیکن وجوب قضا اوس شخص
پر کہ بسبب خواب کی اوس سے نماز قضا ہو گئی ہو بہ اجماع اور احادیث اور اخبار علما
ثابت ہے حاصل کلام یہ ہے کہ خواب مثل بیہوشی اور جنون کے نہیں کہ انمیں عقل اور تمیز زایل
ہوتی ہے اور مقتضاے طبیعت انسانی ہے جیسا کہا گیا چوتھی تعیین اور وہ تمام نہیں ہے یعنی ہر
ایک روزہ میں تعیین اوسکی لازم نہیں ہے پس جو روزہ کہ من عند اللہ معین ہے مثل صوم ماہ
مبارک کے اوسمیں تعیین ضرور نہیں اور اوس روزہ میں کہ خود مکلف نے اپنے اوپر
واجب کیا ہے مثل نذر معین کے اسمیں اختلاف ہے اور ظاہر اوسمیں بھی قصد تعیین
درکار نہیں اور یہی قول ہے جناب سید علی طباطبائی اور جناب سید العلما علیین
مکان کا اور شہید علیہ الرحمہ روزہ سنتی میں کہ جو اوقات معین میں ہوں مثل ایام بیض وغیرہ
بلکہ روزہ سنتی میں بنظر اس بات کے کہ ہر روز روزہ رکھ سکتا ہے تعیین لازم نہیں
جانتے اور اقرب بہ تحقیق یہ ہے کہ تعیین اصل شرع میں اوس وقت مفید ہے کہ امر
مطلوب شارع کا ہو اور وقوع امر دیگر ممتنع ہو اور یہ محض صوم واجب میں ہے اسلئے
کہ روزہ سنتی مثل ایام بیض یا مطلق ایام کے روزہ خاص معین نہیں بلکہ روزہ
مستعد علی سبیل البدلیت واقع ہو سکتا ہے پس تا وقتیکہ تعیین نکرے گا معین نہ
اوسکا مشکل ہے مثلاً ہر گاہ روزہ قضا اور روزہ کفارہ اور روزہ نیابت اور
مستحب جمع ہوں تو ظاہر ہے کہ مطلق نیت روزہ کی مبطل ہے مگر بطریق قرعہ

کے کہ اس صورت مین صحت روزہ مستحب کی ممکن ہے اور صاحب مستند نے اس تحقیق
کیطرف اشارہ کیا ہے اور اگر روزہ قضا ماہ رمضان کا ہے پس اگر وقت اوسکا
مضیق ہے وہ بہی تعیین کا محتاج نہین اور اگر وقت اوسکا وسیع ہے اور مثلاً
روزہ نذر مطلق بہی اوسکے ذمہ مین ہے چاہیے کہ تعیین کرلے کہ روزہ قضا کا
رکہتا ہون یا روزہ نذر کا اور تعیین ادا و قضا کی پس اسکی کوئی صورت نہین اسلیے
کہ ماہ رمضان مین روزہ قضا کا نہین رکہ سکتا اور غیر ماہ رمضان مین روزہ ادا نہین
رکہ سکتا مطلب دوسرا وقت نیت مین اور معلوم ہو کہ اسمقام پر جناب مفتی
صاحب نے کلام اسمین فرمایا ہے کہ نیت جزو صوم ہے یا شرط صوم اور چونکہ اس
رسالہ مین نظر عام فہمی پر ہے لہذا ایسے مضامین باریک کو اونکی مقام پر چہوڑ دیا اور
اصل مطلب کو بیان کیا مخفی نرہے کہ نیت صوم کی دو وقت مین ایک وقت
اختیاری اور وہ وقت شب ہے چنانچہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص رات سے
نیت روزہ کی نکرے درحقیقت اوسنے روزہ نہین رکہا ہے پس ہرگاہ کوئی
عذر نرکہتا ہو تو نیت رات سے کرے اور تاخیر اسکی نچاہئی اور اگر عمداً تاخیر کریگا
تا اینکہ صبح ہوجاوے اور قبل از زوال کے تجدید کرے بنابر احوط روزہ اوسکا فاسد اور
نیت اوسکی غیر منعقد اور قضا و کفارہ واجب ہوگا اسلیے کہ وقت اختیاری جو
رات تہا اوسکو عمداً ترک کیا اور تمام رات مین جب چاہے نیت کرے کہ کل
روزہ رکہونگا صحیح ہے اور کہانا پینا بعد نیت کے کچہ مضایقہ نہین کہ وہ منافی
صوم ہے منافی نیت کا نہین اور صوم تو بعد طلوع صبح کے شروع ہوتا ہے
نہ رات سے اور ظاہر یہی ہے کہ اگر ابتداے طلوع صبح مین نیت روزہ کی
کریگا اگرچہ رات سے نکی ہو تو روزہ اوسکا صحیح ہوگا لکن چونکہ طلوع صبح

ایک امر آنی ہے اور علم اوسکا دشوار ہے اور غالباً جب صبح طالع ہو چکتی ہے تو معلوم
ہوتا ہے کہ صبح ہو گئی لہذا نیت یعنی کچھہ رات سے نیت کرنا کلام شارع اور
علما مین واقع ہوا ہے نہ یہہ کہ حتماً یہی ہے لکن تقدیم اوسکی اسطرح پر کہ قبل رات
کے نیت کر لی یہ داخل نص مین نہین اور کلام اسمین آگے آویگا اور دوسرا وقت
نیت کا اضطراری ہے اور وہ حالت عذر مین کافی ہوتا ہے اور وہ
زوال آفتاب تک ہے چنانچہ وسایل مین احمد بن محمد سے نقل کیا ہے کہا اوس نے
پوچھا مین نے حضرت ابو الحسن ع سے کہ ایک شخص ماہ رمضان مین قبل از زوال
سفر سے آیا اور اوسنے کچھہ کھایا نہ تھا فرمایا کہ روزہ رکھی اور موثقہ سماعہ مین
ابو بصیر سے وارد ہے کہ اگر مسافر قبل زوال کے آیا ہے پس اوسپر روزہ اوسکا
ہے اور محسوب بھی ہوگا خلاصہ مسافر مین کچھہ کلام نہین اور جو شخص کہ نیت
کو بھول جاوے اوسکا بھی بنا بر مشہور یہی حکم ہے کہ تدارک اوسکا زوال تک
کر سکتا ہے لکن جب یاد آوے تو تاخیر نکرے والا روزہ اوسکا بنا بر اقرب باطل
ہوگا اور یہی حال ہے مریض کا کہ اگر قبل از زوال شفا پاوے اور استعمال کسی مفطر
کا نکیا ہو تو امساک کرے اور روزہ اوسکا محسوب ہوگا اور ہر چند تاثیر نیت
فعل سابق مین فی الجملہ استبعاد رکھتی ہے یعنی روزہ تو صبح سے ہوتا ہے پس نیت
قبل زوال کے کیونکر مفید ہوگی اور وقت گذشتہ کو کسطرح روزہ مین داخل کریگی
لکن علاوہ اسکے کہ صحت اسکی باب مسافر مین بحکم احادیث ثابت ہے اور فتاوی علما باب
مریض مین موجود ہین بعض اعتبارات عقلیہ سے بھی منافی نہین اور نظایر نقلیہ بھی
ہین اسلئے کہ مال زکوۃ اگر قبل سے کسی مستحق کو بطریق قرض دے دے تو وقت
ادا محسوب کر سکتا ہے اور بعضی معاملات مین جو حق کہ پہلے کسیکی ذمہ مین ہے

اور زمانہ لاحق مین اوسکو ادا کرے تو بالکل بری الذمہ ہو جاتا ہے پس اسیطرح
وہ زمانہ کہ زوال تک بسبب عذر کے یا مرض یا سہو کے مقرون بہ نیت نہ تھا
اب نیت حال کی اوسمین موثر ہوگی اور یہی مطلب کئی حدیثون سے مستفاد ہوتا ہے
ایک یہہ ہے کہ المیسور لا یسقط بالمعسور یعنی جو امر کہ دشوار ہے وہ اگر ہو سکے
تو جو ممکن ہے وہ ساقط ہوگا اور یہہ مشہور ہے اور دوسری ما لا یدرک کلہ
لا یترک کلہ یعنی جو چیز کل نہو سکے اوسکو بالکل ہی ترک نکرے اور تیسرے
کل ما غلب اللہ علیہ فلیس علی صاحبہ شیٔ یعنی جو چیز خدا غالب کر دی کسی شخص
پر پس اوسپر کچھ مواخذہ نہین خلاصہ یہہ ہے کہ جو امر خدا کیطرف سے بندے
لاحق ہو جائے مثل مرض اور حیض وغیرہ کی وباعث ترک عبادت ہے مثلاً تو خدا اوسکا مواخذہ نکریگا اگر مقدمہ بالعکس
ہو یعنے اول روز صحیح اور مقیم تھا اور با آخر روز مین سفر کیا یا بیمار ہو گیا پس حکم سابق
جاری ہوگا اسلئے کہ نظر آخر امر پر ہے اور اسی سبب سے وارد ہوا ہے کہ الاسلام
یجب ما قبلہ یعنی اسلام زایل کرتا ہے گناہان سابق کو اور موافق اسکے
جو لکھا گیا قضائے موسع اور نذر مطلق اور روزہ سنتی مین پیش از زوال اور
قبل استعمال مفطر نیت روزہ کی کر سکتا ہے چنانچہ حدیث صحیح مین ہے کہ ایک
شخص نے بعد صبح اور ارتفاع شمس کے چاہا کہ روزہ قضائے ماہ رمضان کا رکھے
اگرچہ نیت رات سے نہین کی تھی فرمایا ہو سکتا ہے کہ روزہ رکھے اور محسوب ہوگا جب تک
نہ استعمال کیا ہو کسی مفطر کا اور دوسری حدیث مین ہے کہ ایک شخص نے کئی روزے
ایک مہینے کی اپنی اوپر لازم کئے تھے بنا بر رضای خدا کے پس جب صبح ہوئی نیت
روزہ کی رکھتا تھا پھر رای اوسکی بدل گئی اور افطار کیا اور صبح کو نیت روزہ کی
نہ تھی پھر خیال مین آیا کہ روزہ رکھ لون فرمایا یہہ سبب [illegible] اور جناب امیر المؤمنین

منقول ہے کہ جب اپنے گھر مین تشریف لاتے تھے فرماتے تھے کہ اگر تمہارے
پاس کچھ غذا ہو تو روزہ نہ رکھون والا روزہ رکھون پس اگر کچھ ہوتا تھا تو حاضر
کرتے تھے والا وہ جناب روزہ رکھ لیتے تھے اور روزہ سنتی مین ہرچند
اکثر علمانے وقت نیت کا زوال تک محدود کیا ہے لکن بعضے غروب تک جائز
جانتے ہین اور قول دوسرا بُرا نہین ہے لیکن چاہئے کہ کچھ دن باقی رہے
جو نیت کرلے اور وسایل مین ابو بصیر سے روایت کی ہے کہا اوسنے پوچھا
مین نے جناب امام جعفر صادق ع سے حال اوس روزہ دار کا کہ روزہ معین
رکھتا تھا اور اوسکو کوئی ضرورت درپیش ہوئی فرمایا اوسکو تا بہ عصر اختیار ہے
اور اگر عصر تک دیر کرے اور بعد اوسکے چاہے کہ روزہ رکھے اور قبل اسکے نیت
روزہ کی نہ تھی پس جائز ہے اوسکو اگر چاہے اوسدن روزہ رکھ لے
اور اس حدیث سے یہہ بھی ظاہر ہوا کہ جب روزہ سنتی شروع کرے تو تمام کرنا
اوسکا واجب نہین لکن بعد زوال کے افطار کرنا مکروہ ہے اور بعد روایت
جناب صادق ع سے منقول ہے کہ اوس جناب نے اپنے آبای کرام سے روا
کی ہے کہ جناب امیر المومنین ع نے فرمایا ہے کہ جو شخص تطوعاً روزہ رکھے
دوپہر تک مختار ہے پس جب دوپہر گذر جائے تو تحقیق کہ روزہ واجب
ہو گیا پس شیخ نے اوسکو ادب نیت پر اور تاکید استحباب پر حمل کیا ہے ٭٭
بحث دوسرا ایک نیت واسطے روزہ تمام مبارک کے بعضی علما اسکو کافی
جانتے ہین یعنے جو ابتداء ماہ رمضان مین نیت کرلی کہ مین تمام مہینے کے روزے
رکھونگا اور پھر ہر روز نیت نہ کرنے تو کافی ہے بلکہ سید مرتضی علیہ الرحمۃ
[illegible] ہو نسلے مدعی اجماع کا کیا ہے اور بعضی علما نے دعوی شہرت کا

کیا ہی اور سوا اسکی اور کوئی دلیل اس قول پر نہین پس اگر شہرت اور اجماع
علما ثابت ہو جاوے تو کچھ نزاع نہین والا کئی وجہون سے یہہ قول صحیح و مشہور
ہے اول یہہ کہ سابق مین روایت مذکور ہوئی کہ جو شخص انکو نیت روزی کی
نکرے پس اوسنے درحقیقت روزہ نہین رکہا اور مفاد اس سے یہی ہے کہ ہر شب
کو واسطے روزے کے نیت چاہیے اور یہہ مطلب کہ نیت شب اول ماہ رمضان کی تمام مہینے کی
روزونکو کافی ہے پس ہرگز اس عبارت سے مستفاد نہین ہوتا نہ خصوصاً نہ شمولاً
بلکہ نفی اوسکی اس کلام سے نکلتی ہے دوسرے یہہ کہ سب عبادتون مین مقارنت
نیت کی مطلوب و مقصود ہی اور کوئی حدیث اس باب مین نہین کہ نیت سابق
تمام ماہ کو کافی ہے بلکہ دلیل اوسکی خلاف پر موجود ہے تیسرے یہہ کہ ظاہرا
کسی عالم نے تصریح اسکی نہین کی کہ اگر اول ماہ مین نیت تمام مہینے کی نکرے
اور ہر روز تجدید نیت کرے تو قضا اوسپر لازم ہے بلکہ صاحب ذخیرہ نے
اسکا اعتراف کیا ہے کہ اگر ایسا کریگا تو قضا لازم نہین بلکہ اگر ہر روز نیت
کریگا اور شب اول تمام ماہ کی نیت نکرے گا تو روزہ اوسکا بالاتفاق صحیح
ہے چوتہی یہہ کہ جب اشتغال ذمہ یقینی ہو تو براءۃ ذمہ بہی یقینی چاہیے اور
بنابر اس قاعدہ کے چاہیے کہ جب نیت ہر روز کی بالاتفاق صحیح ہے اور نیت
واحد واسطے تمام ماہ کے محل شک و شتباہ ہے پس براءۃ یقینی کیونکر حاصل ہو
اور حدیث مشہور ہے کہ ترک کر اوسکو جو مشتبہ ہو اور بجا لا اوسکو جسمین شک
و شتباہ نہو ہرچند یہہ قاعدہ بدلیل اجماع منقض ہو سکتا ہے لیکن کلام تو اوس صورت مین
ہے کہ جب اجماع اس قول پر ثابت نہو پانچوین یہہ کہ شیخ ابو جعفر طوسی سے
نقل کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص قبل از رویت ہلال کے نیت تمام مہینے کی کرلی

اور پہر ماہ مبارک مین بہول جاوے تو وہی پہلی نیت کافی ہی اور راور اصحاب
مین سے کوئی اسکا قائل نہین اور صاحب جواہر الکلام کا بہی یہی قول ہے کہ کافی
نہ ہوگی باوجودیکہ یہہ مایل اسیطرف ہین کہ نیت شب اول کے واسطی تمام ماہ کے
کافی ہے حالانکہ مقدمہ واحد ہی اسلئے کہ جسطرح تاثیر نیت مقدم کے روز دن
متاخر مین مستبعد ہے اسیطرح تاثیر نیت شب اول کی آخر روز تک مستبعد ہے
ہان اتنا فرق ہو کہ قبل ہلال کے طلب شارع کی نہ تہی اور بعد رویت ہلال کے طلب
تمام ماہ کے متعلق ہوے مگر صاحب جواہر نے یہ فرق نہین لکہا اور کلام انکا یہی
ہے جو انہون نے لکہا ہے علاوہ اسکی اسصورت مین فرق درمیان عامد
اور ناسی کے نہین آور طرفہ یہہ ہے کہ حدیث تبیت کے یعنی جسمین حکم رات کی
نیت کا ہے اوسکو شیخ کے قول کے رد مین لائی ہین اور اوسکو مضر اونکا
سمجہا ہے حالانکہ وہ حدیث خود انکی حجت ہو سکتی ہے تحقیق یہہ کہ اگر کافی ہو نیت
شب اول کے واسطے تمام ماہ کی تو چاہئے کہ جہان روزی محدود ہون جانب
شارع سے یا مکلف نے اپنے اوپر واجب کئی ہون مثل صوم کفارہ اور بدل ہدی
اور نذر ایام معدودہ کی وہان بہی نیت واحد واسطے اون سب کے کافی ہو جائے
بسبب اشتراک علت کے یعنے جو دلیل وہان تہی وہی یہان بہی جاری ہو سکتی
ہے اور ایسا نہین ہے چنانچہ اعتراف کیا ہے صاحب جواہر نے اسکا بلکہ
اجماع علما اسپر صاحب درو سے نقل کیا ہے سا تو یہ ہے کہ صوم تمام
ماہ رمضان کا عبادت واحد نہین اور یہی سبب ہے کہ فساد ایک روز کا باعث
فساد تمام ماہ کا نہین ہو جاتا اور واسطی ہر روز کے قضا و کفارہ علیحدہ ہوتا
پس تاثیر نیت واحد کے سب اجزا ے ماہ مبارک مین کیونکر ہوگی اور اگر

کوئی کہے کہ جسطرح نیت رات کی واسطے تمام ساعات روزیکے کافی ہی اوسیطرح بیان
ہی ہو تو یہہ قیاس نہین ہوسکتا اولاً تو شرع مین قیاس نہین دوسرے یہ قیاس
مع الفارق ہے کہ یہان تو فساد ایک جز کا مفسد تمام روزیکا ہی اوریہان فقط وہی
روزہ جائیگا جسمین فساد ہوا ہے اور علاوہ اسکے صوم تمام دنکا عبادت واحد
ہے اور یہہ کہنا صاحب جواہر کا کہ یہہ قیاس نہین ہے بلکہ نظیر ہی اور اصل دلیل اور ہی
جواب اسکا ظاہر ہے کہ سید مرتضی علم الہدی نے انتصار مین اسکو مقام تعلیل
مین ذکر کیا ہے نہ نظیر اور تمثیل مین اور اصل دلیل جسکو صاحب جواہر نے کہا ہی وہ اجماع
ہے اور اوسکی ثبوت مین کلام ہے اور فقط نظیر سے رفع استبعاد ہوتا ہی او مطلب
کا ثبوت نہین ہوتا اسواسطے کہ قیاس ہے اور قیاس شرع مین جائز نہین پس احتیاط
اسی مین ہے کہ نیت واحد کافی نہو اور واسطے ہر روزیکے علاحدہ راتکو نیت کر لیا کری
اور یہ احتیاط لازم ہی چنانچہ بعض علما اور بہی اسکے قائل ہین **مبحث تیسرا**
احکام یوم الشک مین اور مراد اوس سے سلخ ماہ شعبان کی ہے کہ بسبب ابر وغبار
کی چاند ماہ رمضانکا ندیکہا جاوے اور احتمال چاند کا کسیکی گواہی سنے سے بلکہ شک
ہوجاوے کہ آج سلخ ماہ شعبان کی ہے یا غرۂ ماہ رمضان کا اور روزہ اوسدن
کا کئی صورت سے ہو ایک یہہ کہ بہ نیت واجب او بقصد ماہ رمضان کے روزہ رکہی
اور یہہ باطل ہے اسلئے کہ حدیث مین جناب امام جعفر صادق عم سے منقول ہے
کہ فرمایا اونجناب نی کہ روزہ یوم الشک کو بہ نیت ماہ شعبان کے رکہین نہ بہ نیت
ماہ رمضان کی دوسرے یہہ کہ بقصد نیت اور ارادہ ماہ شعبان کے ہو اور یہہ
صحیح بلکہ مستحب ہے پس اگر فی الواقع وہ دن غرۂ ماہ رمضانکا ہی تو وہ روزہ اوسمین محسوب
ہوگا اور حاجت قضا کی نہوگی اور اگر درحقیقت سلخ ماہ شعبان کی ہے تو روزہ سنتی

ہوگا اور اگر یوم الشک مین روزہ بہ نیت ماہ شعبان رکھی پس جسوقت کہ ظاہر ہو
کہ آج غرہ ماہ رمضان کا ہی تجدید نیت کرے خواہ پیش از زوال آفتاب خواہ بعد از زوال
تیسرے یہ کہ تردید نیت مین کرے کہ یا روزہ واجب کہتا ہون نہین یا مستحب یا بین
طور کہ اگر آج ماہ رمضان سے ہے تو روزہ واجب ہے والا مستحب بنا بر مشہور یہ صورت
بھی جایز نہین اور اس قول کے بطلان ہونے اشتراط کی وجہ اور کوئی دلیل نہین یعنے
بعضی علما نیت مین ذکر وجوب وندب کو شرط جانتے ہین اور مراد اشتراط وجہ سے
بھی یہی ہے اور بعضی علما نیت مین محض قربت کافی جانتے ہین اور قصد وجوب و استحباب
کا اعتبار نہین کرتے پس اون علما کے نزدیک جو اشتراط وجہ کے قایل ہین یہ روزہ باطل ہوگا
اور بنا بر قول اون علما کے جو محض قربت کافی جانتے ہین صحیح ہوگا اور اسی سبب سے
بعضے علما نے بطلان نیت کے تردید مین تردد کیا ہے لکن احوط بطلان ہے بلکہ شاید یہی
قول مضبوط ہو اور ظاہر نصوص اسی قول کے موید ہین یعنی مثل اسکے کہ حدیث مین
وارد ہوا ہے کہ یوم الشک کو روزہ رکھا جاوے بہ نیت ماہ شعبان اور نہ رکھا جاوے
بہ نیت ماہ رمضان پس ظاہر معنی اسکے یہ ہین کہ فقط ماہ شعبان کے نیت سے
روزہ رکھی اور ماہ رمضان یا تردید کی نیت نکرے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ماہ رمضان
کی نیت نہ کرے اور ماہ شعبان یا تردید کی نیت کر سکتا ہے اسیواسطے قید ظاہر کی
لگا دی کہ دوسرا مطلب بھی تاویل نکل سکتا ہو اور مقتضای احتیاط بھی ہے یعنی
تا وقتیکہ ثابت نہو کہ یہ ماہ رمضان ہے تو اسکو آخر ماہ شعبان سمجھیں اگرچہ اسکو علما نے
ذکر نہین فرمایا ہر صورت احتیاط لازم ہے چوتھی یہ کہ روزہ نذر یا قضا کی نیت
کرے یہ بھی اور یہ جایز ہے پس اگر شک ہمیشہ برقرار رہے تو بری الذمہ ہو جاویگا اور اگر درمیان
روزہ کے قبل زوال ظاہر ہو جاوے کہ آج غرہ ماہ رمضان کا ہے نیت ماہ رمضان کی کر

اور نذر یا قضا جو ذمہ پر ہے اوسکو بعد ماہ رمضان کی ادا کرے اور اگر بعد زوال
کے ظاہر ہو کہ آج غرہ ماہ رمضانکا تھا پس احوط یہہ ہی کہ اوس وقت سے قصد روزہ
ماہ رمضانکا کرے اور بعد اختتام ماہ رمضان کے ایک روزہ بہ نیت ما فی الذمہ
رکھ لے اور بموجب روایت عبد الکریم مین وارد ہوا ہے کہتا ہے عرض کی مین نے
خدمت جناب امام جعفر صادق عم مین کہ مینے نذر کی ہی کہ ہمیشہ روزہ رکھونگا تا قیام
قایم فرمایا نہ روزہ رکھ سفر مین اور نہ دونون عید و نمین اور نہ ایام تشریق مین
اور نہ یوم الشک کو پس جناب سید علی طباطبائی نے ریاض المسائل مین اس حدیث
کو تقیہ پر حمل فرمایا ہے کہ یہہ مذہب جمہور ہے اور فاضل نراقی نے مستند مین
استعمال کیا ہے پس روزہ نذر کو یوم الشک مین اقسام محظوریہ مین شمار کیا ہی پانچوین
یہہ کہ قصد افطار رکھتا ہوا و قبل اسکے کہ کوئی مفطر عمل مین لاوے خبردار ہو کہ آج
غرہ ماہ رمضانکا ہے تو تجدید نیت کر لے لیکن اگر بعد زوال کے ایسا اتفاق ہو
تو امساک کرے اور قضا بھی لازم ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ زمانہ جناب رسول خدا صلعم
مین بعد گذرنے شب یوم الشک کہ جب صبح ہوئے ایک مرد اعرابی خدمت جناب
رسول خدا صلعم مین حاضر ہوا اور گواہی دے کہ مینے چاند دیکھا ہے پس جناب پیغمبر خدا
نے حکم دیا منادی کو کہ ندا کرے کہ جسنے کچھ نہ کھایا ہو وہ روزہ رکھے اور جسنے
کھایا ہو وہ امساک کرے **مبحث چوتھا** اس باب مین کہ ماہ صیام مین اور روزہ
نہین رکھ سکتا پس جب مکلف کو معلوم ہو جاے کہ یہہ ماہ رمضان ہے تو اور روزہ
خواہ واجب ہو خواہ مستحب علی الاشہر نہین رکھ سکتا چنانچہ مرسلہ حسن مین بسام
مین مذکور ہے کہ ایک شخص سے نقل کی ہی وہ کہتا ہی کہ مین ماہ شعبان مین ہمراہ
جناب امام جعفر صادق عم کہ مابین مکہ و مدینہ کے جاتا تھا اور وہ جناب

روزہ بھی رکہتے تہے بعد اسکے چاند ماہ مبارک رمضان کا دیکہا ہمنے پس اوس جناب نے
روزہ کو ترک فرمایا عرض کی مینے فدا ہون آپ پر کل کہ ماہ شعبان تہا آپ روزہ سے
تہے اور آج کہ ماہ رمضان ہے افطار کیا آپنے فرمایا کہ وہ روزہ مستحب تہا اور
مستحبات مین جائز ہے ہمکو جو چاہین کرین اور یہ روزہ واجب ہے اور واجبات مین
ہمکو جائز نہین ہے کہ بجز اوس چیز کے جسکے مامور ہین اور رکہہ عمل مین لائین اور اگر
جاہل ہو یعنی نجانتا ہو کہ یہ ماہ رمضان ہے اور نیت اور کسی روزے کی کرے بنابر
مشہور ماہ رمضان مین محسوب ہوگا اور حدیث بہی اس باب مین وارد ہے اور
شیخ طوسی اور سید مرتضی علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے کہ جب معلوم ہو کہ یہ ماہ رمضان
ہے اور باوجود علم کے پہر اور کسی روزے کی نیت کرے تو وہ روزہ ماہ مبارک
مین محسوب ہوگا اسلیئے کہ نیت قربت کی واقع ہوئے اور نیت غیر ماہ رمضان کے
لغو ہو گئی اور جناب سید نے مدارک مین اشکال کیا ہے اسلیئے کہ فرض مذکور مین مکلف
نے نیت علی الاطلاق نہین کی تہی بلکہ روزہ معین جو سواے ماہ مبارک رمضان
کے ہے قصد کیا تہا پس جو مقصود اوسکا تہا وہ واقع ہوا اور جو مقصود شارع کا تہا
وہ اوسکا مقصود نہ تہا خلاصہ احوط یہ ہے کہ ماہ رمضان مین نیت اور روزے کی نکرے
ہو سکتی کہ احتمال ہے کہ روزہ باطل ہو اور اسکا یقین نہین کہ وہ روزہ ماہ رمضان مین
محسوب ہوگا **مقصد دوسرا** امساک کے معنے مین معلوم ہو کہ مراد امساک سے
باز رکہنا اپنا مفطرات سے ہے اگر کوئی کہے کہ جو شخص روزہ رکہے اور سہواً افطار کرے روزہ
اوسکا باوجود عدم امساک کے صحیح ہے اور اسیطرح وقت خواب کے باوجود اسکے کہ اشیا مفطرہ
کا استعمال تو نہین ہے مگر قصد ہے اسکا کہ مین اشیا مفطرہ سے باز رہون یہ بہی تو نہین ہے
اور توطین جو روزے مین معتبر ہے مراد اوس سے یہی ہو پس باوجود عدم توطین کے

روزہ متحقق نہیں ہے پس جواب اسکا یہہ ہے کہ تناول کرنا اشیاء مفطر کا ہووے سے منافی کف نفس کا نہیں کیا و سہمین عمداً کی قید ہے اور توطین یعنی قصد کف ابتدا صوم مین معتبر ہے جیسا کہ اتنا امین گوہو اور بہر حال امساک بعض اشیاء سے واجب ہے اور بعض سے مستحب ہے اور ذکر دونونکا بتفصیل آئیگا اور یہہ وہ امساک ہے کہ جو صوم سے مراد ہے اور کبھی اطلاق امساک کا اور معنو نپر ہوتا ہے اور وہ یہہ ہے اول تو یہ نیت روزیکی اول سے نہ کی ہوا اور بقیہ روز مین اپنے تئین مفطرات سے بچاوے اور وہ سات جگہہ مستحب ہے پہلے یہہ کہ جا ہیے مسافر کو جب اپنی اہل و عیال مین پہنچی یا اثنا ی سفر مین کسی جگہہ دس دن رہنے کا قصد کرلے خواہ بعد زوال پہنچا ہو خواہ قبل زوال اور کچھ کہا چکا ہو تو بقیہ روز مین امساک کرے اور دوسرے بیمار جب اثنا ی روز مین شفا پاوے خواہ قبل زوال خواہ بعد زوال اور کسی مفطر کو عمل مین لا چکا ہو تو وہ بھی بقیہ روز مین امساک کرے تیسرے حایض ہرگاہ اثنا روز مین حیض سے پاک ہو چوتھی نفسا ہرگاہ درمیان روز کے نفاس سے پاک ہو پانچوین کافر درصورتیکہ ماہ رمضان مین دنکو اسلام سے مشرف ہو چکا ہے کہ استحباباً اور احتراماً بقیہ روز مین امساک کرے چھٹی لڑکا جب اثنا ی روز مین بالغ ہو ساتوین مجنون اور مغمی علیہ ہرگاہ درمیان روز کے جنون والغماسے افاقہ پاوین اور تفصیل اوسکی انشاء اللہ آویگی محل بیان ہوگی مرصد تیسرا تحدید زمان صوم مین یعنی کب سے کب تک امساک کرے ابتدا روزہ کی طلوع صبح صادق سی ہے غروب آفتاب تک اور یہہ امر بحدیث وکتاب ثابت ہے اور اسپر اجماع علما ہے پس چاہیے کہ جنابت سی اسقدر پیشتر طلوع صبح

[illegible] الله عنه ۱۰ [illegible] طلوع صبح

غسل کر چکے اور یہہ حکم باجماع علما ثابت ہے پس آیت اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ
الرَّفَثُ اِلٰی نِسَائِکُمْ یعنی حلال ہے واسطے تمہارے شبہای ماہ رمضان مین
رفث یعنی نزدیکی عورتون سے اس آیت سے جو اطلاق ثابت ہوتا ہے وہ جماع
علما سے خاص ہوگیا کہ وقت مذکور تک نزدیکی کر سکتا نہ آخر شب تک
اور بعضی علمانے تعمیم کی ہے بایمعنے کہ اگر وقت بقدر تیمم کے بھی ہو تو مضایقہ نہیں اور
یہ مشکل ہے اسلئے کہ کوئی دلیل اسپر نہین کہ ایسے مقام پر تیمم عوض غسل کے صحیح
ہوجاوے اور مراد طلوع صبح صادق سے پہیلنا سفیدہ کا ہے عرض افق میں
جیسا کتاب الصلوۃ مین بیان ہوا لکن چاہیے کہ من باب المقدمہ قبل طلوع
صبح کے امساک کرے اور اسیطرح وقت افطار کی غروب آفتاب سے زوال
حمرت مشرقیہ تک تاخیر کرے چنانچہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ میری رای
واسطے تیرے یہہ ہے کہ تو انتظار کرتا اینکہ سرخی جانب مشرق کے دور ہوجاوے
اور اپنے دین مین مراعات احتیاط کے بجا لا۔ اور مستحب ہے کہ بعد نماز مغرب کے
افطار کرین مگر یہ کہ ہمنشین منتظر اوسکے ہون یا خود خواہش شدید افطار کی
رکھتا ہو حدیث مین وارد ہے کہ ہر گاہ خاتمہ تیرے نماز کا بحال صوم ہو بایمعنے
کہ نماز تیری روزہ دار کی نماز ون مین محسوب ہو تو یہہ محبوب تر ہے نزدیک
میرے پوشیدہ تر ہے کہ چونکہ وقت افطار اور وقت نماز مغرب کا ایک
ہے جیسا کہ حدیث مین وارد ہے کہ جب قرص آفتاب غائب ہو تو صایم افطار
کرے اور وقت نماز کا داخل ہوا پس تقدیم نماز کے افطار شرعی
پر نہین ہوسکتے اور مراد افطار شرعی سے یہ ہے کہ آدمی سمجھلے کہ
روزہ میرا تمام ہوا خواہ کسی مفطر کا استعمال کرے خواہ نکرے تو نماز مین اپنی

مین کیونکر روزہ دار جانیگا پس قول اونحضرت کا کہ نماز پڑہتا ہو تو حالانکہ روزہ بہی ہو درست نہین آتا اور اسیطرح دوسری حدیث مین ہے کہ دو امر فرض تیری سامنے آوے ایک افطار دوسری نماز پس ابتدا کرو اوس سے جو افضل ہو ان دونو مین سے اور افضل ان دونو مین نماز ہے اسلئے کہ افطار بمعنی خروج عن الصوم موخر صلوۃ سے نہین مگر یہ کہ مراد صوم سے معنی لغوی یعنی امساک ہون اور افطار سے مراد استعمال اکل و شرب ہے اور مراد فرض سے مطلق امر ضروری ہو **فرع** ہمنے جو صوم کی تعریف مین بیان کیا ہے کہ امساک صبح سے شب تک بہ نیت قربت درکار ہے اس سے دو امر ظاہر ہوئے ایک یہہ کہ صوم مین تبعیض نہین رہی سوا ہر دن کا جیسا کہ عادت عورتون کی ہے اور ہندوستان مین رائج ہے یہہ روزہ روزہ نہین اور اعتقاد اس امر کا کہ یہہ وسیلہ اور باعث حاجت روائی کا ہے یہہ تشریع ہے اور اس سے اصل ایمان مین فرق آتا ہے اساس الاقتباس مین ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عورت نے سنا کہ روزہ ایک دن کا کفارہ ایک سال کے گناہونکا ہے پس وہ دوپہر تک روزہ رکھا اور کہا کہ مجکو کفارہ چھ مہینے کا کافی ہے دوسرے یہ کہ مضمون آیہ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا آجاتے ہے کہ روزہ واسطے محض رضا سے جناب احدیت کے ہو پس شریک کرنا کسیکو اگرچہ خاصان خدا سے ہو کسی عبادت مین جائز نہین تا اینکہ جناب امیر المومنین ع نہین قبول فرماتی تھے کہ کوئی شخص اونکے ہاتہ مین پانی ڈالے واسطے وضو کے اور اسی آیت کو جو مذکور ہوئی تلاوت فرماتے تھے پس روزہ نسوان ناقصات العقول کا بنام حضرت مشکل کشا یہہ عبادت غیر منقول ہے بلکہ بسبب تشریع کے غیر صحیح و نامعقول ہے ہان اگر روزہ بہ نیت

رکہین اور ثواب اوسکا کسی خاصان خدا یا کسی ائمہ ہدی کو ہدیہ کرین تو خوب و بہتر اور ثواب اوسکا زیادہ و بیشتر ہوگا مرصد جو تہا مفطرات مین اور وہ دس چیزین ہین پہلے اور دوسرے کہانا اور پینا کسی چیز کا ہو کہ مبطل روزہ اور موجب قضا و کفارہ ہے خواہ وہ شے عادۃً کہائی جاتی ہو اور خواہ بطریق عادت اوسکو کہاتے ہون یا نہ مثل خاک اور سنگریزہ کے اور بقیہ غذا کہ جو بیچ دندانون کے رہ جائے بلع کرنا یعنے کہالینا اوسکا بہی مبطل صوم ہے اسلئے کہ اسکو بہی عرف مین اکل کہتے ہین اور رطوبت اور آب دہن کہ طبعاً حلق جاتا ہے مفطر صوم نہین ہان اگر متعمداً جمع کرکے بلع کرے تو بنا بر احوط بلکہ اقوی مفطر صوم ہوگا بلکہ صحیح حیا میں وارد ہوا ہے کہ مین نے دختر صغیر کو روزہ مین چومتا ہون پس آب دہن اوسکا میرے شکم مین داخل ہوجاتا ہی فرمایا کچہ مضایقہ نہین اور اسیطرح بلغم وغیرہ جو دماغ سے آتا ہے اور بغیر اسکے کہ منہ اور حلق مین اوتر جاوے مفطر نہین ہر چند نہ کہینچنا فضلات دماغ کا طرف حلق کے احوط ہی اور چوسنا انگوٹہی کا واسطے رفع تشنگی کے ضرر نہین رکہتا اور اسیطرح چبانا روٹی کا واسطے طفل کے چنانچہ منقول ہے کہ جناب فاطمہ زہرا ع روٹی واسطے امام حسن ع کے اور پہر واسطے امام حسین ع کے حالت صوم ماہ رمضان مین چباتی تہین اور اسیطرح بہرانا بچہ کبوتر و مرغ کا اور چکہنا نمک طعام کا بشرطیکہ عمداً کچہ حلق مین نہ اوترنے اور احوط ترک ان امور کا ہی مگر بوقت ضرورت اور کلی کرنا وضو مین کچہ مضایقہ نہین اور غیر وضو مین ترک اسکا بہتر ہے اور مستحب ہے کہ بعد کلی کے تین مرتبہ آب دہن تہوک دے اور اگر مضمضہ مین پانی بے اختیار حلق مین چلا جاوے اور وضو واجب کرتا تہا تو کچہ عیب نہین
[illegible]

تو قضا و نیز کفارہ لازم ہے اور کلی کرنا واسطے ازالۂ نجاست کے یا واسطے دوا کے یا بعد
کسی چیز کے منہ مین ڈالنے کے ایسا اتفاق ہو تو دور نہین کہ حکم مضمضۂ وضوی واجب
کا ہو جیسا کہ کہا گیا ہے اور احوط قضا ہے اور مبالغہ کرنا مضمضہ مین مکروہ ہے
او استنشاق یعنی ناک مین پانی ڈالنا اگر پانی بے اختیار حلق مین چلا جاوے تو کچھ اوسپر نہین اور غوز
گل وغیرہ کا نمن ڈالنا مضایقہ نہین رکھتا مگر یہ کہ حلق مین اوتر جاوے چنانچہ کتاب علی بن جعفر مین
مین منقول ہے کہ اونہون نے اپنے بہائی حضرت امام موسی کاظم ع سے پوچھا کہ
روزہ دار کوئی چیز مثل روغن کے انف کا نمین ڈالے فرمایا اگر حلق مین نجائے
تو کچھ مضایقہ نہین اور داخل کرنا دوا کا سوراخ ذکر مین جائز ہے اور ترک مین احتیاط
ہی اور ناس لینا اور سرمہ لگانا کہ اثر اوسکا حلق مین پیدا ہو احتراز اوس سے
احوط ہے اور اگر ڈلی وغیرہ آخر شب منہ مین رہ جائے اور تا صبح وارتفاع شمس
منہ مین باقی رہے پس احتیاط قضا مین ہے اسلئے کہ مظنون ہے کہ اجزا صغار
اوسکے حلق مین گئے ہون مگر یہ کہ مستہلک ہو جائین بہرحال احتیاط لازم ہے تیسرے
پہچانا غبار غلیظ کا حلق مین اور وہ مفطر صوم ہے اور موجب قضا و کفارہ ہے
خواہ خود عمدًا پہنچائے یا ایسی جگہ ہو کہ جہان غبار حلق مین جائیگا اور غبار عام ہے کہ حلال اور ماکول
چیز کا ہو مثل آٹے وغیرہ کے یا غیر ماکول کا مثل گرد و خاک کی اور غبار غلیظ کا مبطل
ہونا اجماعی ہے مگر غیر غلیظ مین اختلاف ہے اور احوط اوسمین بھی بطلان ہے
اور ایسا ہی حکم ہے دہوئین اور حقہ پینے مین احتیاط اوسکے ترک مین ہے
بلکہ اقرب ہے اور جس غبار سے بچنا مشکل ہو پس وہ موجب افطار نہین اوسیطرح ہے بخار یعنے
بہاپ دیگ وغیرہ کی مگر یہ کہ بکثرت ہو اور بعضے علما امساک غبار سے مطلقًا
واجب نہین جانتے اور بعضے در آنا ہر چیز کا شکم مین مفطر جانتے ہین مثل حجری

وغیرہ کے اور یہہ انہلے احتیاط ہے کہ اول تفریطیا اور دوسرے افراط ہے
چوتھی جماع اور وہ حرام اور مفسد صوم ہے بالاجماع اور احوط یہہ ہی کہ جماع عموماً خواہ
قُبُل مین ہو خواہ دُبر زن مین انزال ہو یا نہو مفسد صوم فاعل و مفعول کا ہی اور
اسیطرح وطی بہایم ہے اور لواط سے کہ یہہ بہی حرام ہے بغیر کسی شرط کے اور بنا بر
احتیاط مفسد صوم ہے پانچوین استمنا یعنے باعث ہونا اخراج منی کا بلغیر جماع کے
اور وہ حرام ہے مطلقاً خواہ منی نکلے خواہ نہ نکلے اور اگر منی نکل آوے تو مبطل صوم بہی
ہے اور قضا و کفارہ لازم ہے اور اسیطرح جو فعل کہ عادۃ سبب انزال ہوتا ہی اگرچہ
قصد انزال نہو مثل بوسہ و معانقہ و نظارہ کے کہ اگر منی بسبب انکے نکل آئیگی تو موجب کفارہ
و قضا ہی اور اگر قصد انزال رکہتا ہو اور منزل نہو تو یہ فعل حرام ہوا ورنہ باطل نہیں
خواہ یہ افعال بحرام ہون خواہ بحلال اسلئے کہ صحیحہ عبد الرحمن بن الحجاج مین وارد ہی
کہتا ہے پوچہا مینے حضرت امام جعفر صادق ع سے کہ ایکشخص اپنی زوجہ سے
ماہ رمضان مین دست بازی کرتا تہا تا اینکہ منزل ہو گیا فرمایا اوسپر کفارہ ہے
مثل اسکے کہ جو شخص مجامعت کرتا اوسپر ہوتا ہے چہٹے عمداً باقی رہنا جنابت کا تا اینکہ
صبح ہو جائے بنا بر مشہور باعث فساد صوم ہے بلکہ دعوی اجماع کا اسپر کیا ہے
اور اس حکم کو جملہ یقینیات سے شمار کیا ہے اور حدیث صحیح مین احمد بن محمد نے
حضرت ابو الحسن ع سے نقل کیا ہے کہا پوچہا مینے اوس جناب سے کہ ایکشخص
نے نزدیکی کی اپنی زوجہ سے ماہ رمضان مین یا اوسکو احتلام ہوا اور وہ سو رہا
عمداً تا اینکہ صبح ہو گئی فرمایا اوسدن امساک کرے اور اوسپر قضا ہے اور قضائے
ماہ رمضان کا حکم صوم ماہ رمضان کا ہے چنانچہ صحیحہ عبد اللہ مین وارد ہے کہ لکہا مینے
خدمت مین جناب امام جعفر صادق ع کے اور وہ روزہ رکہے قضائے ماہ رمضان کے

رکھتا تھا کہ صبح ہو گئی اور احتیاج غسل کی تھی بسبب جنابت کے پس غسل نکیا تا اینکہ
صبح طالع ہوئی پس جواب لکھا حضرت نے کہ آج روزہ رکھے اور کل روزہ رکھنا اور
حیض و استحاضہ و نفاس میں سب سے احوط اور اجود یہ ہے کہ قبل از طلوع صبح
غسل کرے اور جناب صادق ع سے منقول ہے کہ اگر عورت رات کو حیض سے پاک
ہوا غسل کرنے میں سستی کرے اور یہ واقعہ ماہ رمضان میں ہو تا اینکہ صبح ہو جائے
اوسکو ذمے میں قضا اوس روزہ کی ہے اور اگر غسل سے کوئی چیز مانع ہو تو تیمم کرے
اور طلوع صبح تک اوسکو باقی رکھے اور اگر بے اختیار ہو جاوے تو کچھ مضایقہ نہیں
مسئلہ اگر کوئی شخص رات کو محتلم ہو پس اگر بغیر نیت غسل جنابت کی سو رہے
اور صبح تک بیدار نہو روزہ اوسکا فاسد ہے اور اگر غسل کا قصد تھا اور بیدار نہوا
روزہ اوسکا صحیح ہے اور اگر قبل از صبح بیدار ہوا اور بارادہ غسل پھر سو رہا اور صبح
تک نہ اوٹھا روزہ اوسکا باطل ہے اور قضا لازم ہے اور اگر دوبارہ بھی بیدار ہوا
تھا اور پھر بقصد غسل سو رہا اور صبح تک آنکھ نہ کھلی قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں
مسئلہ اگر کوئے شخص دنکو محتلم ہوا اوسکے روزہ میں کچھ خلل نہیں واسطے نماز
کے غسل کرے علل الشرایع میں عمر بن یزید سے منقول ہے کہتا ہو کہ عرض
کی مین نے خدمت جناب صادق ع میں کیا سبب ہے کہ احتلام مفطر صوم نہیں
باوجودیکہ مباشرت مفطر صوم ہے فرمایا کہ نکاح فعل اس شخص کا ہے اور احتلام
بلا قصد وقوع میں آتا ہے بلکہ اگر رات سے صبح تک سوتا رہے اور صبح کو اوٹھکر
اور معلوم ہو کہ محتلم ہوا ہے جب بھی روزہ اوسکا صحیح ہے چنانچہ یہی مضمون
حدیث میں وارد ہے اور اگر وقت گنجایش رکھتا ہو نماز صبح کو بعد غسل کے بجالاوے
والا تیمم کرے تنبیہ چھٹا مفطر کہ بقا بر جنابت ہے اہتمام اسکا یہ ہے کہ رات سے چاہئے

کہ صبح صادق کو حالت طہارت مین پاوے جیسا مذکور ہوا بخلاف اور مفطرات
کے کہ اونمین امساک صبح سے چاہئے مسئلہ اگر کوئی شخص ماہ رمضان مین جنب
ہوا اور غسل کو بھول جاوے تا اینکہ تمام ماہ رمضان گذر جاوے قضا نماز کی اوسکو لازم
ہے اجماعاً اسلئے کہ نماز مشروط بالطہارت ہے اور ظاہرا قضا روزہ کی نہین ہے
اسواسطے کہ بقاء جنابت عمداً ممنوع ہے نہ نسیاناً اور یہ مسئلہ خالی اشکال سے نہیں
واللہ العالم بحقیقۃ الحال مسئلہ ظاہرا روزہ سنتی مین بقاء جنابت مضایقہ نہیں
رکھتا چنانچہ روایت صحیحہ مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے
کہ عرض کی مینے کہ خبر دیجیے مجکو روزہ سنتے سے اور ان تین دن کہ جسوقت جنب
ہو نمین اور سو رہون عمداً تا اینکہ صبح ہوجاوے روزہ رکھون یا نرکھون فرمایا
روزہ رکھہ اور اور حدیثین بہی اس مطلب پر دلالت کرتی ہین ساتوین ارتماس
یعنی غوطہ لگانا پانی مین نزدیک اکثر فقہا کے مفسد صوم ہے بلکہ سید مرتضی علم
الہدی مدعی اجماع کے ہین اور بہت سے احادیث صحیح اس باب مین وارد ہین
اور مقتضی نہی کا تحریم ہے اور احوط بلکہ اجود یہ ہے کہ مفسد صوم ہے اور موجب
قضا و کفارہ اور ارتماس عبارت اس سے ہے کہ سر کو اندر پانیکے ڈبوے چند بال سر کے
یا تمام بدن باہر پانیکے ہو یا منافذ سر مثل سوراخ گوش یا منفذ بینی بند ہوا اور ظاہرا
فرق درمیان روزہ واجبی اور سنتی کے نہین اور اگر آدہا سر پانیمین ڈبوئے اور بعد
تہوڑی دیر کے نصف دوسرا ڈبوئے ظاہرا ارتماس صادق نہ آئیگا مسئلہ
غسل واجبی یا سنتی روزہ مین بطریق ارتماس کرے تو غسل بہی صحیح نہین ہے
مسئلہ اگر روزہ دار کو کوئی شخص حوض مین گرا دے یا خود دیدہ دانستہ اختیار کرکے گرپڑے
یا بگمان اسکے کہ غوطہ نلگاوئیگا اوسمین کود دے اور غوطہ لگ جاوے تینو صورتونمین

روزہ فاسد نہوگا لیکن تیسری صورت مین احتیاط بہتر ہے مسئلہ اگر آب
غصبی مین غسل ارتماسی سہواً کرے روزہ صحیح ہے اور غسل باطل ہے اسیطرح تو
طلا و نقرہ کا حکم ہے مسئلہ اگر لڑکا یا کوئی چیز کہ مالیت رکھتی ہو حوض مین
گرجائے اور بغیر غوطہ کے نہ نکل سکے اور احتیاج غسل کے ہو تو غسل ساتھ
اس نیت کے بھی درست ہوجائیگا مگر روزہ باطل ہوگا
آٹھوین قی کرنا مفطر صوم ہے اگر عمداً اختیاراً خود قی کرے خواہ ضرورت
اور حاجت قی کے ہو خواہ نہو قضا روزے کی لازم ہے اور کفارہ احوط ہے
اور صورت آخر مین گنہگار بھی ہوگا اور جسکو عرف مین قی کرنا کہین وہ شرعاً معتبر
پس اگر کوئی کیڑا یا گٹھلی حلق سے باہر آوے تو وہ قی نہین کہلائیگی اور اسیطرح
اگر ہمراہ ڈکار وغیرہ کے پانی یا غذا منہ مین آجاوے اور پھر حلق مین چلی جاوے
ہان اگر فضائے دہن مین آجاوے اور اوسکو پھر بلع کریگا تو قضا و کفارہ لازم
ہے اور اگر اوسکو زمین پر گرادیگا تو کچھ نہین نوین افترا کرنا خدا و رسول پر جھوٹ
دروغ مطلقاً علی الخصوص نسبت کرنا اوسکی طرف خدا و رسول کے حرام ہے اور
اسمین کچھ اختلاف نہین لیکن اس بات مین کہ مبطل صوم ہے یا نہین اختلاف
ہے بعض علماے متقدمین مثل شیخ ابو جعفر طوسی اور شیخ مفید علیہما الرحمہ
مبطل صوم جانتے ہین بلکہ بعضے علمانے اسپر دعوی اجماع کا کیا ہے اور
بعضی علمای متاخرین مثل صاحب التحفۃ و صاحب ریاض المسایل نے پیروی
علمای متقدمین کی اس مسئلہ مین کی ہے اور بعضے مفسد صوم نہین جانتے
اور صاحب مدارک نے اور شیخ نجفی یعنی صاحب جواہر الکلام نے یہی اختیار
کیا ہے اور قول اول بیشک احوط ہے اسپر عمل کرنا لازم ہے اور مراد کذب سے

نہ ہے کہ جانتا ہو کہ یہ بات خلاف واقع کے ہے اور پھر کہتا ہے کہ خدا یا رسول
نے ایسا فرمایا ہے اور اگر اوسکے اعتقاد مین کذب نہین ہے تو کذب مین محسوب
نہوگا اگرچہ فی الواقع کذب ہو جیسا کہ کہا ہے بعض افاضل نے اور خدا و رسول
اور ائمہ معصومین مین کچھ فرق نہین یعنی جو حکم کذب علی اللہ والرسول کا ہے وہی حکم
کذب علی المعصومین کا ہے اور اسمین شک نہین ہے کہ بغیر علم مسائل اور اجتہاد
کے فتوے دینا منع ہے اور داخل کذب علی اللہ والرسول ہے دسوین
احتقان یعنے عمل لینا بغیر ضرورت کے حرام ہے بنا بر اظہر و اشہر کے
اور مفسد صوم سے ہے بنا بر احوط سے خوشا کسیکہ زد چنگ در نفس کند برای
روزہ کہ اسلام را بر اد ست بنا ء از اکل و شرب و جماع و ز ارتماس و غبار چونے
و حقنہ بقا رجنابت ہستنا ء برین قیاس بود کذب بر خدا و رسول ء کہ حرمت آ
بہ البش بغیر استشمام صد ہنجم احکام ناسی او رجاہل مین چونکہ تعریف صوم مین عمداً
استعمال مفطرات کو اعتبار کیا ہے پس جو مفطرات کہ مذکور ہوے کوئی اونمین
سے مفطر نہین ہے مگر اوسوقت کہ بقصد و اختیار دیدہ و دانستہ کہ مین روزے سے
ہون اور کسی مفطر کو عمل مین لاوے تو روزہ باطل ہے پس اگر بھولے سے کسی مفطر کا استعمال کرے
تو روزہ باطل ہوگا اور قضا و کفارہ کچھ لازم نہین چنانچہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ جناب
صادق ع سے پوچھا کسی شخص نے بھولے سے کھا یا پیا اور پھر یاد آیا کہ مین روزے سے
ہون فرمایا حضرت نے کہ روزہ اوسکا نہین گیا یہ رزق مقسوم تھا جانب خدا سے
چاہیئے کہ روزہ کو تمام کرے اور اسیطرح اگر بغیر قصد و ارادے کے کسی مفطر کا استعمال
کرے مثل اسکے کہ مچھر وغیرہ حلق مین چلا گیا یا غبار غلیظ سے احتراز ممکن نہوا اور
وہ حلق مین اوتر گیا یا کوئی چیز اوسکے حلق مین ڈال دی گئی یا اسقدر اوسکو مارا

کہ بے قصد کے اوسنے کوئی چیز کہا یئے پس ان صورتونمین روزہ باطل نہوگا اور اگر اوسکو
ڈراوین اور بقرائن معلوم ہو کہ اگر افطار نکریگا تو ضرر اوسکو یا اوسکی عیال کو یا مال کو
یا اور کسی برادر ایمانی کو پہونچیگا کہ لائق اوسکی حال کا نہین اور وہ متحمل اوسکا نہوسکیگا
پس بقصد افطار کرے یا یہہ کہ بسبب خوف مخالفین کے بیش از غروب آفتاب
مثلاً افطار کرے ان دونون صورتونمین فقط قضا اوسپر واجب ہوگی چنانچہ جناب
صادق ع سے منقول ہے اور مفاد اوسکا یہہ ہے کہ حضرت فرماتے ہین کہ مین
ابو العباس سفاح کہ حاکم وقت تہا مقام حیرہ مین اوسکے پاس گیا اوسنے کہا کہ ای
ابو عبد اللہ آج کے روزہ مین کیا کہتے ہو مینے کہا یہہ تیری رای پر ہے اگر تو روزہ
رکہیگا مین بہی روزہ رکہونگا اور اگر تو افطار کریگا مین بہی افطار کرونگا پس اوسنے
اپنے غلام کو بلایا اور کہا کہ خوان طعام لا پس مینے اور اوسنے کہانا کہایا حالانکہ
بخدا مین جانتا تہا کہ یہہ دن ماہ رمضان کا ہے پس افطار کرنا میرا اوس دن اور
قضا کرنے اوسکی محبوب اور آسان تر تہا اس سے کہ وہ مجہکو ہلاک کرتا اور
مینے عبادت خدا کی ہوتی اور جب بسبب اکراہ یا تقیہ کے افطار کرے
تو چاہیے کہ بقدر حاجت کہاوے اور زیادہ نہ کہاوے مثلاً اگر
ایک دو لقمہ مین غرض تقیہ کی حاصل ہو جاوے اور اوس سے زیادہ کہاوے تو چاہیے
کہ کفارہ بہی دیوے اور اسیطرح اگر غرض تقیہ کی کہانیسے حاصل ہو جاوی
تو پانی نہ پئے یا بالعکس اور اگر جاہل مسئلہ ہو تو اوسمین چار قول ہین ایک یہہ کہ
قضا و کفارہ دونو لازم ہین جاہل ہو یا عالم دوسرے یہہ کہ جاہل مسئلہ معذور
ہے اور تکلیف قضا و کفارہ کی مقصور علم پر ہے تیسرے یہہ کہ قضا کریگا اور کفارہ
نہین ہے چوتہے یہہ کہ تکلیف جاہل غیر مقصر کے فقط قضا ہے اور اگر مقصر ہے

تو قضا و کفارہ دونون لازم ہین اور گنہ گار بہی ہوگا اور جاہل مقصر وہ شخص ہے
کہ متنبہ ہوا ہو اور تحقیق حال نکرے تا اینکہ حال منکشف ہوجاوے اور غیر مقصر وہ ہے
کہ اوسکو مطلقا تنبیہ یہہ نہ ہوئی ہو اور قول اول مشہور ہی اور قول تیسرا
نزدیک اکثر متاخرین کے ہے اور یہہ اوجہ ہے اور زیادہ اوجہ قول چوتہا ہی **مقصد**
تیسرا اقسام صوم مین معلوم ہو کہ صوم کی چار قسمین ہین صوم مندوب و صوم واجب
اور صوم مکروہ اور صوم حرام اور یہہ مقصد ضمن مین چار باب کی بیان ہوتا ہے،
باب پہلا صوم مندوب مین اور اوسکی دو قسمین ہین پہلے وہ روزے کہ
مختص کسی وقت سے نہین مثل صوم دہر یعنے روزے تمام ایام سال کے سوا ایام
مشتنا کے چنانچہ ثواب الاعمال مین منقول ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا نے کہ جو
شخص ایک روزہ راہ خدا مین رکہی اجر و ثواب اوسکا مثل اوسکے ہی کہ تمام سال روزہ
رکہا ہو اور کتاب مجالس مین ہے جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ فرمایا جو شخص
ایک روزہ تطوعا بقصد ثواب رکہیگا مغفرت اوسکی واجب ہوگی اور دوسری
حدیث مین وارد ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جو شخص ایک روزہ سنتی
رکہی پس اگر بقدر تمام زمین کے سونا اوسکو دین اجر و ثواب اوسکا جو قیامت مین
ہی مثل اوسکے نہوگا اور استدلال مقصود بران احادیث اور انکی امثال سے یون
ہے کہ جب روزیکو مطلق فرمایا پس ہر روز مستحبا روزہ رکہہ سکتا ہے اور ایک
حدیث مین ابن عباس سے منقول ہے کہ کسینے اونسے حال صوم مستحب کا پوچہا
اونہون نے کہا اگر چاہے تو روزہ رکہہ مثل روزہ حضرت داود کے کہ وہ عابد
ترین مردم تہے تا اینکہ جناب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ بہترین روزہ ہا روزہ میرے
بہائی داود کا ہے کہ ایکروز روزہ رکہتے تہے اور ایک دن افطار کرتے تہے اور

اگر روزہ حضرت سلیمان کا چاہے تو وہ تین دن اول ماہ مین اور تین دن وسط ماہ
مین اور تین دن آخر ماہ مین روزہ رکھتے تھے اور اگر روزہ حضرت عیسے کا چاہے تو وہ صایم
الدہر تھے اور مطلقاً افطار نکرتے تھے اور اگر روزہ حضرت مریم کا چاہے تو وہ دو
دن روزہ رکھتی تھین اور ایک دن افطار کرتی تھین اور اگر روزہ جناب پیغمبر خدا کا
چاہے تو وہ حضرت ہر مہینے مین تین دن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ صوم
دہر یہی ہے اور اس حدیث مین دو جگہہ سے مطلب حاصل ہوتا ہے ایک تجویز طریقہ
حضرت عیسی سے کہ وہ ہر روز روزہ رکھتے تھے اور دوسرے فرمانا حضرت کا
کہ صوم دہر یہی ہے اور اسطرح کی تشبیہ بہت جگہہ احادیث مین وارد ہے اور دوسر
قسم صوم مندوب کی یہہ ہے کہ وقت اوسکا معین ہے مثل صوم پنجشنبہ اول
اور پنجشنبہ آخر اور چہارشنبہ اول عشرۂ ثانیہ سے اور تین روزے ہر مہینے
مین ثواب عظیم رکھتے ہین اور مذہب شیعہ مین معروف اور متعارف ہین اور
تقدیم و تاخیر مین اوسکی اجازت ہے اور ہر گاہ بسبب مرض کے نہو سکے تو قضا
کرے اور اگر بسبب پیری کے عاجز ہو تو عوض ہر روز کے ایک مد یا ایک درم
فدیہ دیوے اور ظاہر امر اوس سے یہی پنجشنبہ اول و آخر اور چہارشنبہ اول
عشرۂ ثانیہ ہے اور صوم ایام بیض یعنے تیرہوین اور چودہوین اور پندرہوین
ہر مہینے کی مروی ہے کہ جو ایام بیض مین روزہ رکھے گو یا اوسنے تمام سال روزہ
رکھا اور جناب امیر المومنین ع سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے
کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہو علی سے کہ تین روزے ہر مہینے مین رکھیں
کہ ثواب پہلے روزہ کا مثل ثواب ہزار برس کے روزونکا ہے اور ثواب دوسرے روزیکا دس
ہزار سال کا ہے اور ثواب تیسرے روزیکا ثواب لاکھ برس کے روزونکا واسطے

اونکے لکھا جاویگا عرض کی ہینے کہ یا رسول اللہ آیا یہہ ثواب خاص واسطے میرے
ہے یا واسطے ہر شخص کے عموماً فرمایا خداوند عالم یہہ ثواب تجھکو عطا فرمائیگا اور جو شخص
کہ مثل اس عمل کے بجا لاوے عرض کی ہینے کہ وہ کون تین دن ہین فرمایا ایام بیض
تیرہوین اور چودہوین اور پندرہوین اور مثل صوم روز غدیر کے کہ وہ اٹھارہوین
ماہ ذیحجہ کی ہے اور روزہ اوسکا سات برس کے اعمال سے افضل ہے اور
روزہ روز بعثت کا کہ وہ ستائیسوین ماہ رجب کی ہے کتاب مجالس میں جناب
صادق ع سے منقول ہے فرمایا جو شخص کہ روزہ رکھے ستائیسوین ماہ رجب
کو لکھیگا حق سبحانہ واسطے اوسکے ثواب ستر برس کے روزونکا اور ریان بن صلت سے منقول
ہے کہا اوسنے کہ روزہ رکھا ابو جعفر ثانی یعنے امام محمد تقی ع نے جب کہ
وہ جناب بغداد مین پندرہوین ماہ رجب کو اور ستائیسوین ماہ رجب کو اور سب
ہمراہیون نے اوس جناب کے اور روزہ روز ولادت جناب رسالت مآب کہ وہ
سترہوین ماہ ربیع الاول کی ہے بنابر مشہور اور ثواب اوسکا مثل ثواب روزہ ایک
سال کے ہے بنابر بعض اخبار کے اور روزہ روز عرفہ یعنے نوین ماہ ذیحجہ کو
بلکہ غرہ سے نوین تک ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص ان دنونمین
روزہ رکھے اسی مہینے کی روزونکا ثواب واسطے اوسکے لکھا جائیگا پس اگر نوین کو بھی روزہ
رکھیگا تو ثواب تمام سال کے روزونکا لکھینگے اور روزہ روز مباہلہ یعنی چوبیسوین
ماہ ذیحجہ کا اور روزہ روز دحو الارض کا کہ وہ پچیسوین ماہ ذیقعدہ کے ہے اور
روزہ اوس دن کا برابر روزہ ساٹھ مہینے کے ہے اور روزہ تمام ماہ رجب کا
یا جسقدر رکھ ہو سکے اسلئے کہ احادیث متواتر اس باب مین وارد ہین چنانچہ جناب
امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ حضرت نے نبی ہمارا والہ وعلیہ السلام

غرہ رجب کو کشتی پر سوار ہوے تہے اور اپنے اصحاب کو حکم دیا تہا کہ آج روزہ رکہو
اور فرمایا تہا کہ جو شخص آج روزہ رکہیگا آتش جہنم اوس سے بقدر ایک سال کے راہ
کے دور ہوجاویگی اور جو شخص سات دن روزہ رکہیگا ساتون دروازے جہنم کے
اوسپر بند ہون گے اور جو شخص کہ آٹہ دن روزہ رکہیگا آٹہون دروازے بہشت
کے اوسپر کہل جائینگے اور جو شخص پندرہ دن روزہ رکہیگا سوال اوسکا مقبول
ہے اور جو شخص زیادہ کریگا حق سبحانہ وتعالی واسطے اوسکے ثواب مین زیادتے
فرمائیگا اور روزہ ماہ شعبانکا تمام مہینے مین یا بعض ماہ مین ہر چند اسمین اختلاف
بہی ہے عبداللہ ازدی سے منقول ہے کہتا ہے کہ سنا مینے جناب صادق عم کو
کہ فرماتے تہے جو شخص کہ اول روز ماہ شعبان مین روزہ رکہے جنت واسطے اوسکے
واجب ہے اور جو شخص دو دن روزہ رکہے خداوند عالم بہ نظر رحمت اوسکیطرف [illegible]
فرماتا ہے ہر شب و روز دنیا مین اور ہمیشہ بیچ جنت کے اور جو شخص کہ تین
دن روزہ رکہے خداوند کریم کی عرش پر بہشت مین زیارت کرتا ہے یعنی خدا کی
نعمتون خاص سے فائز ہوگا اور روزہ روز نوروز کا جناب صادق عم سے
منقول ہے کہ فرمایا جب روز نوروز ہو پس غسل کر اور لباس نفیس پہن
اور معطر کر اپنے تئین اور چاہیے کہ اوس دن تو روزہ سے ہو اور روزہ ہر
پنجشنبہ کا بنابر مشہور اور روزہ ایام ولادت ائمہ عم کا بوجہ شکر اور تحقیق اسکے
جدول سے جو جناب مفتی صاحب نے تحریر کی ہے باختلاف اقوال اور روضۃ الاحکام باب
صوم مین بخوبی ہے ارشاد معلوم ہو کہ روزہ سنتی رکہنا اوس شخص کو
کہ جسکے ذمہ مین قضا ماہ رمضان کے ہو بنا بر مشہور جائز نہین چنانچہ صحیحہ
حلبی مین وارد ہوا ہے کہ ایک شخص کے ذمہ کچہ روزے ماہ رمضان کے ہین آیا

آیا وہ روزہ سنتی رکھہ سکتا ہے فرمایا نہ تا اینکہ ادا کرے اوسکو جو اوسکے
ذمہ قضا ہے ماہ رمضان کی اور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مین لکھا ہے کہ
یثین اور روایتین ائمہ علیہم السلام سے بہت اس باب مین وارد ہین کہ نہین جایز ہے
روزہ سنتی اوس شخص کو جو مشغول الذمہ روزہ واجب کا ہو اور اسیطرح زوجہ کو
بے اذن شوہر کے روزہ سنتی نرکھنا چاہئے اور غلام کو بغیر اجازت آقا کے
اور روزہ فرزند کا بغیر اجازت والدین کے اختلافی ہے اور احوط یہہ ہے کہ
ترک کرے اسلئے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ نیکی فرزند سے یہہ ہے کہ روزہ
سنتی بغیر اجازت والدین کے نرکھے اور تتمہ خبر مین یہہ ہے کہ اگر ایسا کریگا تو وہ
فرزند عاق ہے اور روایت ہشام بن الحکم مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ تفقہ مہمان سے یہہ ہے کہ روزہ سنتی بغیر
اجازت میزبان کے نرکھے اور اطاعت و حق سے یہہ ہے کہ بے اجازت شوہر کے روزہ
مستحب نرکھے اور نیکی سے غلام کے اور فرمانبرداری سے اوسکی یہہ ہے کہ بے
اذن مالک کے روزہ سنتی نرکھے اور نیکی سے فرزند کے یہہ ہے کہ بغیر اذن ابوین
کے روزہ مستحب نرکھین والا مہمان جاہل اور زوجہ عاصی اور غلام نافرمان اور
فرزند عاق ہوگا اور حکم مہمان کا جو اس حدیث مین مذکور ہے اوسکا بیان
آگے آئیگا اضافہ جب کوئی مومن کسی برادر ایمانی کی ضیافت مین مہمان ہو اور وہ
روزہ سے ہو تو مستحب اوسکے لئے ہے کہ بخاطر اوسکی افطار کرے اور یہہ بہت مشہور
ہے اور احادیث بہی اس باب مین بہت مذکور ہین لکن چند امر قابل تعرض
مین اول یہہ ہے کہ غرض افطار سے خوش کرنا مہماندار کا ہو جیسا نچہ حدیث
مین وارد ہے کہ جب کوئی شخص نیت روزہ کی کرے اور کسی برادر مومن کے

گھر جاوے اور وہ اوس سے التماس کرے کہ روزہ افطار کر چاہیے کہ افطار کرے
اور اوسکو خوش کر دے کہ ایک روزہ بمنزلہ دس روزونکے محسوب ہوگا دوسرے
یہ کہ نیت تمام دن کے روزکی ہو کہ حقیقۃ روزہ وہی ہے پس اگر اول سے
قصد افطار ہو یا قبول دعوت کا قصد ہو تو روزہ ہی باطل ہے چہ جائیکہ ثواب
ہو تیسری یہ کہ افضل ہے کہ مہماندار کو اطلاع نہ دے کہ مین روزہ سے ہون
اسلئے کہ اسمین شائبہ احسان و منت اور زیادہ سمعت ہے اور صحیحہ جمیل مین وارد ہوا ہے
کہ جو شخص روزے سے ہو اور کسی برادر مومن کے یہان جاوے اور اوسکی فرمایش
سے افطار کرے اور اوسکو پہلے سے مطلع نہ کیا ہو اور احسان نہ رکھے تو حقتعالی
و تعالی ثواب ایک سال کے روزونکا واسطے اوسکے لکھتا ہے اور مطلب یہ ہے
کہ خود اظہار نہ کرے اور اگر وہ پوچھے تو انکار بھی نہ کرے جناب صادق ع سے منقول
ہے راوی نے کہا ایک شخص روزے سے ہے اوس سے پوچھا کہ تو روزے سے
ہے اوسنے کہا نہ فرمایا حضرت نے یہ جھوٹ ہے چوتھی استحباب افطار اور قبول دعوت
عام ہے اس سے کہ کسی مومن نے پہلے سی سامان مہمانی کا مہیا کیا ہو یا نہ کیا ہو بلکہ اوسی وقت
التماس افطار کیا ہو اسلئے کہ حدیثین مطلق ہین اور دونو صورتونکو شامل ہین
اور احتمال سرور بہر نوع حاصل ہے پانچوین یہ کہ امر مذکور یعنے افطار کرنا
روزہ مستحب کا خصوصیت نہین رکھتا کہ قبل زوال کے افطار کرے اور بعد زوال
کے نہ کھولے بلکہ بعد زوال کے بھی کھول سکتا ہے اسلئے کہ احادیث مطلق ہین
بلکہ روایت ابن جندب مین وارد ہے کہ مین کچھ لوگون کے پاس جاتا ہون
اور وہ کھانا کھاتے ہوتی ہین اور مین نماز عصر سے فارغ ہوتا ہون اور وہ مجھے تکلیف
افطار دیتی ہین فرمایا افطار کر کہ یہ افضل ہے چھٹی یہ کہ کچھ فرق نہین سمجھین کہ افطار

اوسپر شاق دشوار ہو یا نہو بلکہ ہر گاہ شاق ہو تو اولی ہے اسلئے کہ حدیث میں وارد
ہے کہ افضل اعمال وہی ہے جو زیادہ دشوار ہو سا تو ین کہا گیا ہے کہ استحباب افطار
اور قبول دعوت معلق اور مشروط اس صورت پر نہین کہ اگر یہہ قبول نکریگا تو اوسکو
ناگوار ہوگا لکن بعض احادیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ رعایت اس امر کی کرے
یعنی اگر دیکھے کہ افطار نکرنیکے باعث ملال دعوت کنندہ کو ہو گا تو افطار کرے چنانچہ
روایت حسین ابن حماد میں وارد ہے کہ خدمت جناب صادق عم میں عرض کی میں نے
کہ میں روزے مین ایک شخص کے یہان جاتا ہون وہ مجہسے کہتا ہے کہ افطار کر حضرت
نے فرمایا کہ اگر یہہ امر اوسکو محبوب تر ہے پس افطار کر آٹھوین کتاب کافی مین جناب
امام زین العابدین عم سے منقول ہے کہ ایک جماعت مجذومونپر گذرے اور
دراز گوش پر سوار تھے اور وہ لوگ چاشت کہاتے تھے اور انہوں نے
حضرت کو بلایا فرمایا کہ اگر مین روزے نہوتا تو دعوت تمہاری قبول کرتا پس
اس حدیث مین اور احادیث سابق مین منافات نہین اسلئے کہ محتمل ہے کہ
کہ روزہ اوسجناب کا واجب ہو مثل نذر وغیرہ کے اور موید اسکا یہہ ہے
کہ مستحبات مین کتمان افضل ہے اور واجبات مین اعلان اور اظہار اور حضرت نے
بیان فرمایا کہ مین روزہ سے ہون نوین یہہ کہ ظاہر اکثر اخبار کا یہی ہے کہ یہہ ثواب واسطے
اوس شخص کے ہے کہ کسی برادر ایمانی کے گہر بطور مہمانی کے جاوے اور یہہ جو رسم
زمانہ ہے کہ ایک ہی گہر مین باہمدیگر روزہ مندوب کہلواتے ہین اور کہہ مثل
پان وقلیان وغیرہ کے کہلاتے پلاتے ہین پس یہہ بالخصوص منصوص نہین
بلکہ حدایق سے ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ بہیجنا خرمہ یا شیرینی کا واسطے افطار
کے داخل اخبار نہین اور ثواب اوسپر مترتب نہین جناب مفتی صاحب دام ظلہ

فرماتے ہین کہ بنابر اکثر اخبار کے یہی ہے جو اونہون نے کہا لکن تتبع اخبار
و آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدار کار خوش کرنا مومن کا اور کھانا کھلانا
برادر ایمانی کا موجب ثواب ہی پس رحمت خداوند کریم سے بعید نہین کہ یہی باعث
ثواب ہو خصوصاً روایت خثعمی سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شخص نے
نیت روزہ کی پس ملاقات کی اوسنے برادر ایمانی سے اور اوسنے التماس کیا
کہ روزہ افطار کر آیا وہ شخص روزہ افطار کرے فرمایا کہ روزہ مستحب ہے تو کافی
ہے اور محسوب ہوگا اور ایک حدیث مین جناب صادق ع سے منقول ہے
کہ فرمایا حضرت نے افطار کرنا تیرا نجا طر برادر مسلم اور داخل کرنا سرور کا اوسکو دلمین اعظم
ہے تیرے روزے سے اور جناب امام موسی کاظم ع سے بھی مثل اسی روایت
کے وارد ہے اور روایت اسحاق بن عمار مین جناب صادق ع سے مروی ہے
کہ افطار تیرا واسطے برادر مومن کے افضل ہے تیرے صوم مستحب سے اور روایت
حسین بن حماد مین منقول ہے کہ فرمایا اوس جناب نے کہ جب کوئی برادر مومن
تجھسے کہے کہ کھانا کھاؤ حالانکہ تو روزہ دار ہو پس کھالے اور اوسکو جتا مگر کہ وہ
تجکو قسمین دے پس یہ حدیثین عام اور واضح اور مناسب تر اس مقام کے ہین اور
ملاقات اور افطار عام ہے کہ خواہ پہلے سے دعوت کی ہو خواہ نہ کی ہو دسوین یہ کہ بعض
روایات سے ایسا مستفاد ہوتا ہی کہ جب کوئی قضا کے روزہ سے ہو اور کسی
برادر ایمانی کے گھر جاوے اور وہ دعوت کرے تو یہ شخص افطار کر ڈالے
چنانچہ حدیث خثعمی مین وارد ہے کہ اگر ہوئی روزہ قضا کا تو پھر اوسکی قضا
کر ظاہر مراد یہ ہی کہ اگر وقت قضا کا وسیع ہو تو اوسدن دعوت مین افطار
کرے اور پھر قضا کا روزہ ادا کرے لکن یہ اوس صورت مین ہے کہ قبل از

زوال اوسنی دعوت کی ہو اور بعد زوال اجابت دعوت بجا ہے فقط ++++

باب دوسرا

روزہ ہای مکروہ کے بیان مین اور وہ کئی ہین مثل اسکے کہ مہمان کو بغیر اجازت مہماندار کے
روزہ سنتی رکھنا مکروہ ہی مثل روزہ نوین ذیحجہ کے کہ بسبب اختلاف رویت کے احتمال عید کا
ہو یا بسبب روزی کے ایسا ضعف بہم پہنچے کہ دعاء عرفہ وغیرہ نہ پڑہ سکے اور مثل
چہہ روز ہمایی درپی بعد عید فطر کے ہر چند بعضی اصحاب قایل اسکے استحباب کی
ہین لکن مستند اونکا روایت عامیہ ہے اور شیخ طوسی نے مصباح مین انکو مستحب
نہین جانا ہے بلکہ کراہت انکی فتوا ہے بعض اصحاب کا اور حدیث مین وارد ہوا ہے
کہ بعد عید قربان کے تین دن اور بعد عید فطر کے تین دن روزہ نہین ہے اور روایت
موثقہ حریز مین وارد ہے کہ جب افطار کری تو روزی ماہ رمضان کو پھر روزہ
سنتی ترکہ مگر بعد تین دن کے اور اس حدیث مین تاکید ہے اور یہہ دونون حدیثین
روایت عامیہ پر رجحان رکھتی ہین اور ادلہ سنن مین مسامحہ اوس صورت مین ہے
کہ معارض اوسکا امر راجح نہو باب تیسرا روزہا ے حرام کے بیان مین اور وہ
مثل روزہ عیدین اور ایام تشریق یعنی گیارہوین اور بارہوین اور تیرہوین
ذیحجہ کی ہے واسطے اوس شخص کے کہ منی مین ہو اور مناسک حج یا عمرہ بجالاتا ہو اور
مثل روزہ یوم الشک کے بہ نیت واجب جیسا کہ بیان ہوا اور مثل روزہ نذر معصیت
کے اور مثل روزہ صمت یعنی روزہ بقصد و نیت سکوت کی بیچ وصیت نبی کی واسطے
علی ع کے ہی اور صوم صمت حرام ہے پس اگر یہہ امر نیت مین داخل نہو اور روزہ مین
بات نکرے تو کچہ مضایقہ نہین بلکہ بعض خطب سید عرب سے فضلیت سکوت کی ظاہر
ہوتی ہے چنانچہ مذکور ہوگا اور مثل صوم وصال کے یعنی بقصد و نیت اسکے کہ سحر تک

افطار نکرونگا بنا بر وجود حدیثون صحیح کے یا نیت و روزون کی پی در پے تتبع درمیان بنا بر ایک روایت ضعیف کے اور محقق علیہ الرحمہ نے معتبر مین اسکا اعتبار کیا ہی جیسا کہ شیخ بہاء الدین عاملی نے اپنے رسالۂ اثنا عشریہ مین اوسکی نقل کی ہے حاصل کلام حرمت صوم وصال کے بنا بر دو نو تفسیرون کے بلا اشکال ثابت ہی اسواسطے کہ تشریع لازم آتی ہے اور مثل صوم واجب کے سفر مباح مین اور مثل صوم مریض کے کہ ذکر اوسکا آویگا اور مثل صوم الدہر کی کہ روایت زہری اور رضوی مین وارد ہے اور ظاہر کلام اکثر علما کا یہہ ہی کہ حرمت صوم الدہر کی اس راہ سے ہی کہ روزہ حرام مثل عیدین وغیرہ کے اسمین داخل ہین پس اگر ایام حرمت مین روزہ نرکھے تو حرام نہوگا آپ فرماتے ہین کہ گمان میرا یہہ ہی کہ روزے تمام سال کے پی در پی رکھنا اگرچہ ایام مستثنیٰ مین نہ رکھے جب بھی مکروہ ہے اگرچہ کراہت بمعنی اقلیت ثواب ہی اور وجود حدیثین کہ مطلق صوم کی فضیلت پر دلالت کرتے ہین اور اوسمین قید کسی دنکی نہین وہ استحباب اور فضلیت تتابع صوم پر تمام سال کی دلالت نہین کرتے ہرچند شیخ حر نے وسائل مین ان احادیث کو باب استحباب صوم ہر یوم مین ذکر کیا ہے بلکہ بعض احادیث سے کراہت تتابع کے ظاہر ہوتی ہے روایت محمد بن مسلم مین جناب صادق ع سے وارد ہے فرمایا جب جناب رسولخدا اولا مبعوث ہوے تو ہمیشہ روزہ رکھتی ہی تا اینکہ کہا لوگون نے کہ اب کبھی افطار نکرینگے اور افطار کرتے تھے تا اینکہ کہا لوگون نے کہ آپ روزہ نرکھینگے پھر ترک کیا حضرت نے اسکو اور روزہ رکھتے تھے ایکدن اور افطار کرتے تھے ایکدن اور اسیطریق پر تھا روزہ رکھنا حضرت داود کا اور دوسری حدیث مین ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا نے کہ افضل صیام میرے بھائی داود کا طریقہ ہین کہ ایکدن روزہ رکھتے تھی اور ایکدن افطار کرتے تھی خلاصہ

خلاصہ یہہ ہے کہ ایکروز روزہ رکھنا اور ایک روز افطار کرنا بظاہر تتابع صیام
تمام سال پر ترجیح رکھتا ہے اور اسی سبب سے صوم دہر مکروہ ہے ہر چند کراہت
بمعنی اقلیت ثواب ہے جیسا مذکور ہوا اور اسیطرح حدیث کرام مین وارد ہوا ہے
کہ اوسنے کہ قسم کہائی ہے اپنے اوپر بتفسیر یہ التزام کیا ہے اسکا کہ دنکو مین کہانا نہ کہاونگا
تا اینکہ قیام قائم آل محمد ہو حضرت نے فرمایا کہ روزہ رکہا سے کرام سوا ہے
روز عیدین اور ایام تشریق کے اور جب تو مسافر ہو یا تو مریض ہوا اور معلوم ہے
کہ صحت نذر کی موجب رجحان فعل ہے یعنی قسم رجحان فعل پر منعقد ہوتی ہے اور
اسیطرح فعل جناب سید الساجدین امام زین العابدین ع کا کہ چالیس برس حضرت نے
روزے رکھے اور حرام ہے روزہ دسوین ماہ محرم یعنی عاشور کا بقصد شماتت کے
ہان اگر محض مسالک منظور ہو اور آخر وقت یعنی جب دو ساعت دنکی باقی ہون
تو فاقہ شکنی البتہ خوب ہے اور جناب علیین مکان نے روضۃ الاحکام مین اس بحث
کو بہ تفصیل تمام لکہا ہے اور یاد ہے مجہکو کہ ایک شخص نے اون سے پوچہا
کہ آپ کسوقت فاقہ شکنی کرتے ہین اول تو اونہون نے جواب سے اعراض کیا مگر
بعد اصرار ناچار کہا کہ مین تو دنکو کچہہ نہین کہاتا ۔ باب چوتھا بیان مین صوم
واجب کے اور وہ چہہ ہین روزہ ماہ رمضان اور روزہ قضا سے ماہ رمضان
اور روزہ نذر و عہد و یمین اور قضا انکی اور روزہ بدل ہدی کے اور روزہ
کفارات اور ذکر انکا علی الترتیب چہہ فصلون مین ہے فصل پہلے بیان روزہ
ماہ رمضان مین اور اوسمین چند بحث ہین بحث اول علامت یعنی ماہ رمضان کے
داخل ہونیکی پس آگاہ ہو کہ اگر کوئی شخص تنہا ہلال ماہ مبارک رمضان دیکہے
اور کچہہ شک نہو تو چاہے کہ روزہ رکھے چنانچہ حدیث مین وارد ہے کہ

علی بن موسی نے اپنے بہائی موسی بن جعفر سے حال اوس شخص کا پوچھا کہ تنہا اوسنے
چاند ماہ رمضانکا دیکہا ہوا اور سوائے اوسکے کسی نے نہ دیکہا ہو آیا جائز ہے کہ وہ روزہ
رکہے فرمایا اگر اوسکو شک نہو تو روزہ رکہے والّا سب ہون کے ساتہہ روزہ رکہے
اور اگر خود نہ دیکہا ہوا اور رویت بحد شیاع پہنچی ہو کہ سفید یقین کی ہو جائے یا یہہ کہ
تیس دن یقیناً ماہ شعبان کے گذر گئے ہون پس روزہ واجب ہوگا اور شیاع
مین عدالت اور اسلام اور مرد ہونا اوسکا شرط نہین اور عدد بہی معین نہین
بلکہ مدار یقین پر ہے کبہی ایسا ہوتا ہے کہ دس شخصون کے کہنے سے یقین ہو جاتا ہے
اور کبہی ایسا ہوتا ہے کہ بیس آدمیون کے کہنے سے بہی علم نہین ہوتا اور گواہی
دو عادلون کی جب اور لوگ منکر رویت کے ہون اور مظنہ ہو کہ انکو توہم اور اشتباہ ہوا ہے
محل اشکال ہے پس روزہ بہ نیت وجوب نہین رکہسکتا مگر یہہ کہ تیس دن ماہ شعبان کے
گذر گئے ہون ایک حدیث مین جناب امیرؑ سے وارد ہے فرمایا حضرت نے ایہا الناس
آگاہ ہو کہ یہہ مہینہ ماہ رمضانکا ہے روزہ اسکا واجب ہے پس روزہ رکہو جیسے چاند
اسکا دیکہو اور ہرگاہ حال اوسکا مخفی ہو تو جب تیس دن ماہ شعبان کے گذر جائین
تو اکتیسوین دن روزہ رکہو اور اگر دو عادل گواہی دین کہ ہمنے بچشم خود چاند دیکہا ہے
پس دونہین کی گواہی اونکی مقبول ہوا اور صورت قبول موقوف لحکم حاکم شرع پر
نہین اسلئے کہ حدیث مین وارد ہے کہ روزہ رکہو وقت دیکہنے ہلال کے اور افطار
کرو بعد دیکہنے اوسکے پس اگر دو شخص عادل گواہی دین کہ ہمنے چاند دیکہا ہے روزہ
ادا کرو اور علامت دیگر مثل حساب جدول و تقویم و عدد کے معتبر نہین اور جدول
وہ حساب مخصوص ہی کہ سیر قمر سے اور اجتماع ماہ و آفتاب سے ماخوذ ہے اور عدد
کے کئی معنے ہین ایک یہہ کہ شعبان کو اونتیس دن اور ماہ رمضان کو تیس دن

تیس دن پورے ہمیشہ حساب کرین دوسرے یہہ کہ ایک مہینہ کو تیس دن اور دوسرے کو انتیس دن بترتیب حساب کرین تیسرے یہہ کہ اوسٹھ دن ابتداے ماہ رجب سے شمار کرلین چوتھی یہہ کہ پانچوین ماہ رمضان گذشتہ کے غرۂ اس سال کا قرار دین اور کوئی قسم انمین سے شرعًا معتبر نہین اور اسیطرح غائب ہونا ہلال کا بعد شفق کے اوسکا مطوق ہونا اوسکا اگرچہ بعض رواتین اسپر دلالت کرتی ہین بلکہ حدیث مطوق کے صحیح ہی لکن بسبب احتمال تقیہ کے اور منافات اوله قویہ کے عمل اوسپر نہین ہان احوط الضور تونین یہہ ہے کہ روزہ بہ نیت قربت ادا کرے اور اگر ممکن نہو تو قضا کرے شیخ سعید علیہ الرحمہ نے مقنعہ مین جناب صادق ع سے روایت کی ہے کہ اونحضرت سے حال اوس شخص کا پوچہا کہ اہل روم اوسکو اسیر کرلیگئے ہون اور وہ قید مین رہے اور کسیکو نہ پاوے کہ اوس سے حال مہینونکا پوچہے اور مشتبہ رہے اوسپر وہ ماہ مبارک رمضان مین کیا کرے فرمایا ایک مہینے کو قرار دے کہ یہہ ماہ رمضان ہے اور اوسمین تیس دن روزہ رکہے اور اوسکو یاد رکہتا اینکہ جب قید سے چہوٹے اور لوگون سے پوچہے تو خیال کرے جس مہینے مین روزہ رکہا تہا اگر وہ قبل ماہ رمضان کے تہا تو کافی نہوا اور اگر مین ماہ رمضان تہا پس من جانب اللہ موفق ہوا اور اگر بعد ماہ رمضان کے تہا کافی ہوا خلاصہ اگر کوئی شخص مثلاً محبوس ہوا اور حال مہینونکا اوسے معلوم نہو پس جس مہینے مین گمان غالب ہو کہ یہہ ماہ رمضان ہے اوسمین روزہ رکہے پس اگر اشتباہ زایل نہوا تو کافی ہے اور اسیطرح اگر حال منکشف ہوا کہ وہی ماہ رمضان ہے یا یہہ کہ ماہ رمضان قبل اسکے تہا تو دونون صورتونمین حاجت قضا کی نہین اور اگر ثابت ہوا کہ قبل ماہ رمضان کے مثلاً ماہ شعبان مین روزے رکہے تہے پس اگر اوسوقت ماہ رمضان موجود تہا تو ادا کرلے والا قضا کرے اور اگر قید دنہ

ماہ رمضان مین واقع ہون اور چند قبل ماہ رمضان کے تو جسقدر کہ قبل واقع ہوا ہے
اوسیقدر کی قضا کرے اور جس مہینے مین کہ گمان ماہ رمضانکا کیا ہے احکام ماہ رمضان
کے اوسپر جاری ہون گے مثل پے در پے روزہ رکھنے کے اور کفارہ اوسدنکا
جسدن بغیر عذر شرعی کے کہ روزہ ترک کرے اور بعد اختتام احکام فطر اور نماز عید
سب بجالاوے اور اگر کسی مہینے پر گمان غالب نہو پس تمام سال مین اعتبار ہے
جس مہینے کو چاہے ماہ رمضان قرار دے اور اگر قید اوسکی دو سال یا زیادہ
ہوجاوے چاہیے کہ درمیان اون دو مہینون کہ کہ ماہ رمضان قرار دیا تھا
مطابقت ہو یعنے فاصلہ گیارہ مہینے کا ہو اور اگر پس بعد ظاہر ہو کہ ایام حرام مین
اتفاق روزہ کا ہوا مثل روز عید وغیرہ کے تو قضا اوسکی لازم ہے تنبیہ قبل
ازین یہہ شہر بلد اسلام اور دار الایمان تہا اور جہالت غفلت ماہ رمضان سے ایک
امر بعید و محال متصور ہوتا تہا پس ذکر ایسے مسایل کا ازجملہ فرض محال تہا اب گردش
آسمانی و انقلاب زمان قابل دیدنی و تماشا کردنی ہے کہ مومنین ایسے
شکنجۂ عسرت اور محبس محنت و کربت مین مقید و گرفتار ہین کہ بسبب فاقہ کشی کی ہر روز
گویا بلانیت روزہ ہے عزت و عظمت و حرمت ماہ مبارک فراموش ہے بلکہ ایک شخص
مجھسے حکایت کرتے ہین کہ مین ایکدن ماہ رمضانمین ایک عمایدِ شہر کے پاس گیا او
وہ اون لوگونمین سے تہے کہ جو سرکار انگلشیہ سے کسی عہدۂ جلیل اور منصب
رفیع پر مقرر تہے ہنوز مین بیٹھا تہا کہ دستر خوان بچھا اور کہانا آیا مجسے بھی کہا کہ کہانا
کہاؤ مینے کہا معذور رکھیے کہا کیون مین نے کہا ماہ رمضان ہے جو ہین یہہ سنا
چونک اوٹھے اور اپنے حال پر نہایت افسوس کیا حاصل کلام یہہ ہے کہ بسبب [illegible]
عہد شاہی اور سلب توفیق اسلیے سواے جون و جولائی اور کسی ماہ سے
اطلاع و آگاہی نہ تہی باوجودیکہ سواے بلاد اسلام کے اور کہین نہ گئے تہے مطلقا

نجانتے تھے کہ ایام ماہ رمضان کب آئے اور کب گئے بحث دوسرے
شرائط وجوب اور صحت صوم مین معلوم ہو کہ روزہ واجب ہونیکے چھہ شرطین ہین پہلی
اور دوسری بلوغ اور عقل پس لڑکے اور مجنون پر روزہ واجب نہین تیسرے
محفوظ ہونا اغما یعنی بیہوشی سے پس جو شخص کہ بیہوش ہو روزہ اوسکا صحیح
نہین خواہ بیہوشی صبح سے شام تک ہی خواہ بعض اوقاتمین بسبب اصل برأة
کے پس جسپر کے تمام دن رہتی سے روزہ باطل ہوگا وہ اگر بعض اوقات مین بیہوش
ہو تو بہی روزیکو باطل کریگی اور حدیث رفع قلم کی جو پہلے مذکور ہوئے اور حضرت
ابو الحسن الثالث علیہ السلام یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اس مسئلہ مین یون ارشاد کیا ہی
کہ مغمی علیہ نہ قضا کرے گا روزیکے اور نہ نماز کے اور جو امر ایسا ہو کہ جانب خدا سے
اس شخص کو عارض ہوا ہو تو وہ اوسمین معذور ہے اور اوسپر کچہہ نہین اور اگر کوئی
شخص بعض اوقات مین بیہوش ہوجاوے تو بہی روزہ اوسکا صحیح نہین اسلئے
کہ روزیمین تبعیض نہین یعنے تہوڑا صحیح ہو اور تہوڑا غیر صحیح مثل حیض کے اور قضا
بہی اوسکی نہین یعنے جسپر بیہوشی طاری ہوئے ہے اوس سے قضا بہی اور
روزیکے ساقط ہی لکن جس صورتمین کہ نیت روزیکی حالت صحت مین کی ہو اور
بعد اسکے بیہوشی عارض ہو تو بعضے اصحاب روزہ اوسکا صحیح اور روزہ اوسکو
بمنزلہ نوم مثل نائم کے جانتے ہین اور سابق مین بیان ہوچکا ہے کہ درمیان
نوم اور اغما کے فرق ہے پس قیاس اغما کا نوم پر نہین ہوسکتا بلکہ اغما مفسد صوم
ہے اگرچہ ایک ساعت ہی دنکو رہے مگر یہہ کہ خود کوئے چیز ایسے کہائی کہ
جسکے سبب بیہوش ہو تو وہ مستلزم ملامت کا ہی چوتھی شرط ہونا حضر مین یا حکم
حضر مین ہے یعنی اگر سفر مین نیت اقامت دس دن کی کرے گا تو وہ بمنزلہ

روزہ واجب بلکہ جائز نہین ہے اور روزہ مندوب مین اختلاف ہی مشہور یہی ہے
کہ وہ بہی حرام ہے اور یہی احوط ہے اگرچہ اظہر نہو پانچوین شرط کہ صحیح ہونا
مرض سے اور خوف ہونا ضرر سے اپنے واسطے یا اور کسی نفس محترم کے اور اسیطرح
اس تلف ہونے مال سے کہ حفظ اوسکا واجب ہوا و مشقت شدید سے کہ عادت مین متحمل اوسکا
نہو سکے چہٹی شرط پاک ہونا عورت کا حیض اور نفاس سے پس حائض و نفسا پر
روزہ واجب نہین چنانچہ حدیث صحیح مین عیص بن قسم سے منقول ہے کہ پوچہا مینے
جناب صادق ع سے کہ ایک عورت حائض ہوئی ماہ رمضان مین قریب غروب آفتاب
کے فرمایا افطار کرے جسوقت کہ حائض ہوجاوے اور عبد الرحمان بن حجاج سے
منقول ہے کہتا ہی پوچہا مینے حضرت ابو الحسن یعنے امام رضا ع سے حال
اوس عورت کا کہ اوسکے یہان بعد عصر کے لڑکا پیدا ہوا ہو تمام کرے اوس دن کو
یا افطار کرے فرمایا افطار کرے اور پہر قضا کرے لکن اگر درمیان دن کے
حیض سے پاک ہو تو بقیہ روز مین امساک مستحب ہے یعنی کسی مفطر کو عمل
مین نہ لاوے چنانچہ جناب صادق ع سے منقول ہے کہ فرمایا
اور اسیطرح جب اثنا ے روز مین حیض سے پاک ہو تو جسقدر
دن باقی ہے اوسمین امساک کرے اور منقول ہے کہ اوسی
جناب سے پوچہا گیا حال اوس عورت کا کہ وہ طلوع صبح تک حائض
تہی اور بعد ارتفاع شمس کے وہ پاک ہوئے اور کچہہ اوسنے کہایا پیا نہا
اور پہر بعد تطہیر یعنے غسل کے نماز ظہرین کو بجالاے اوس دن کے روزہ مین
کیا کرے روزہ رکہے یا نہ رکہے حضرت نے فرمایا چاہی کہ وہ عورت روزہ
رکہے اور نہ شمار کرے اوسکو یعنی اوسدن امساک کرے اورا دا ہو روزہ محسوب نکرے

ارشاد یہہ شرطین جو مذکور ہوئین وجوب صوم کی تہین اور صحت صوم مین بہی ہین مگر بلوغ
کہ شرط صحت نہین اگرچہ شرط وجوب ہے پس روزہ طفل ممیز کا خواہ لڑکا ہو خواہ لڑکی
صحیح ہے عام اس سے کہ عبادت شرعی ہو یا تمرینی صورت اول مین صحت روزہ کے ظاہر
ہے کہ حسب طلب اونکا بحکم شارع واقع ہوا اور درصورت ثانی بہی صحت روزہ کی ظاہر ہے
کہ مثاب ہوگا اگرچہ امساک اوسکا درحقیقت روزہ نہین اور قول مختار یہی ہے
کہ عبادت طفل کی تمیز سے ہی بہرحال روزہ اطفال پر واجب نہین اور مراد تمرین سے یہہ ہے کہ ولی
لڑکے کا اوسکو روزہ رکہوائے تا اوسکو عادت ہو جاوے اور بعد بلوغ مشقت
نہو اور ابتدای تمرین لڑکے کے بنابر صحیحہ حلبی نو برس سے ہے اور کلام بعض
اصحاب مین تصریح اسکی واقع ہے پس جسقدر کہ لڑکا روزہ رکہہ سکے اوس سے
روزہ رکہواوین اور پہر کہلوادین چنانچہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حضرت
صادق ؑ نے فرمایا کہ لڑکے سے روزہ رکہواؤ جب وہ نو برس کا ہو جسقدر
کہ اوسکی طاقت وفا کرے پس اگر ظہر یا بعد ظہر تک طاقت ہو تو اوسوقت تک روزہ
رکہی پہر جب بہوک غلبہ کرے تو افطار کرے اور موثقہ سماعہ اور صحیحہ محمد مین جو
سوال وارد ہوا ہے کہ لڑکا کب روزہ رکہے پس پہلی حدیث مین فرمایا کہ جسوقت
طاقت اوسکو روزہ کی ہو اور دوسری حدیث مین فرمایا کہ جسوقت قوت اوسکو ہو
پس ان دونون حدیثونکا اطلاق نو برس پر محمول ہے یا روزہ مستحب کے باب مین
یہہ حکم فرمایا ہے یا مطلب ان دونون حدیثونکا یہہ ہے کہ جب اپنی خوشی سے قبل
نو برس کے قصد روزیکا کرے تو ولی مانع نہو نہ یہہ کہ اوسکو مامور کرے اور جو
صحیحہ حلبی مین وارد ہے کہ ہم اپنے لڑکونکو جب سات برس کے ہوتے ہین مامور کرتے
ہین روزہ کو جسقدر کہ ہو سکے شاید یہہ مخصوص آنحضرت کے اطفال سے

ہوا گرچہ بعضے علما نے نظر باین حدیث سات برس کے سن کو مبدا تمرین اطفال موسنین قرار دیا ہے اور مختار شہید اول و ثانی کا لمعہ اور شرح لمعہ مین ہے لکن سیاق اس حدیث کا موید قول اول او رمنافی انکی قول کا ہے اسلئے کہ تتمہ حدیث یہہ ہے کہ پس حکم کرو اپنے لڑکونکو جب نو برس کی ہون اور یہہ صریح ہے تعیین نو برس مین واسطے اطفال مومنین کے اور جو بعض روایات مین لفظ سبع کی دونون جگہہ وارد ہے ظاہر التصحیف ہے اسواسطے کہ غالبًا اطفال انحضرات کے تمیز اور رغبت عبادت اور طاقت و قوت مین اور مومنین کے اطفال سے ممتاز تھے اور بمقتضاے حدیث سابق کا بھی تفرقہ ہے برابری ابتدا تمرین مین کیونکر ہو سکتے ہے گویا ارشاد ہوا کہ ہم اپنے اطفال کو سات برس کے سن مین حکم عبادت کرتے ہین اور تم اپنے اطفال کو نو برس مین حکم کرو لکن محل نظر یہہ ہے کہ احادیث مین ذکر دختر کا نہین لہذا بعض اخباریون نے توقف کیا ہے اور ہمارے اصحاب کا فتوی بھی ہے کہ حکم لڑکے اور لڑکی کا یکسان ہے چنانچہ کلام مولانا احمد مستند مین اسپر دلالت کرتا ہے اور ظاہر امر اولی یہی ہے کہ دونونکا حکم ایک ہے اصل تمرین مین یعنے تمرین دونونکو کرنا چاہئے والا نو برس کے سن مین دختر بالغ ہوتے ہے پس تمرین اوسکے پہلے سے چاہئے اور بنا براسکے جو لوگ ابتدا تمرین سات برس کہتے ہین اونپر کچھہ اشکال وارد نہوگا اور بہرحال وہی لڑکی کا نیت قربت کری اور نیت مین الوجوب والندب ہے مضایقہ نہین رکھتے جیسا کہ قول شہید ثانی کا شرح لمعہ مین ہے اور بلوغ حاصل ہوتا ہے احتلام سے اور احتلام ثابت ہوتا ہے خروج منی سے اگر مرد ہے تو ذکر سے اور اگر عورت ہے تو فرج اور ظاہر ہونیسے موئے زہار کے مرد ہو خواہ عورت اور پہونچنا پندرہ برس کو

مرد ہو یا خنثے اور نو برس کو اگر عورت ہو اور آنا حیض کا اور قرار پانا حمل کا
پس یہہ دلیل اسکی ہے کہ بلوغ پہلے ہو چکا ہے اور دلیل بالغ ہونیکی نہین اور
بلوغ معلوم ہوتا ہے گواہی سے عادل کے یا شیاع سے اور قول والدین کا
بہی مقبول ہو سکتا ہے اور رد شدہ کے مونے زہار کے بشہادت اور معاینہ عانہ
ہو سکتی ہے اور بنا بر اس قول کے کہ عانہ یعنے زیر ناف داخل عورت ہے
تو بے ضرورت دیکہنا وہانکا جائز نہوگا اور بنا بر اس قول کے کہ عانہ داخل عورت
نہین ہے بے ضرورت بہی دیکہہ سکتا ہے اور ثبوت احتلام مین قول لڑکے
کا مسموع ہے اور اعتبار بلوغ کا فقط روزے کے باب نہین ہے بلکہ جملہ
عبادات مین عام ہے مگر خصوصیت ذکر کی بسبب متابعت علما کی ہے اور
جب یہہ معلوم ہو چکا پس جاننا چاہیے کہ روزہ مین اور شرطین بہی ہین اول اسلام
پس روزہ مرد مسلمانکا صحیح ہے اور روزہ کافرکا صحیح نہین اگر اثناے روز
مین مشرف باسلام ہو بقیہ روز مین امساک کرے دوسرے یہہ کہ وہ زمانہ قابل روزے کے
ہو پس عیدین اور یوم الشک کو روزہ صحیح نہین تیسرے معلوم کرنا احکام روزونکا
جو اختلافی ہین خواہ باجتہاد خواہ بتقلید لیکن جو ضروریات مثل اسکے کہ روزہ رمضان
واجب ہے پس اسمین اجتہاد و تقلید نہین ہے پس اگر تساہل کرے اور اخذ مسایل
روزہ بواسطہ یا بلاواسطہ مجتہد سے نکرے گا تو فقط امساک کافی نہوگا اور نماز و دیگر عبادات
مین بہی حکم ہے اور واسطے روزہ مستحب کے اور شرایط مین کہ اپنے مقام پر
مذکور ہونگے تفریع چند اشخاص باوجودیکہ حکم اونکا سابق سے مستنبط ہو سکتا ہے
لیکن چونکہ منصوص ہین اور علما اونکو علیحدہ ذکر کرتے ہین لہذا اتباعاً لہم و تاسیاً
مذکور ہوتے ہین اول مرد پیر اور زن پیر نال وقتیکہ روزہ رکھنے سے بالمرہ

عاجز ہون یا روزہ اونپر شاق ہو افطار کرنا انکو یا جماع جائز ہے اور صورت آخرین ایک مد گندم بعوض ہر روزیکے تصدق کرین بلکہ احوط دو ہین اور مقتضاے احتیاط یہ ہے کہ صورت اول مین بھی التزام تصدق کا کرین اور اگر ضعف پیری زایل اور قوت وطاقت حاصل ہو جاے اگرچہ یہ فرض بعید ہے پس قضا احوط ہے دوسرے صاحب تشنگی کہ پانی سے سیر نہو اور پیاس کو نہ روک سکے افطار کرنا روزہ کا اوسکو جائز ہے اور جب مرض اوسکا زایل ہو جاے قضا کرے اور تصدق احوط ہے اور اگر کسیکو اتفاقاً روزہ مین تشنگی عارض ہو جاے اور صبر نکر سکے تو پانی پی لے مگر احوط یہ ہے کہ بقدر سد رمق اکتفا کرے چنانچہ ہمارے جناب صادق عسے روایت کی ہے حال مین اوس شخص کے کہ اوسے پیاس لگی تا اینکہ مشرف بہلاکت ہو فرمایا حضرت نے پانی پی لے موافق سد رمق کے اور نہ اتنا پیے کہ سیراب ہو اور موثق مین عمر سے مروی ہے کہتا ہے کہ عرض کی مینے جناب صادق عسے کہ ہمین کچھ جوان ایسے ہین کہ روزہ نہین رکھہ سکتے بسبب اسکے کہ اونپر تشنگی غالب ہوتی ہے فرمایا حضرت نے کہ پانی پی لین بقدر حاجت کے تاکہ محفوظ رہین نفوس اونکے اوس چیز سے کہ ڈرتے ہین مخفی نرہے کہ کبھی تشنگی کاذب پر بھی اطلاق تشنگی ہوتا ہے مگر اوسمین استعمال پانیکا نچاہیئے اسلئے کہ جب مادہ غلیظ ہوتا ہے پانی پینے سے اور تشنگی بڑھ جاتی ہے پس پیاس اوسمین دافع اور صوم نافع ہوگا تیسرے وہ عورت حاملہ کہ ایام وضع اوسکے قریب ہون ہر گاہ مظنون ہو کہ روزہ اوسکو یا اوسکے لڑکے کو جو شکم مین ہے ضرر پہونچاویگا تو روزہ افطار کرے اوسیطرح وہ عورت جو لڑکے کو دودہ پلاتی ہے خواہ اوسکی مادر ہو خواہ دایہ یعنی انا اور انا بھی عام ہے خواہ تبرعاً دودہ پلاتی ہو خواہ باجرت بشرطیکہ اور عورت

میسر نہ آوے کہ کارسازی اوس لڑکے کی ہوجاوے اور روزہ لڑکے کو مضر بھی ہو
تو افطار کر سکتی ہے اور اس باب مین حدیثین بہت وارد ہین چنانچہ مرسلہ ابن
بکیر مین وارد ہے اور ابن بکیر وہ شخص ہے کہ جسکی روایت کے صحت پر اجماع ہے
لکھتا ہے کہ فرمایا حضرت نے تفسیر آیہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین
یعنی وہ لوگ کہ طاقت رکھتے ہین روزیکی پس وہ فدیہ دین کھانا ایک مسکین کا فرمایا
کہ یہہ وہ شخص ہین کہ طاقت روزیکے رکھتے تھے بعد اسکے بسبب پیری یا تشنگی کے
یا مثل اسکے روزہ سے عاجز ہوئے پس اونکی ذمہ پر ہے کہ عوض ہر روزکے ایک مدگندم
دیوین اور تفسیر عیاشی مین منقول ہے کہ مراد الذین یطیقونہ سے کبیر السن اور
بیمار ہین اور دوسری روایت مین وارد ہے کہ مراد اوس سے وہ عورت ہے
کہ بسبب روزہ کے اپنے لڑکیکا خوف رکھتی ہو اور ایک حدیث صحیح مین وارد ہے
کہ پیر کبیر اور جو شخص کہ مرض عطاش یعنے تشنگی رکھتا ہو کچھ عیب نہین ہے کہ وہ
روزہ افطار کرین ماہ مبارک رمضان مین اور ہر ایک انمین بعوض ہر روزیکے
ایک مدگندم تصدق کرین اور قضا اونپر نہین اور اگر تصدق گندم پر قادر نہون
تو کچھ اونپر نہین بحث تیسرے احکام مریض مین آگاہ ہو کہ مرض مانع روزے
یون ہوتا ہے کہ ابھی بیمار نہین ہے مگر روزہ رکھنے سے بیمار ہوجائیگا یا
مرض ہے اور روزہ رکھنے سے شدت کریگا یا دیر مین شفا حاصل ہوگی یا ایسے
مشقت ہوگی کہ عادتا اوسکا متحمل نہو گا یا وہ مرض جاتا رہے گا مگر دوسرا پیدا
ہوگا پس اگر گمان اسکا تجربہ سابق یا امتحان طبیب کے کہنے سے اگرچہ وہ کافر ہو بہم پہونچے
تو روزہ نرکھے اور حدیث مین جناب صادق ع سے وارد ہوا ہے کہ ہر گاہ خائف
ہو کہ بسبب روزیکے آشوب چشم ہوجاویگا تو افطار کرے اور فرمایا جو چیز کہ روزہ

اوسکو مضر ہو پس افطار بسبب اوسکے واجب ہے اور منقول ہے کہ آنحضرت
نے حد مرض کے یہہ بیان فرمایا ہے کہ جب سحر کہانے پر قادر نہو تو مرض ہے
اور حدیث زرارہ مین ہے کہ جناب صادق ؑ سے پوچہا مینے کہ کونسا مرض ایسا
ہے جسمین روزہ افطار کرے اور بمار بشبہہ کر پڑے حضرت نی فرمایا بَلِ الْاِنْسَانُ
عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ یعنے انسان اپنا حال خوب جانتا ہے کہ طاقت اور قدرت
رکھتا ہے یا نہین مسئلہ اگر مریض باوجودیکہ طاقت نرکھتا تہا جبرًا اور دشواری
سے بتکلف روزہ رکہے کافی نہوگا اور قضا اوسکی لازم ہے مسئلہ ہر گاہ مریض
اثناے روز مین روزے پر قادر ہو جاے امساک اوسکو مستحب ہے بنابر مشہور
بلکہ دعوی اجماع کا اس قول پر کیا ہے اگرچہ شیخ مفید نے افادہ فرمایا ہے کہ جب مرض
بعد زوال اور قبل عصر کے زایل ہو تو امساک واجب ہے جسطرح کہ اگر قبل زوال کے
زایل ہوتا تو امساک واجب تہا اور شیخ نے باسناد خود محمد بن یعقوب کلینی سے روایت
کی ہے کہ صوم تادیب وہ ہے کہ اطفال کو جب قریب بلوغ پہنچین تو روزہ رکھوائین
بنابر تادیب کے نہ بنابر فرض کے اور اسیطرح جو شخص کہ افطار کرے بسبب
مرض کے ابتداے روز مین پہر قادر ہو جاوے روزے پر بعد اسکے تو وہ بہی
محکوم بامساک ہی واسطے تادیب کے نہ بنابر فرض کے بحث چوتہی احکام
مسافر مین معلوم ہو کہ مراد مسافر سے وہ شخص ہے جسنے کہ سفر مباح بقصد مسافت
یعنے اٹہہ فرسخ کا کیا ہو باوجود اون شرایط کے جو کتاب الصلوۃ مین مذکور ہوین ہین اور
ایسے شخص پر روزہ ماہ رمضان نہین واجب نہین اور قضا اوسکی واجب ہے
پس اگر باوصفیکہ حکم شرعی کو جانتا تہا اور پہر روزہ رکہا تو کافی نہوگا اور اگر
جاہل مسئلہ تہا تو افطار پہر روزہ اوسکا کافی ہے چنانچہ حدیث صحیح عبد الرحمان بن حجاج

مین وارد ہوا ہے کہ ایک شخص نے روزہ رکہا ماہ رمضانکا سفر مین حضرت نے
فرمایا کہ اگر اوسکو اطلاع نہین ہے کہ جناب رسولخداؐ نے منع فرمایا ہے تو اوسپر
قضا نہین اور وہی روزہ کافی ہے اور اسیطرح اور ایک حدیث صحیح مین بہی ہے
مگر شرط یہ ہے کہ شام تک اوسکو علم نہو جاوے کہ سفر موجب افطار ہے اگر
اثنائے روز مین معلوم ہو جاوے تو افطار کرے ورنہ روزہ کافی نہو گا بلکہ اصح یہ ہے
ظاہر اگنہگار بہی ہو گا اور بعد افطار قضا لازم ہوگی اور اگر مسئلہ کو جانتا تہا اور بہول
گیا پس حکم اوسکا بظاہر مثل حکم جاہل کے ہے نہین چاہیئے کہ روزے کی قضا کرے
اگر تمام روز نسیان اوسکا برقرار رہے اور اگر قبل غروب بہی یاد آجاوے تو قضا
کرے اور اگر اثنائی راہ مین سفر اوسکا منقطع ہو جاوے یا یعنے کہ اپنے وطن مین پہونچے یا اوسجگہہ
کہ جہان دس دن رہنیکا قصد ہو اور کسی مفطر کا استعمال نکیا ہو تو امساک اوسپر واجب
ہے چنانچہ حدیث مین وارد ہے کہ پوچہا حضرت ابو الحسنؑ سے کہ ایک شخص سفر
سے آیا ماہ رمضان مین قبل زوال اور اوسنے کچھہ نہ کہایا تہا فرمایا روزہ رکہے اور
اگر بعد زوال کے پہونچا ہے یا کچہہ کہا چکا تہا تو امساک مستحب ہے چنانچہ منجملہ حدیث ہری
کے جو جناب امام زین العابدینؑ سے وارد ہے اوسمین یہی ہے اور اسیطرح مسافر
جب کچہہ کہا چکا ہو ابتدائے روز مین اور پہر پہونچے اپنے اہل و عیال مین تو بقیہ دن
امساک کرے اور فرض نہین مسئلہ ہرگاہ رات سے قصد سفر کا ہو اور قبل
زوال کے سفر کرے تو افطار اوسپر واجب ہے بلکہ اگر رات سے قصد نہو اور قبل
از زوال کے سفر کرے تو بہی چاہیئے کہ افطار کرے اور اگر بعد زوال کے سفر کرے تو افطار
نکرے گا روزہ رکہے یعنی بقیہ روز کو تمام کرے اور بعد قضا کرے بنا بر احوط
مسئلہ صوم مین مثل قصر صلوٰۃ کے افطار کرنا مشروط ہے کہ حد ترخص پر

پہونچے یعنے ایسی جگہ کہ جہانسے دیوار ہین شہر کی نظر آوین اور آواز اذان کی نہ پہنچے چنانچہ کتاب الصلوۃ
مین مذکور ہوا ہے مسئلہ سفر کثیر السفر کا مثل قاصد حجی اور ملاح کے حکم اقامت مین ہے
اور اسیطرح جو شخص سفر غیر مباح کرے مثل راہزنی کے اور جو شخص کہ تیس دن تک
اثنائے راہ مین متردد ہے کہ سفر کرون یا مقیم رہون پس روزہ ان دونونکو جائز
ہے بلکہ واجب ہے ہان اگر ملاح وغیرہ دس روز گھر مین رہین اور پہر سفر
کرین پس اس سفر مین روزہ نہ رکھین گے مسئلہ اولے یہ ہے کہ انسان ماہ رمضان مین
سفر نکرے اور اپنے وطن مین رہے یا کسی جگہ دس دن رہنے کی نیت کرے مگر بنا بر ضرورت کے
مثل حج و زیارت اور حفظ مومن اور تشییع جنازہ اور استقبال مومن اور بچانا امانت کا
جیسا کہ بہت سی حدیثوں سے واضح و لائح ہوتا ہے از انجملہ روایت حلبی ہے جناب صادق
سے ہے راوی کہتا ہے کہ مینے اوسجناب سے سوال کیا کہ کیا حکم ہے اوس شخص کا
کہ اول ماہ مبارک مین وہ مقیم تہا اور ارادہ سفر کا نرکہتا تہا بعد اسکے جب ماہ مبارک داخل ہوا
رائے اوسکی سفر کی ہوئی حضرت نے سکوت فرمایا پس کئی مرتبہ پوچہا مینے حضرت نے فرمایا
اقامت افضل ہے مگر یہ کہ حاجت ضروری ہو یا ضائع ہونے مالکا خوف رکہتا ہو اور از انجملہ حدیث
ابو العباس سے ہے کہ جناب امیر المومنین ع نے فرمایا کہ نہین چاہئے کسیکو کہ سفر کرے بعد داخل
ہونے ماہ رمضان کے بنا بر قول حق تعالے کے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ
یعنے جو شخص کہ حاضر ہو ماہ رمضان مین وہ روزہ رکہے اوسمین اور از انجملہ روایت مقنع ہے
کہ جناب صادق ع سے پوچہا حال ایک شخص کا کہ واسطے مشایعت برادر ایمانی کے دو دن
یا تین دن کی راہ تک جاوے فرمایا اگر ماہ رمضان مین ایسا اتفاق ہو تو افطار
کرے راوی نے عرض کی کہ کون افضل ہے روزہ رکہنا یا مشایعت کرنا فرمایا
مشایعت کرنا بدرستیکہ حق تعالی نے روزہ ساقط کیا ہے جب مشایعت کریگا اوسکے اور بعض احادیث مین ہوا ہے

کہ کچھ مضایقہ نہین سفر کرے اور روزہ نہ رکھے پس یہہ محمول ہے نفی حرمت
پر نہ نفی کراہت پر یعنے حرام نہین ہے مکروہ ہے چنانچہ حدیث اربعمائۃ مین
جو نہی وارد ہے وہ محمول نہی تنزیہی پر ہے اور بقید ماسوا حاجت اور ضرورت باطاعت
کے ہے اور احوط یہہ ہے کہ اس صورت مین بھی سفر نکرے تنبیہ متوہم ہو کہ آیۂ کریمہ
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ دلالت کرتے ہے وجوب صوم پر ماہ رمضان
مین بر تقدیریکہ یہہ شخص مقیم ہو پس بمقتضائے الامر بالشیٔ یستلزم النھی عن ضدہ
یعنے جب حکم ایک چیز کا ہو اتو لازم ہے اوسکی ضد کی ممانعت ہو تو سفر ماہ مبارک
مین چاہیے کہ حرام ہو اور بظاہر تعلیل حدیث اربعمایہ کے بھی یہی ہے اور وجہ اندفاع
اس توہم کا یہہ ہے کہ مدلول آیۂ کریمہ کا یہہ ہے کہ صوم ماہ مبارک مین واجب
مشروط ہے نہ مطلق یعنے بشرط اقامت واجب ہے پس ضد اوسکی ترک صوم ہے
باوجود اقامت کے اور یہہ البتہ منہی عنہ ہے اور سفر ضد حضر کے ہے اور
اقامت مین حضر واجب نہین کہ ترک اوسکا حرام ہو مثل زکوۃ
اور حج کے کہ مشروط بنصاب اور استطاعت ہے اور تحصیل نصاب اور استطاعت
واجب نہین اور تعلیل حدیث اربعمائۃ کے بظاہر یہہ ہے کہ آیۂ فمن شهد مشعر ہے
استحباب ابقا اور ادامت اقامت پر تا ثواب روزیکا حاصل ہو پس سفر کہ سبب
فوت ثواب کا ہے مکروہ ہوگا مسئلہ جو شخص کہ ماہ رمضان مین مسافر
ہو افطار کرنا اوسکو جائز ہے جس چیز سے چاہے باجماع لکن مجامعت کرنا
کہ ایک جماعت علما اسکے حرمت کے قائل ہوے ہین اور اکثر کراہت کے اور بعض نے
توقف کیا ہے اور مسئلہ خالی اشکال سے نہین اسلئے کہ صحیح محمد بن مسلم مین وارد
ہوا ہے کہ جناب صادق ع نے فرمایا جب کوئی شخص سفر کرے ماہ رمضان مین

پس نہ نزدیکی کرے عورتوں سے دنکو کہ یہ حرام ہے اوسپر اور صحیح بن سنان میں
ہے کہ جناب صادق ع سے پوچھا مینے حال ایک شخص کا کہ اوسنے ماہ رمضان میں
سفر کیا اور ہمراہ اوسکے لونڈی تھی آیا جائز ہے کہ دنکو اوس سے صحبت کرے
فرمایا سبحان اللہ آیا نہیں پہچانتا ہے حرمت ماہ رمضان کی ہر آئینہ رات واسطے
کار و بار دنیا کی ہے عرض کی مینے آیا واسطے اوسکے اکل و شرب و افطار جائز نہیں ہے
فرمایا حق تعالے نے واسطے مسافر کے افطار و تقصیر میں بسبب رحمت کے تخفیف
فرمائی ہے اسلئے کہ مقام تعب و محنت و زحمت سفر کا ہے اور نہیں اجازت
دی ہے کہ نسوان سے سفر میں دنکو ماہ رمضان میں مقاربت کرو چنانچہ قضا
روزے کی واجب کی ہے اور اتمام نماز کو بعد مراجعت سفر کے واجب نہیں فرمایا
اور پھر ارشاد کیا کہ سنت نبویہ میں قیاس نہیں ہو سکتا میں جسوقت کہ سفر کرتا
ہوں ماہ مبارک رمضان میں کچھ نہیں کھاتا مگر بقدر سد رمق کے اور پانی
سیر ہو کر نہیں پیتا ہوں پس ان احادیث سے جیسا کہ ملاحظہ ہوا صریح حرمت صحبت دنکی ہی ہے اور منافات
ماہ رمضان سے اگرچہ اور حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ سوال کیا جناب ابو الحسن ع
سے کہ ایک شخص نے ماہ رمضان میں اپنی اہلیہ سے نزدیکی کی اور وہ مسافر تھا
فرمایا کہ کیا مضایقہ اور دو ایک حدیثیں اور قریب اسی مضمون کے ہیں اور ان
سب حدیثوں میں ذکر دنکا نہیں ہے اور ایک حدیث میں لفظ روز کے وارد ہوا ہے
وہ اون حدیثوں سے جنسے ممانعت نکلتی ہی وضوح دلالت میں مقاومت نہیں کر سکتی ہیں
خلاصہ کلام یہ کہ بہت شدید بعید نہیں اور احوط ترک ہے مسئلہ حکم حرام ہونے صوم کا سفر
میں عام ہے اور سب مقاموں کو شامل ہے مگر گئے مقام مستثنی ہیں ایک تیز
روزے بدل ہدی کے دوسرے اشارہ روزہ اوس شخص کے جو عرفات سے

قبل غروب کے دیدہ ودانستہ کوچ کرے اور ذکر اونکا اپنے محل مین ہوگا تیسرے
روزہ نذر معین کا کہ اوسمین شرط ہو کہ سفر وحضر مین رکھونگا اور وہ بنا بر مشہور
جائز ہے اور ذکر اوسکا آئیگا چوتھے روزہ مستحب کہ بعضے اوسکو سفر مین
حرام جانتے ہین اور بعضے جائز اور مشہور قدما مین جواز بلا کراہت ہے اور متاخرین
مین جواز مع الکراہت ہے اور منع احوط ہے مگر تین روزہ حاجت کے روضۂ
مقدسہ نبویہ مین وارد ہوے ہین پس اگر کہا جاوے کہ اماکن اربعہ یعنے
مکہ معظمہ اور مدینہ مشرفہ اور مسجد کوفہ اور حائر جناب سید الشہداء قواطع سفر
سے ہے اور مقام اتمام ہے پس مستلزم صحت روزہ واجب کا ہوگا پس صحت فرہ
مندوب مین کیا کلام ہے کہینگے ہم کہ تجویز اتمام اماکن مذکورہ مین خاص واسطے نماز کے ہے
اور صوم تو سفر مین مطلقاً ممنوع ہے اور حرمت اوسکی مقطوع ہے تا اینکہ بعض
روایات مین وارد ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص سفر مین مر جاوے اور روزے سے
ہو اوسکے جنازہ کے نماز مین نہ پڑھون پس نہ دلیل قطعی تعدی حکم کے نماز سے
طرف روزے کے نہین ہو سکتی ہر چند بعض احادیث اور فتاوے علما سے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ جہان نماز مین قصر ہے وہان روزہ مین بھی قصر ہوگا اور
بالعکس اور یہ قاعدہ مشعر ہے اس بات پر کہ جہان قصر واتمام نماز مین اختیار ہے روزہ
رکھنے اور ترک کرنے مین بھی اختیار ہے بلکہ حدیث رضوی مین وارد ہوا ہے کہ جس وقت
تجھسے تو چلے تیرا قصد ہو حج سے اور زیارت مشاہد وغیرہ سے کہ بیان کیا ہمنے
پس تحقیق کہ سفر تیرا منقطع ہوا پس ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ یہہ اماکن مذکورہ
قاطع سفر ہے لیکن یہہ دلیل قطعی نہین کہ قاطع حکم ہو بلکہ شمول اسکا محل فرض
مین ممنوع ہے اور تخصیص اسکے ممکن الوقوع ہے اور شایع اور مشہور ہے
اسی لئے صاحب مدارک نے کہا ہے کہ تحقیق روزہ ان اماکن مین غیر مشروع ہے

بحث پانچوین سحور اور افطار اور تفطیر وغیرہ مین اور یہہ متضمن دو مقام پر ہے
مقام اول مستحبات مین معلوم ہو کہ از جملہ مستحبات صایم سحر کہانا ہے اور وقت
اوسکا طلوع سپیدہ صبح صادق تک ہی چنانچہ مذکور ہوگا اور استحباب اسکا روزہ دار
کو عموماً اور ماہ رمضان مین خصوصاً وارد ہوا ہے چنانچہ یحیی بن قسم نے جناب صادق
ع سے نقل کیا ہے کہ اوس جناب سے پوچہا مینے کہ آیا سحر کہانا جو شخص کہ ارادہ روزہ
کا کرے اوسپر واجب ہے فرمایا اگر سحر نہ کہاوے تو کچہ مضایقہ نہین لیکن ماہ رمضان نیز
افضل ہے کہ وقت سحر اوٹہی اور دوست رکہتا ہون مین اسکو ماہ رمضان مین ترک
نکرین اور دوسری روایت مین وارد ہے کہ جناب پیغمبر خدا ص نے فرمایا کہ سحر کہانا
موجب برکت ہے اور فرمایا کہ نہ ترک کرے امت میری سحر کہانے کو اگرچہ ایک دانہ
خرمہ ناقص ہو اور ایک روایت مین جناب صادق ع سے منقول ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا ص
نے کہ تسحر کرو یعنے سحر کو کچہ کہاؤ اگرچہ ایک جرعہ آب ہو آگاہ ہو کہ رحمت خدا ہے
اون لوگونپر جو سحر کو کہاتے ہین اور جناب امیر المومنین ع سے منقول ہے کہ روایت
کی ہے اوس جناب نے پیغمبر خدا ص سے کہ فرمایا بتحقیق خدا ے تعالے اور ملائکہ او سکے
درود بہیجتے ہین اوپر متسحرین اور مستغفرین کے یعنے واسطے اون لوگون کے
جو سحر کو کہاتے ہین اور سحر کو استغفار کرتے ہین پس چاہئے کہ سحر کری ممکن ہے
ہر ایک شخص اگرچہ ایک گہونٹ پانیکا ہو اور بہتر یہہ ہے کہ ستو اور خرما سحر کو کہاوے
چنانچہ جناب صادق ع سے منقول ہے کہ فرمایا افضل تمہارے سحری ستو
اور خرما ہے اور وقت سحر کے پڑہنا دعاؤن ماثورہ کا خصوصاً دعاے ابو حمزہ
ثمالی کا کہ متضمن مضامین عالے ہے اور پڑہنا سورۂ انزلنا کا ثواب عظیم رکہتا ہے
خلاصہ کہانا سحر کو واسطے قوت روزہ کے ہے اور غرض اوس سے یہہ نہین کہ سیر ہو

پس چاہئے کہ بمقدار سحر کھانا نکھاوے اور جو چیز کہ سحر کو کھاوے اوسکی غرض سحر کھانے
سے یہ کہ قوت روزہ رکھنے کی ہمیشہ نظر رکھے اور افطار و سحر مین اہتمام شکم پروری
اور پیروی طبع جانورون کی نہ کرے کہ لذت مناجات اور دعا و حضرت قاضی الحاجات
دل سے دور ہوجاتی ہے اور جو لذت کہ دعا و استغفار سے حاصل ہوتی ہے
نظر عرفا مین اہم و مقدم ہے خصوصًا دعا ابو حمزہ ثمالی اواخر لیالی مین عجب کیفیت
و لذت دیتی ہے اور اسمقام پر جناب استاذی و ملاذی دام ظلہ نے چند اشعار
لطیف آبدار زبان عربی مین انشا فرمائے ہین کہ مفاد اونکا یہ ہے کہ وقت سحر
باد صبا جو ہم نفس مشک و عنبر ہے اسکو ہمراہ ذکر خدا کے ملاوے اور جب وقت
سحر ماہ مبارک رمضان مین آوے تو جناب سید الساجدین امام زین العابدین
کی دعا پڑھ اور یہ دعا ایسے مضامین لطیف اور زواجر نفس پر مشتمل ہے کہ
اگر طبقات آسمان اوسکو سمجھین تو شگفتہ ہوجائین اور جب سفیدۂ سحر نمایان
ہو تو اوسکو تلاوت کلام مجید سے مخلوط کرکے لذت یاب ہو کہ سفیدۂ صبح مثل
شیر کے ہے اور حلاوت تلاوت مثل شکر کے اور جب وقت اس دعا طولانی کا
یا فہم معانی نہو پس مطلقًا اعراض نکرے جہانتک ہوسکے پڑھے اور دعائین مختصر جسقدر کہ
ہوسکین پڑھے بہتر ہے اسلئے کہ دعاء قلیل بجمع خضوع و خشوع کثیر سے افضل
و بہتر ہے اور جملہ مستحبات صوم سے قیلولہ ہے چنانچہ روایت حسن بن صدقہ
مصدق اسکے ہے فرمایا ابو الحسن نے کہ قیلولہ کرد تم تحقیق کہ حق تعالے
سیر فرماتا ہے روزہ دار کو اور سیراب کرتا ہے اوسکو وقت خواب کے پس
استحباب قیلولہ کا اولًا عموم سے اون احادیث کے جو دلالت کرتے ہین اس بات
پر کہ سونا روزہ دار کا عبادت ہے ثابت ہوا و ثانیًا اس حدیث کا بالخصوص واضح ہوتا ہے

اور جملہ مستحبات سے دعای افطار ہے اور پڑہنا سورۂ انا انزلنا کا ہے جناب امام
جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا وقت افطار یہ دعا
پڑہتے تھے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْنَا وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْنَا فَتَقَبَّلْہُ مِنَّا ذَھَبَ الظَّمَاءُ
وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَبَقِیَ الْاَجْرُ اور اقبال میں مروی ہے کہ جو شخص وقت افطار
یہ دعا پڑہے یَا عَظِیْمُ یَا عَظِیْمُ اَنْتَ اِلٰھِیْ لَا اِلٰہَ لِیْ غَیْرُکَ اِغْفِرْ لِیَ الذَّنْبَ
الْعَظِیْمَ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ اِلَّا الْعَظِیْمُ گناہوں سے اس طرح پاک ہوتا ہے
کہ گویا شکم مادر سے پیدا ہوا ہے اور جناب امام زین العابدین ع سے ماثور ہے کہ جو شخص
سورۂ انا انزلنا وقت افطار اور وقت سحر پڑہے درمیان ان دونوں وقتوں کے
ایسا ہے کہ گویا راہ خدا میں اپنے خون میں لوٹتا ہے اور جناب امام موسی کاظم
ع سے منقول ہے کہ واسطے ہر صایم کے وقت افطار کے ایک دعا مستحب ہے
پس جب اول لقمہ کہاوے کہے بِسْمِ اللّٰہِ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ اِغْفِرْ لِیْ اور افطار
کرنا شیرینی اور رطب اور پانیسے خصوصاً آب نیمگرم سے یا شکر یا مصری یا دودھ یا ستو
سے مستحب ہے چنانچہ جناب صادق ع سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا
کہ جب روزہ رکہتے تہے اور شیرینی نہ ملتی تہی تو افطار فرماتے تہے پانیسے اور ایک
حدیث میں وارد ہے کہ افطار کرنا پانی سے گناہونکو دل سے دہو ڈالتا ہے
اور اوسی جناب سے ماثور ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب وقت افطار
ابتدا فرماتے تہے حلوا سے اور اگر میسر نہوتا تہا پس شکر سے یا خرمہ سے
اور اگر یہ بہی نہ ہوتا تہا تو آب نیمگرم نوش فرماتے تہے اور ارشاد کرتے تہے کہ آب
نیمگرم معدہ اور جگر کو صاف کرتا ہے اور منہ کو خوشبو کرتا ہے اور حدقہ چشم کو قوت
دیتا ہے اور قوت باصرہ زیادہ کرتا ہے اور گناہونکو بخوبی دہو ڈالتا ہے

اور جو کہین کہ ہیجا نمین آئے ہین اونکو تسکین دیتا ہے اور غلیان صفرا کو روکتا ہی
اور بلغم کو قطع کرتا ہے اور حرارت کا دافع اور درد سر کو نافع ہے اور حدیث
مین ہے کہ جناب امیر المومنین ع دوست رکہتے تہے افطار کرنا دودہ سے اور
اسیطرح ہر ایک اشیاء مذکورہ مین حدیث وارد ہے اور وسایل الشیعہ مین مسطور
ہین اور جملہ مستحبات سے تفطیر صایم ہے یعنے روزہ کہولوانا لوگونکا وقت شام
کے چنانچہ خطبہ نبویہ مین گذرا اور مسعدہ سے منقول ہے کہ جناب صادق ع سے
نقل کیے ہے کہ فرمایا سُدیر صیرفی خدمت مین میرے پدر بزرگوار کی ماہ
رمضان مین حاضر ہوا حضرت نے فرمایا اے سُدیر جانتا ہی کہ یہہ کیسی شبین ہین
عرض کی مینے ہان فدا ہون آپ پر یہہ شبین ماہ مبارک رمضان کی ہین کیا ارشاد
ہوتا ہے فرمایا ہو سکتا ہے کہ ہر شب ان شبون مین دس شخصونکو اولاد اسمعیل
سے آزاد کرے تو عرض کی مینے مان باپ میرے فدا ہون آپ پر اسقدر مال
میرے پاس نہین پس حضرت نے کم کرنا شروع کیا تا اینکہ نوبت ایک شخص کی
آئی اور وہ ہر مرتبہ عرض کرتا تہا کہ مجہکو قدرت نہین پس فرمایا کہ ہر شب ایک
شخص مسلمانکو افطار بہی نہین کروا سکتا عرض کی البتہ بلکہ دس آدمیون کی افطار
کر سکتا ہون حضرت نے فرمایا اے سدیر مقصود میرا یہی تہا کہ افطار کروانا ایک برادر
مومن کا برابر ثواب آزاد کرنے ایک شخص کے ہے اولاد اسمعیل سے صاحبان
جود و کرم او طالبان رضاے خداوند عالم پر مخفی نہین کہ علاوہ اس ثواب اور
اضافہ ملک رفاہیت افطار نہ مہماندارے اوٹہانا دسترخوان کا ارباب ہمت کو
باعث سرور و مسرت اور یاد پروردگار شبہاے تار مین موجب لذت ہوتا ہے
چنانچہ وصیت جناب ختم المرسلین مین جو حضرت امیر المومنین ع کو فرمائی ہے

وارد ہے اے علی تین وقت ہین دنیا مین سرور مومن کے ایک وقت ملاقات برادر
ایمانی کا اور دوسرا وقت روزہ کشائی مومنین کا اور تیسرا وقت جب نماز تہجد بجا لاتا ہے

مسئلہ جب کسینے وعدہ افطار کسی سے کیا ہوا یا ہو سکتا ہے کہ وہان نجاے
اور کسی اور جگہہ افطار کرے اور جب کوئی چیز اوسکو دین کہ اوس سے افطار کرے
ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرے کو دیدے تعرض اس مسئلہ کا کلام اصحاب مین نظر
سے نہین گذرا مگر صاحب مقامع نے لکھا ہے کہ وجوب وفا معلوم
نہین مگر یہہ کہ بخصوص اوسکی ضیافت کے ہوا اور بطفیل اوسکے اورون سے یہہ
وعدہ لیا ہوا اور بہر تقدیر جب دوسری جگہہ افطار کرے تو اوسکو آگاہ کردے
اور بغیر اسکے نہ کہاوے احتیاطًا اور دیدینا کل اوس چیز کا جو کسینے اوسکو
دی ہے بغیر اذن دینے والے کے کمال اشکال رکہتا ہے بلکہ حرمت اسکی
قوی ہے انتہی اور جملہ مستحبات سے واسطے مرد و عورت کے یہہ ہے کہ
لباس اپنا خوشبو کرین اور علی الخصوص مرد کو روغن ملنا ریش مین اور عورت
کو کہنگہی کرنا بالو مین چنانچہ روایت عمر بن میمون مین کہ بیٹی اوسکی زوجہ جناب
امام حسن ع کے تہی وارد ہوا ہے کہ اوس جناب نے فرمایا تحفہ مرد روزہ دار کا یہہ ہے
کہ ریش مین روغن ملے اور لباسکو خوشبو کرے اور تحفہ زن روزہ دار کا یہہ ہے
کہ بالو مین کہنگی کرے اور کپڑے خوشبو سے کرے تہذیب کتاب وسایل سے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ از جملہ مستحبات صایم یہہ ہے کہ اوس شخص کے پاس
جاوے جو کچھ کہاتا ہو چنانچہ شیخ حر نے اوسمین ایک باب اسیکا علیحدہ قرار
دیا ہے اور دو حدیثین اوسمین لکہی ہین ایک یہہ ہے کہ فرمایا جناب صادق ع نے
جسوقت کہ روزہ دار لوگونکو دیکہے کہ کچہ کہاتے ہین یا کسیکو دیکہے کہ کچہ کہاتا ہے

ہر موی بدن اوسکا تسبیح کرتا ہے اور دوسری حدیث ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلعم
نے فرمایا کہ کوئی روزہ دار نہیں کہ حاضر ہووے پاس لوگون کے کہ وہ کچھہ کہاتی
ہون مگر یہہ کہ اعضا اوسکے تسبیح کرتے ہین اور ملائکہ اوسپر درود بہیجتے ہین اور درود وہ
اونکا استغفار ہے لکن شیخ مرحوم نے فقط ان احادیث کے نقل پر اکتفا کی ہے اور سبب
اور بیہ اسکا بیان نہین کیا اور کلام فقہا مین تعرض اس مسئلہ کا نظر سے نہین گذرا
اور مطلب یہہ ہے کہ اسمین یہہ حکمت ہو کہ جب روزہ دار ان لوگون کے پاس جاوے
کہ کچھہ کہاتے ہین اور اپنی بے غذائی پر صبر کرے البتہ ثواب ہوگا اسلئے کہ وقت
مشاہدہ طعام لذیذ کے خواہش نفس کے زیادہ ہوتی ہے اور بسبب کہانے
اورون کے آتش جوع غالبًا شعلہ ور ہوتی ہے اور اوسوقت مین صبر سخت
ترین اعمال ہے تو ثواب بہی اوسکا زیادہ ہوگا لکن یہہ ثواب بظاہر مختص روزہ
واجب کے ہے یا ایسے روزہ مندوب کے کہ جسمین کسینے اوسکی دعوت نکی ہو واسطے کہ
روزہ مندوب مین بعد دعوت کے افطار افضل ہے اور مخفی نرہے کہ استحباب
اس بات مین محض ترتیب ثواب ہے واسطے اوس شخص کے کہ احیانًا ایسی مقام
مین گیا ہو نہ یہہ کہ جانا ایسی مقام پر مستحب ہے ہر چند کبہی ایسا ہوتا ہی کہ اقدام اوس
امر پر جو موجب ثواب ہو مستحب ہوتا ہے لکن لازم نہین ہے کہ جو مقام ایسا
ہو وہان جانا بہی مستحب ہو مثلًا مواضع تقیہ اور موارد تہلکہ یا وہ جگہہ کہ جہان
کسی مومن کو برا کہتے ہین جاوے اور صبر کرے تو ثواب ہوگا مگر جانا ایسے
مقامات مین مطلوب و مرغوب نہین بلکہ گاہے حرام ہوگا اور شاید ترک اسکا
ذکر مستحبات صوم مین اسی راہ سے کیا ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ نفی استحباب
[illegible] ثابت ہے اسمین سے وہ بہی ظاہر ہے کہ کوئی کہاتا ہے

اور یہہ اوسکو دیکھہ رہا ہے مقام دوسرا مکروہات صوم مین وہ بہی
چند چیزین ہین اول سعوط یعنی ناس لینا اور بعضے علما اسکے حرمت کے قائل
ہین چنانچہ حدیث رضوی مین ہے کہ نہین جائز ہے روزہ دار کو کوئی چیز ایسی کا نمین
ٹپکاوے اور یا ناس لے دوسرے بوسہ لینا عورت کا اور دست بازی
کرنا اسے واسطے اون لوگون کے کہ جوان اور صاحب شہوت ہون اور یہہ امر باعث
و محرک اوسکا ہو اور روایت اصبغ بن نباتہ مین وارد ہے کہا اوسنے کہ بوسہ لیتا
ہو مین باوجودیکہ روزے ہوتا ہون فرمایا حضرت نبی بجا تو اپنے روزیکو اسلئے کہ ابتدائے
جنگ طمانچہ ہے اور صحیحہ حلبی مین وارد ہے کہ مقدسہ دست بازی مین فرمایا کہ یہہ امر
مکروہ ہے مرد جوان کو بخوف انزال تیسرے بیٹہنا عورتکا پانی مین اور بعضے قایل
قضا اور کفارہ کے ہین چوتھے چبانا کسی چیز کا کہ مزہ رکھتا ہو اور آب دہن بسبب
اوسکے متغیر ہو جاوے مثل گوند کے اور اسیطرح مسواک کرنا شاخ تر سے چنانچہ
حدیث مین وارد ہے لیکن مشہور عدم کراہت ہی بلکہ مستحب ہے پانچوین نکلوانا
خونکا کہ خوف ضعف رکھتا ہو اور اسیطرح جانا حمام مین کہ ضعف ہو چنانچہ روایت
محمد بن مسلم مین جناب امام محمد باقر عسے وارد ہے کہ پوچہا اونحضرت سے حال اوس شخص کا
کہ حمام مین جاوے حالانکہ روزے ہو فرمایا کہ کیا مضایقہ تا وقتیکہ خوف ضعف کا
نہو اور حلبی نے جناب صادق عسے روایت کی ہے کہ اوس جناب نے فرمایا
کہ ہم جب ارادہ کرتے ہین کہ حجامت یعنی پچھنے لگائین ماہ رمضان مین تو حجامت
کرتے ہین راتکو اور ابن بابویہ نے کہا ہے کہ جناب امیر المومنین مکروہ جانتے تہے
اسکو بخوف اسکے کہ غش آجاوے اور افطار کرنا پڑے چھٹے سونگہنا پہولکا خصوصًا نرگسکا
اسلئے کہ بعض احادیث مین وارد ہے کہ تحقیق کہ ریاحین بدعت ہے واسطے روزہ دار

اور یہہ حدیث اگرچہ مشعر حرمت ہے مگر بسبب اجماع علما اور احادیث دیگر
کراہت پر محمول ہے اور علی الخصوص نرگس مین کراہت شدید ہے جناب شیخ
ابو جعفر طوسی نے فرمایا ہے کہ نرجس کے کراہت شدید تر ہے اور یہی لمعہ
اور شرایع مین تاکید کراہت اسمین لکھی ہے اور شیخ بہائی علیہ الرحمہ نے اثنا عشریہ
مین بعد ریاحین نرجس کو بالتخصیص ذکر کیا ہے اور اسیطرح جناب علیین مکان نے
بہی روضۃ الاحکام مین فرمایا ہے ہرچند صاحب مستند نے اسکو ضعیف سمجہا ہے
اور کہا ہے کہ نرگس کے پہول مین کراہت کی تاکید ہے بسبب روایت ابن ابی
کے سنا مینے حضرت امام جعفر صادق عم سے کہ منع فرمایا حضرت نے نرگس کو
عرض کی مینے فدا ہون آپ پر کیون فرمایا اسلئے کہ یہہ ریحان اعاجم ہے اور بعد
کہا ہے کہ یہہ حدیث شدت کراہت نرگس پر دلالت نہین کرتی اور اختصاص صایم
پر بہی دلالت نہین کرتی بلکہ غایت یہہ ہے کہ سونگہنا نرگس کا مطلقاً مکروہ ہے اور انتہا
بہی یہی ہے اور بعد اسکے کہا ہے مگر یہہ کہ سونگہنا ریحان کا مکروہ ہے اور اسیطرح
سونگہنا نرگس کا بسبب جمع ہونے دونون سببکے نرگس کے سونگہنے مین کراہت
شدید بہم پہونچی جناب مفتی صاحب فرماتے ہین کہ ہرچند حدیث مذکور کہ نرگس ریحان
اعاجم ہے یہہ ذکر صایم سے خالی ہے لیکن روایت صدوق مین اسطرح ہے کہ منع
ہے سونگہنا نرجس کا روزہ دار کو علاوہ یہہ کہ مقدمہ نرگس مین اخبار و آثار اور بہی
وارد ہین اور بعض اونمین سے ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب نے نقل کیے ہین کہ خلاصہ
مفاد اوسکا یہہ ہے کہ اہل فرس جو کفار تہے حالت صوم مین اوسکو سونگہتے تہے
اور کہتے تہے کہ گرسنگی مین تسکین دیتا ہے اور شیخ مفید نے افادہ فرمایا ہے کہ
بادشاہان عجم ایکروز تمام سال مین روزہ رکہتے تہے اور اوسدن پہول نرگس کے

سونگھتے تھے تا کہ شگفتگی اون سے برطرف ہو اور یہہ گویا سنت اونکی تھی پس
آل محمد اوسکے سونگھنے سے منع کرتے ہین درحالیکہ خلاف ہے واسطے قوم کے اگرچہ مفسد
صوم نہین اور شیخ الطایفہ نے اسپر بھی ترقی کی ہے اور تہذیب الاحکام مین احتمال
کیا ہی کہ مراد مطلق ریحان سے اخبار مین بھی نرگس ہے اور یہہ قول اور بعض کتب مین
دیکھا ہے کہ کسریٰ نے درخت نرگس بویا تھا اور اوسکی پھول اوسکی شکل چشم کے
ہے حیا رکھتا تھا اور سبب بھی وجہ ترجیح ہے پس سونگھنا اوسکا بظاہر مضایقہ نہین رکھتا اگر
ریحان مین داخل نہین لیکن مشک پس روایت غیاث مین جناب امیر المومنین ع سے نقل
کیا ہے کہ وہ حضرت مشک کو مکروہ رکھتے تھے کہ صایم اسمین اوس سے معطر رہے
البتہ کراہت سمجھی جاتی ہے اور سوای اسکے اور اصناف عطریات پس سونگھنا
اونکا جائز ہے بلا کراہت بلکہ بعض احادیث مین وارد ہے کہ جناب صادق ع
وقتیکہ روزہ رکھتے تھے جسم مبارک کو خوشبو سے معطر فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ
خوشبوے تحفہ ہی روزہ دار کا ساتوین شیاف لینا روزہ دار کو یہہ بھی مکروہ
ہے آٹھوین کپڑا بھگو کر بدن پر رکھنا کہ طبًا بھی باعث ضرر ہوتا ہے اور بعض روایا
مین وارد ہے کہ پارچہ گیلا اپنے بدن پر بحالت صوم مین نرکھے تا وقتیکہ اوسکو
نچوڑلے اور پنکھا تر کرکے جھلنا اور بوریا کو چھڑک کر اوسپر لیٹنا کچھ عیب نہین رکھتا
نوین سرمہ لگانا اوس چیز سے کہ اثر اوسکا حلق مین پہونچے یا اوسمین مشک ملا ہو
والا کچھ مضایقہ نہین دسوین جنگ وجدال اور قیل وقال کرنا چنانچہ جناب
صادق ع سے منقول ہے کہ فرمایا ہے کہ ہرگاہ کوئی تم مین سے تین دن اس
مہینے مین روزہ رکھے اور کسی سے نہ لڑے اور جہالت نکرے اور قسم واقسام
پر مبادرت نکرے اور اگر کوئی اوس [illegible] سے جہالت کرے چاہیے کہ تحمل

کرے اور او سجناب نے اپنے آبا کرام سے نقل کیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا
کہ کوئی بندہ روزہ دار نہین ہے کہ کوئی اوسکو دشنام دے پس وہ کہے کہ میں روزہ سے
ہون سلام ہیر اتجہپر مین تجکو فحش نہ دونگا جسطرح کہ تونے دشنام دیا ہے مگر یہ کہ
خداوند تبارک و تعالی فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ نے شر سے بندہ کے پناہ
چاہے روزہ نے پس مینے اسکو آتش جہنم سے پناہ دی گیارہوین بعض روایات
مین وارد ہوا ہے کہ جب ماہ مبارک رمضان مین دنکو محتلم ہو پس جبتک غسل نکرے
نہ سوئے اور اس نہی کو کراہت پر حمل کیا ہے بارہوین پڑہنا شعر کا مکروہ ہے
اور شعر کلام موزون کو کہتے ہین اور حسن و قبیح اوسکا شرعًا محض بنا بر مضمون کے
ہے جیسا کہ مطعون ہے اور جو کلام کہ مشتمل ہو حکمت یا پند و نصیحت یا مناجات
نعت یا اظہار نعمت یا مدح خدا و رسول و آل رسول پر اور خالی ہو مبالغہ و فضول
سے وہ صحیح او مقبول ہے اور وہ عمل مین عبادت خدا مین نظم ہو یا نثر ہو اور یہ مطلب
ثابت ہے عقل سے اور نقل آیات و احادیث سے اور فعل جناب رسول خدا صلعم سے اور
کہنا اور پڑہنا اور فرمانا اور سننا ائمہ کا مؤید مرام ہے غایت امر یہ ہے کہ بسبب
خساست و رکالت شعر کے کراہت اوسمین عارض ہوجاتی ہے خصوصًا نظر
بشرافت مکان یا بزرگی زمانہ کی مثل مسجد اور شب جمعہ اور ماہ رمضان کے اور معلوم
ہے کہ کراہت عبادت مین بمعنے اقلیت ثواب ہے پس یہ جو بعض روایات مین
وارد ہوا ہے کہ مکروہ ہے روایت کرنا شعر کے روزہ دار کو اور محرم کو حرم مین
اور روز جمعہ کے اور راتکو اگرچہ اشعار حق ہون بعض علمانے اسکی تخصیص اشعار
دنیویہ سے کی ہے اور کوئی قائل حرمت کا نہین اور ملا محسن کاشانی سے
نقل کیا گیا ہے کہ مراد شعر سے کلام تخیلی ہے خواہ نظم ہو خواہ نثر اور شاید کلام

موزون جو حکمت و موعظہ یا مناجات پر مشتمل ہو اور اوسمین تخئیل نہو اس حکم سے
مستثنے ہو یا اسمین داخل ہو اور مراد قول حضرت سے ہے کہ اگرچہ شعر حق ہو یہ ہے کہ جو کلام
بنا بر حکمت یا مواعظ کے حق ہے وہ بسبب حقیت کے تخئیل شعر سے خارج نہین
ہوتا یعنی ہو سکتا ہے کہ بسبب حکمت و موعظہ کے تو حق ہے مگر اوسمین چونکہ تخئیل
بھی ہے لہذا مکروہ ہوا پس جو کلام کہ اوسمین تخئیل نہو بلکہ فقط موزون ہو مضائقہ نہین
رکھتا اور صاحب مستند نے اسکو چنید جانا ہے اور اسکی دلیل لائے ہین کہ حقیقت
شرعیہ واسطے شعر کے منظوم مین ثابت نہین بلکہ ایسا نہ تھا اور اسی سبب سے کفار
قرآن کو شعر اور رسول خدا کو شاعر کہتے تھے پس جو منظوم کہ خالی خیالات شعریت سے
ہو شعر مکروہ نہین آپ فرماتے ہین کہ میرے نزدیک یہہ کلام بختگی سے خالی ہے
اور حق و باطل سمین مخلوط اور اکثر نامربوط ہے اسلئے کہ تتبع کتب احادیث و سنن اور
معرفت شعر و سخن اور تدبر کلام اہل فن سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ شعر بمعنے
مصطلح حادث نہین ہے بلکہ حضرت آدم صفی اللہ سے مرثیہ ہابیل کا منقول ہے
اور جناب پیغمبر خدا ہر چند بنص قرآنی شاعر نہ تھے لیکن بطور اعجاز شعر کہنے پر قادر
تھے چنانچہ لکھا ہے کہ بعض غزوات مین جب حشم رخم مسلمانو کو پہنچا تو ابو سفیان نے
آواز بلند یہہ مصراع پڑھا ؎ اُعْلُ هُبَلْ اُعْلُ هُبَلْ یعنے ای ہبل بلند ہو اور ہبل نام
ایک بت کا تھا حضرت نے اپنے اصحاب سے اشارہ کیا کہ جواب اسکا کوئی جب کسی نے نہ
کہا تو حضرت نے فرمایا اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلّ یعنے اللہ بلند اور بزرگ ہے اور یہہ مصراع مطابق
اور موافق مصرع اول کے ہے بحر و قافیہ مین اور ظاہر ہے کہ ایسے مقام مین بے
قصد کے شعر نفرمایا ہوگا اور اسیطرح اور جہاد مین ارشاد فرمایا ہے اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب یعنی مین ہون نبی بلاشک اور مین ہون فرزند عبد المطلب کا

اور ایک مقام مین ارشاد کیا ہے ھل انت الا اصبع دمیت وفی سبیل اللہ ما لقیت یعنی نہین ہے تو مگر ایک انگشت کہ خون آلودہ ہوے اور جو تجہپر گذرا ہے وہ راہ خدا مین گذرا ہے اور جناب امیر المومنین ع حال اونکا ظاہر ہے اور اشعار کثیر اوس جناب نے فرمائے ہین بلکہ دیوان اوسجناب کے طرف منسوب ہے او ربہت مشابہ اونکے کلام سے ایک شخص نے میرے دوستونمین سے کیا خوب کہا ہی اسمقام پر کہ یہہ دیوان اوسی جناب کا ہے اور اگر اونحضرت کا یہہ کلام نہین ہے تو پہر کسی کافر وملحد کا کلام ہے کہ اوسمین وہ خصوصیتین بیان ہین کہ سواے حضرت کے اور کوئے اوسکو اپنی طرف نسبت نہین کرسکتا مثل اسکے کہ حضرت خود فرماتے ہین کہ فاطمہ زہرا میری زوجہ ہین اور حسنین ع میرے فرزند ہین سوای اونکی اور کون یہہ کہہ سکتا ہے مگر یہہ کہ کافر ہو اور ائمہ نے بہی اشعار فرمائے ہین چنانچہ جناب امام رضا نے مرثیہ دعبل مین خود ایک شعر اپنا ملایا ہے وقبر بطوس یالہا من مصیبۃ الحت علی الاحشاء بالزفرات یعنی ایک قبر طوس مین ہوگی وا مصیبتاہ عجب مصیبت ہے کہ اوسکو شعلون نے دل وجگر کو گہیر لیا ہے بلکہ چند اشعار اوسجناب کے عیون اخبار رضا مین منقول ہین جو مامون رشید کو بہیجے تہے اور جملہ اشعار اوس جناب کے بہت چند شعر لطیف و آبدار ہین کہ صدوق علیہ الرحمہ نے نقل کیے ہین اور باوجود خوف اطالت کلام کے چونکہ وہ مشتمل مضامین عالیہ پر ہین اور نہایت پند ونصیحت اوسمین بہری ہے لکہنا اونکا مناسب معلوم ہوا تا کہ اخوان حضرات کو کہ اونکو بگوش دل سنئے اور اوسکے مضامین سے فائدہ مند ہو ہر وقت وہر آن خصوص ماہ رمضان مین اذا کان دونی من بلیت بجہلہ ابیت لنفسی ان تقابل بالجہل وان کان مثلی فی محلی من النہی اخذت بحلمی کے اجل من المثل وان کنت ادنی فی الفضل والحجی عرفت لہ حق التقدم

والفضل خلاصہ مضمون اسکا یہہ ہے کہ جب مین کسی جاہل کے جہالت مین مبتلا ہوتا
ہون اور وہ مجھسے کم رتبہ ہوتا ہے تو مجھکو حیا اور ننگ ہوتا ہے کہ مین اوس سے
جہالت مین مقابل ہون اور اوسکو اپنا مثل گردانون اور اگر وہ مرا ہم مرتبہ ہوتا ہے
تو اوس سے حلم و بردباری سے فضیلت لیجاتا ہون اور اگر مین اوسی کم مرتبہ ہوتا ہون پس
حق اوسکی بزرگی کا پہچانتا ہون اور اوسکی رعایت کرتا ہون بہرحال سفاہت و جہالت
کسی سے مناسب نہین اور سید اسمٰعیل حمیری کو جناب صادق علیہ السلام نے سید الشعرا
خطاب فرمایا تہا اور شان حسان مین جناب سرور عالمیان نے فرمایا کہ ہمیشہ روح القدس
تیری تائید کریگا جبتک کہ تو ہمارا مداح ہے پس انکا حقیقت شعر کی کلام منظوم مزین
بے حقیقت ہے اور کفار جو قران کو شعر کہتے تہے یہہ سبب اونکی جہالت کا تہا اور
جو شخص کہ اونمین شعر کو جانتے تہے مثل ولید بن مغیرہ کی وہ قران کو سحر کہتے تہی نہ شعر
اور تعجب ہی ملا محسن فیض سے باوجودیکہ خود بہی شاعر تہے وہ جو چیز کہ حسن شعر ہے
اوسکو عیب جانتے ہین حاصل کلام تخییل کو باعث کراہت تصور کرنا خیال خام ہے
اسلیے کہ تخییل سبب حسن کلام ہے اور اسکو اثبات مطالب مین زیادہ دخل ہے مثلاً اگر کہین
کہ تواضع علامت اہل کمال ہے ہرچند یہہ کلام نفس مطلب پر دال ہے اور اسمین کوئی
عیب نہین ہے مگر جب بطور تخییل اسمین فکر کرین زیادہ باعث رغبت ہوگا چنانچہ
مرزا صائب نے اسمین فکر صائب کی ہے کہتے ہین ؎ فروتنی است نشان رسید
گان بکمال ✢ کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود ✢ بلکہ اہل منطق نے کہا ہے کہ شان
تخییل سے یہہ ہے کہ اچھی چیز کو برا کر دے اور بری چیز کو اچھا بنا دے جیسے کہین
کہ شہد کڑوا ہی اور مقی ہی اور شراب سرخ برنگ یاقوت ہی خلاصہ محض وزن اور تخییل باعث کراہت
نہین ہوتے کہ جو ثواب سے خالی ہو اسلیے کہ تخییل بعض احادیث معصومین بلکہ

قران مبین مین منصوب ہے مثل قول حق سبحانہ و تعالے کے طلعہا کانہ رؤس
الشیاطین یعنی شگوفے درخت زقوم کے گویا کہ سر ہین شیاطین مین رؤس شیاطین
کسنے دیکھی نہین سواے تحمل کے سہمین اور کیا ہے اور وزن ہی بعض آیات قرانیہ مین
تھوڑی تغیر سے پایا جاسکتا ہے بلکہ بعض مین تو تغیر بھی درکار نہین مثل فمن شاء
فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کہ بحر طویل مین ہے اور لیقضی اللہ امرا کان مفعولا
یہ بحر بسیط ہے اور ویشف صدور قوم مومنین یہ بحر وافر ہے واللہ یہدی
من یشاء الی صراط مستقیم کہ یہ بحر کامل ہے اور تاللہ لقد اثرک اللہ علینا
کہ یہ بحر ہزج ہے اور القوہ علی وجہ ابی یات بصیرا یہ بھی بحر ہزج ہے
اور قال فما خطبک یا سامری یہ بحر سریع ہے اور نقذف بالحق علی
الباطل اور ازلفت الجنۃ للمتقین کہ یہ بھی بحر سریع ہے اور والعادیات
ضبحا فالموریات قدحا یہ بحر مضارع ہے و املی لہم ان کیدی متین
یہ بحر متقارب ہے اور فاثرن بہ نقعا فوسطن بہ جمعا یہ بحر متدارک ہے اور ثم
اقررتم وانتم تشہدون ثم انتم ہؤلاء تقتلون یہ بحر رمل ہے اور
لن تنالوا البر حتی تنفقوا یہ بحر رمل ہے بلکہ سولہ بحرونپر آیات کلام الٰہی کا وزن
کرنا ممکن ہے اگرچہ اطلاق شعر اونپر مشکل بلکہ حرام ہے اور وجہ اسکی اپنے
محل پر مذکور ہے اور قصد شعریت تعریف شعر مین بنابر مشہور معتبر ہے بالجملہ
تحقیق مسایل یہی ہین جو جناب علیین مکان علیہ الرحمہ نے فرماے ارشاد کرتے
ہین کہ کراہت بمعنے تقلیل ثواب ہے اور اسیطرح مرثیہ اور مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
کہ نثر انکی حالت صوم مین نظم سے ترجیح رکھتے ہے انتہی اور مؤید بلکہ مثبت کلام
اوسکا وہ روایت ہے جو امین الاسلام شیخ علی طبرسے نے نقل کی ہے خلف ابن

حماد سے کہ عمدہ شعر لئے اہلبیت ع کا ہے کہتا ہے کہ مینے خدمت جناب امام رضا ع
مین عرض کی کہ ہمارے اصحاب اپنے آباء کرام سے روایت کرتے ہین کہ شعر پڑھنا شب
جمعہ اور روز جمعہ کو اور ماہ رمضان مین اور وقت شب مکروہ ہے اور مین چاہتا
ہون کہ مرثیہ حضرت امام موسی کاظم ع کا کہون اور یہ ماہ مبارک رمضان ہی فرمایا
مرثیہ اونحضرت کا کہہ شبہای جمعہ اور ماہ رمضان مین اور اوقات شب مین اور تمام ایام
مین تحقیق کہ خدا ے عزوجل تجھکو اس امر پر ثواب عنایت فرمائیگا مستفاد دو حدیثون
کہ جنسے کراہت شعر کہنے کی اور پڑھنے کی نکلتی ہے وہ یہ ہین راوی کہتا ہے سنا
مینے حضرت امام جعفر صادق ع کو کہ فرماتے تھے مکروہ ہے روایت کرنا شعر کا روزہ
دار کو اور محرم کو اور حرم مین اور روز جمعہ اور راتکو عرض کی مینے اگرچہ وہ شعر حق ہو فرمایا
اگرچہ وہ شعر حق ہو اور دوسرے روایت مین انہین حضرت سے وارد ہے کہ فرمایا
نہ کہو شعر راتکو اور نہ کہو ماہ رمضان مین نہ راتکو نہ دنکو عرض کی اسمعیل نے اے بابا اگرچہ
وہ شعر ہماری مدح مین ہون فرمایا اگرچہ ہماری مدح مین ہو یہ دونون حدیثین دلالت کرتی
ہین کراہت پر شعر کہنیکے امکنہ اور ازمنہ مذکورہ مین روایت آخر مین تو لفظ انشاد
کے واقع ہے اور روایت اولی مین ہر چند اوسمین لفظ روایت کی ہے لیکن
روایت بھی بغیر انشاد کے نہین ہوسکتی اور غالبا پڑھنا شعر کا مورث وجد و
طرب ہوتا ہے اور شعر خوانی اہل عجم کے بھی موجب شادی و غم ہوتے ہے
اور آواز مین بسبب سوز و گداز کے کیفیت غنا یا مشابہ اوس سے بہم پہونچتی ہے
اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ افعال ناسزا بھی اوسکے ساتھ ملاتے ہین مثل ڈھول
بجانیکے اور اکثر روضہ خوان عجم مین زمزمہ اور تحریک ہوتے ہی اور ہندوستان مین بھی
یہ طریقہ جاری ہے کہ مرثیون کو اسطرح پڑھتے ہین جسمین صاحب غنا یا

یا مشابہ غنا سے ہوجاتا ہے اور اوسکو سوز خوانی کہتے ہین یہہ فعل حرام ہے
اور دف اور دہل اور شہنا سے وغیرہ بجاتے ہین اور سوا اسے انکی اور افعال ایسے
کرتے ہین کہ جو یقیناً شرع مین جائز نہین اور وہ جانتے ہین کہ یہہ فعل ہمارے
اچھے ہین حالانکہ درحقیقت یہہ افعال مذموم ہین پس ممکن ہے کہ مراد کراہت
انشاد شعر سے اگرچہ وہ شعر حق ہو یہی طریقہ ہو نہ مطلق شعر اور اکثر شعر عرب
وعجم کے مشتمل مدح ومذمت مخلوق پر ہوتے ہین اور لوگ اوس شخص کے
جسکی مدح وذم کی جاتی ہے حضور اور غیبت مین پڑہتے ہین اور
مدح مخلوق کی اگرچہ راست ہو سامنے اونکے مکروہ ہے مصداق حدیث
جسکا حاصل یہہ ہے کہ خاک ڈالو منہ مین مدح کرنیوالونکے کراہت اوسکی ظاہر ہے اور
راست کوئی عیب اور مذمت مین عموماً یعنے کسیکے ہو مکروہ ہی بلکہ ممنوع ہے
اور علی ہذا القیاس ہجو کسے مومن کی اور اسیطرح تشبیب اور تغزل یعنے مداحی عورتونکی
اور امردون کے اور ہم کلام ہونا عورتون اور مردون سے اور حکایات عشق
آمیز اور شہوت خیز اگرچہ صدق اور حق ہون بنسبت ایک شخص کے ہو یا مطلق مکروہ
ہے اور غالب اوقات قصاید عرب کے اس سے خالی نہین ہوتے اور اسیطرح جو
کلام کہ مشتمل ہو فحش پر کہ باوجود صدق کے بھی مذموم ہے پس محتمل ہے کہ مراد
اونحضرت کے اگرچہ شعر حق ہو ایسے ہے اشعار ہون اور یہ طریقہ جمع مین الاخبار
کا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے مسئلہ اطفال جو ماہ رمضان مین اشعار رٹے
ہین اور معلم اونہین پڑہاتے ہین کہ یہہ مضر نہین بنا بر نفی صاحب قاموس کے اور یہی
حکم ہے سننے والے کا بحث چھٹی بقیہ فضایل اور آداب ماہ رمضان مین اور
وہ مشتمل ہے دو نمایش پر نمایش پہلی متضمن ہے چند فایدونپر پہلا فایدہ

بنا بر روایات اصحاب مشہور ہے اور صاحب مصباح نے بھی تصریح کی ہے کہ ماہ
رمضان ابتداء سال ہے اور ماہ محرم اصطلاحاً شروع سال ہے اور ایک حدیث
صحیح تہذیب الاحکام مین جناب صادق ع سے منقول ہے کہ اوس سے بھی یہی
مطلب واضح ہوتا ہے **فائدہ** دوسرا معمر بن یحیی سے منقول ہے کہ سنا مینے جناب
امام جعفر صادق ع سے کہ فرماتے تھے جسوقت کہ حاضر ہو تو ساتھ
صوم شہر رمضان کے تو نہ سوال کیا جاویگا تجھسے کسی روزہ کا شیخ حر نے وسایل مین
اس حدیث کو باب وجوب صوم ماہ رمضان مین اور عدم وجوب صوم دیگر مین
سوائے صوم منصوص کے ذکر کیا ہے اور تطبیق معنون کی عنوان سے اسطرح
ہے کہ قول اونحضرت کا کہ نہ پوچھا جائیگا تجھسے کوئی روزہ یہہ کنایہ عدم وجوب
صوم ہو سوائے صوم ماہ رمضان کے اور یہہ دلالت اور مدلول دونون خلاف
واقع ہین بلکہ حصر مخالف حدیث زہری کے ہے کہ اوسمین واجب کی کئی قسمین
فرمائے ہین مثل صوم قضا اور روزہ بدل ہدی اور اعتکاف اور یہہ حدیث
ہم ذکر کرینگے انشاءاللہ اور شیخ حر نے بھی اس حدیث کو متفرق وسائل مین ذکر کیا ہے
اور مطلوب اونکا نہین ثابت ہوتا ہے مگر بتکلف تاویل غرض گمان ہے کہ مقصود
کلام امام ع سے شرف و بزرگی ماہ صیام کے ہو یعنے اگر روزہ اس مہینے کا رکھا ہے
تو بسبب برکت اوسکی روزہ اور بھی روزہ مقبول ہین اور اون سے سوال نہوگا والا
درجہ قبول سے وہ ساقط و ہابط ہونگے جسطرح کہ باب نماز مین وارد ہوا ہے اور
موید اس قول کے حدیث معمر کہتا ہے کہ سنا مینے حضرت امام محمد باقر سے
کہ فرماتے تھے کہ نہین سوال فرماتا ہے حق تعالی بندہ سے نماز کا بعد نماز فریضہ کے
یعنے جب نماز فریضہ ادا کی ہے تو اور نمازونکا مطالبہ نہین وہ بھی مقبول ہین اور نہ

تصدق کا بعد زکوۃ کے اور نہ صوم کا بعد صوم شہر رمضان کے ہر چند ممکن ہے کہ اس
حدیث کو بھی اوسی عنوان مین داخل کرین **فائدہ تیسرا** قرآن شریف اس ماہ بزرگ
مین نازل ہوا ہے چنانچہ آیہ کریمہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ اسپر
شاہد ہے لیکن کیفیت نزول مین اختلاف بہت ہے اور جو بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے
کہ قرآن شریف تیس برس مین تھوڑا تھوڑا نازل ہوا ہے پس نزول اوسکا مبارک مین
اسطور پر ہے کہ ابتداء نزول اوسکا ماہ مبارک مین ہوے اور روایت حفص بن
غیاث سے یہہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن ماہ مبارک مین بیت معمور پر نازل ہوا اور بعد اسکے
بدفعات بیس برس مین آیا اور تہذیب الاحکام مین جناب صادق ع سے منقول ہے
کہ توریت و انجیل و زبور بھی اسی مہینہ مین نازل ہوے ہین **فائدہ چوتھا**
شب قدر کہ عبادت اوسکی ہزار ماہ سے بہتر ہے ماہ رمضان مین داخل ہے اور
اشہر روایات یہہ ہے کہ وہ تیسوین ۲۳ شب اس ماہ کی ہے اور مصلحت اوسکے
اخفا مین مخفی نہین اور سنا ہے مین کیے وجہین اسکی مذکور ہین از انجملہ وجہ لطیف یہہ ہے
کہ شاید غرض شارع مقدس کی اوسکے اخفا سے یہہ ہو کہ اور شبونمین بھی بامید
شب قدر عبادت کیجاوے **لطیفہ** جناب استادی و ملاذی دام ظلہ العالی
ماہ رمضان مین برسر منبر موعظہ فرماتے تھے اور یہی ذکر تھا کہ خداوند عالم نے شب قدر
کو مثل اسم اعظم مخفی فرمایا ایک شخص کہ پائین منبر بیٹھے تھے اونھون نے
بصداے بلند عرض کی کہ آیا در حقیقت وہ کون شب تھی آپنے بلا تکلف ارشاد فرمایا
کہ جو امر خدا نے مخفی کیا ہے اوسکو بندہ سے پوچھتے ہو تمامی حضار اس جواب سے
نہایت مسرور ہوے اور اعمال شب قدر کے کتب ادعیہ مثل زاد المعاد وغیرہ کے
مسطور ہین ترک نکرنا چاہیے کہ ثواب عظیم رکھتے ہین خصوصاً پڑھنا سورہ عنکبوت

اور سورۂ دخان اور سورۂ روم کا اور روایت ابے یحیی صنعانے نے مین جناب صادق ع سے وارد ہے کہ بنا بر تفسیر بعضے اصحاب معنے اوسکے یہہ ہین کہ جو کوئے تیسوین ماہ رمضان کو ہزار بار انا انزلنا پڑہے ہر آئینہ وہ صبح کرے گا ساتھہ یقین کامل اور اعتراف صادق کے اون کرامتونکا جو ہمارے ساتھہ خاص ہین بسبب اسکے کہ دیکہیگا خواب مین اور یہہ معنے محل تامل ہین اسلئے کہ شب بست و سوم شب احیا ہے نہ شب خواب اور مولانا محمد علی خلف مولانا محمد باقر بہبہانی نے مقامع الفضل مین جواب اس شبہہ کا یون تحریر فرمایا ہے کہ حدیث مذکور صریح اس بات مین نہین کہ کون سے صبح اور شب مراد ہے شاید مراد شب و صبح آخر عمر ہو انتہی اور محتمل ہے کہ نوم بنون تصحیف یوم کے ہو یعنی روز وفات اور یہہ محاورہ عرب مین بہی کہتے ہین ولا یوم کیوم الحسین ع **فائدہ پانچوان** اور جملہ اعمال شب قدر سے وہ عمل ہے کہ سید ابن طاوس نے کتاب اقبال مین حضرت امام محمد باقر ع سے نقل کیا ہے کہ لے کلام اللہ کو بیچ تینون شبون ماہ رمضان کے بیس منشر کر اوسکو اور رکہہ سامنے اپنے اور کہہ اللّٰہم انی اسئلک بکتابک المنزل اور اخوند مجلسی علیہ الرحمہ نے گویا اسی حدیث کو بپیش نظر رکہا ہے فرماتے ہین زاد المعاد مین اور مستحب ہے ان شبونمین کہ قرآن مجید کو ہاتہہ مین لے اور کہولے اور یہہ دعا پڑہے انتہی اور اہل زبان پر پوشیدہ نہین کہ یہہ مطلب دو طرح سے مخالف حدیث مذکور کے ہی ایک یہہ کہ نشر ضد ہے لپٹنے کے نہ معنے کہولنے کے اوسکو زبان عرب مین فتح کہتے ہین دوسرے یہہ کہ لفظ بین یدیک استعمال ہیہے کہ روبرو تیرے ہو نہ یہہ کہ ہاتہو نمین ہو پس چاہیئے کہ قرآن کو بعد نشر اوراق کے سامنے رکہہ لے اگرچہ تکیہ یا رحل پر ہو مگر یہہ کہ کہا جاوے کہ جب ہاتونمین ہوگا تو سامنے بہی ہوا پس جو

اخوند علیہ الرحمہ نے کہا ہے عموم یا اطلاق حدیث مین داخل ہے اور تعین بہی منع
ظاہر ہے اور برتقدیر تسلیم بے وجہ تخصیص عام کے کیون ہوئے واللہ العالم **فائدہ**
چھٹا ماہ رمضان مین تلاوت قران شریف کے مناسب ہے اور حدیث مین وارد
ہے کہ قران شب اول ماہ رمضان مین نازل ہوا پس استقبال کرو ماہ رمضان کا ساتھ
قران کے اور دوسری حدیث مین وارد ہوا ہے کہ ہر چیز کی بہار ہے اور بہار
قران کی ماہ رمضان ہے اور ایک حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ تلاوت ایک
آیت کی ماہ مبارک مین ثواب ختم قران کا رکھتی ہے جو اور مہینون مین ہو اور نمازین
اور دعائین جو ماثورہ اور کتب ادعیہ مین مسطور ہین جسقدر موفق ہو پڑہنا اذکار مقرر ہے
اسلئے کہ دعائین اس ماہ مبارک مین مستجاب ہین جیسا خطبہ نبویہ مین بیان ہوا
اور بعض احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ قیام ایک شب کا اس مہینے مین مثل شب
بیداری ستر شبون کی ہے اور مہینون مین اور اسیطرح اکثار استغفار لیل و نہار مین خصوصاً
وقت سحر فرمایا ہے حق سبحانہ وتعالی نے وبالاسحار ھم یستغفرون اور وہ لوگ وقت
سحر استغفار کرتے ہین فرمایا جناب امیر المومنین ع نے چاہیئے تمکو ماہ رمضان مین
کثرت استغفار اور دعا کرو کہ دعا کرنا تمسے بلا دنکو دفع کرتا ہے اور استغفار
کرنا تمہارے گناہونکو مٹاتا ہے **فائدہ ساتوان** ازجملہ مسنونات بنابر
مشہور ہزار رکعت نماز کے اس ماہ مین ہے اسطرح کہ شب غرہ سے بیسوین
تک ہر شب کو بیس رکعتین پڑہین آٹھ بعد مغرب اور بارہ بعد عشا کے اور شب
انیسوین کو سو رکعتین اور اوسپر زیادہ کرے کہ مجموع اون شب مین ایک سو بیس
رکعتین ہونگی آٹھ بعد مغرب اور ایک سو بارہ بعد عشا کے اور شب بست و یکم
یعنی اکیسوین شبکو آٹھ رکعتین بعد مغرب کے اور ایک سو بائیس بعد عشا کے

اور اسیطرح تیئسوین شبکو اور چوبیسوین شب سے تیسوین شب تک ہر شب کو
آٹھہ رکعتین بعد مغرب کے اور بائیس بعد عشا کے پس یہہ سب ہزار رکعتین ہوئین
کہ علاوہ نافلہ مغرب و وتیرہ و نماز شب کی پڑہے جاتے ہین اور رئیس المحدثین نے
کتاب فقیہ مین واسطے ہر شب کے عشرہ اخیرہ سے ایک ایک دعا بھی لکھی ہے پس
چاہیئے کہ جو موافق ہوئی اونکو بجا لاوے **فائدہ آٹھوان** غسل اول شب مین اور
اون شبونمین جو طاق ہین مثل تیسرے اور پانچوین اور ساتوین کے خصوصاً انیسوین
اور ستر ہوین اور انیسوین اور اکیسوین کو مستحب ہے اور شب اول کو اس مہینے
میں اپنے زوجہ سے ہم صحبت ہونا یہہ بھی وارد ہوا ہے چنانچہ جناب امیر المومنین
ع سے ماثور ہے کہ فرمایا سنت ہے واسطے مرد کے کہ ہم صحبت ہو اپنی اہلیہ سے
اول شب ماہ رمضان مین فرمایا ہے حق سبحانہ تعالی نی حلال ہے واسطے تمہارے
شبہائے ماہ صیام مین رفث یعنی جماع عورتون سے اور اس استدلال مین اشکال
ہے کہ بناء الاسلام مین مع جواب مذکور ہے **نمایش دوسرے** اور جملہ آداب
صیام سے یہہ ہے کہ اپنے تئین غیبت کرنیسے اور غیبت سننے سے اور کذب و افترا
بلکہ جملہ معاصی سے محفوظ رکھے حدیث مین وارد ہے کہ نہ ہوون تیرے روزیکا
مثل اوسدن کے کہ تو روزہ ہیسے نہین یعنے روز صوم اور افطار دونون برابر ہون
اور روایت جابر مین واقع ہی کہ جناب رسولخدا ص نے فرمایا یہہ ہے ماہ رمضان
جو شخص کہ اسکے دنونمین روزہ رکھے اور تھوڑے سے راتمین عبادت کرے
اور شکم اور فرج و زبان کو اپنی حرام سے بچاوے اسطرح گناہون سے باہر
آتا ہے جسطرح یہہ مہینے گذرتا ہے پس جابر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا اچھی
یہہ حدیث ہے جو آپنے فرمائی حضرت نے فرمایا کیا مشکل یہہ شرطین ہین اور

دوسرے حدیث مین وارد ہے کہ ترک کر لڑائی جھگڑا اور ایذا رسانی غلام و کنیز کے
اور چاہئے کہ وقار و تمکین روزہ دار کا رکھتا ہو تو تحقیق کہ پیغمبر خدا نے سنا ایک عورت
کو کہ اپنی کنیز کو فحش دیتی ہے حالانکہ روزہ سے ہے پس حضرت نے کھانا طلب فرمایا
اور کہا کہ کھا اوس نے عرض کی کہ مین روزہ سے ہون حضرت نے فرمایا کیونکر تو روزہ سے ہے
حالانکہ اپنی کنیز کو فحش دیتی ہے روزہ فقط ترک آب و طعام سے نہین ہے اور عقاب الاعمال
سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ ایک خطبہ مین فرمایا جو شخص
کہ روزہ ماہ رمضان مین سکوت اور خاموش رہیگا اور انکھ اور زبان و فرج اور اپنے
اعضا کو کذب اور حرام و غیبت سے تقربا الی اللہ بچائیگا تو خداوند عالم اوسکو اپنی درگاہ
مین ایسا قرب عنایت کریگا کہ دونو زانو اوسکی زانو سے حضرت ابراہیم سے مل جاینگے
اور دوسری حدیث مین وارد ہے جسوقت کہ روزہ رکھے تو چاہیے کہ روزہ رکھین کان
تیرے اور انکھین تیری اور بال تیرے اور جلد تیری اور سوای اسکے اور اعضا بھی
ذکر فرمائے ہین اور اخوند مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیقۃ المتقین مین ترجمہ خطبہ نبویہ مین فرمایا ہے
کہ نگاہ رکھو تم زبانی اپنی غیبت اور فحش اور دروغ سے خصوص خدا اور رسول اور ائمہ
معصومین پر اور سب محرمات و مکروہات سے بلکہ جملہ مباحات سے جناب مفتی صاحب دام ظلہ
فرماتے ہین یہ بھی اعلی مرتبہ ہے تقوی کا مسلوا مین کیا عمدہ شعر اسی باب مین ہے
شعر صُمْ عَنِ الدُّنْیَا اِلَی یَوْمِ الْقِیَامِ ثُمَّ اَفْطِرْ بِالنَّعِیْمِ الْمُسْتَدَامِ * یعنی ایسا روزہ رکھ کہ
دنیا کے لذات سے بالکل عمر بھر اپنی تئین روک اور بروز قیامت نعمتہای بہشت
جاودانی سے اسکو افطار کر **فصل دوسرے** قضائے ماہ رمضان مین اور
اوسمین چند مطلب ہین **مطلب پہلا** وجوب قضا مین اور اوسکے احکام مین اور
اوسمین دو مقالہ ہین **مقالہ پہلا** وجوب قضا مین معلوم ہو کہ ہر گاہ باوجود شرائط

وجوب روزہ کو ترک کرے تو قضا اوسپر واجب ہوتی ہے مگر یہہ کہ شارع مقدس نے
عوض قضا کے کوئی چیز اور مقرر فرمائی ہے تو اوسکو بجا لاوے مثل پیر نرطوت اور
اور صاحب تشنگی اور زن حاملہ کہ ایام وضع حمل اوسکے قریب ہون کہ انپر عوض قضا کی
فدیہ مقرر ہے اور بیان اوسکا ہو چکا پس لڑکا نابالغ اور مجنون اور کافر جب بسبب
صغر سن او رجنون اور کفر کے روزہ نرکہین تو بعد بلوغ اور افاقہ اور اسلام کے قضا
روزیکی اونپر واجب نہین اور اسیطرح جو شخص کہ بسبب بیہوشی کے روزہ اوس سے
فوت ہوا ہو چنانچہ صحیحہ علی بن مہزیار مین ہے پوچہا مینے اوسجناب سے حال اوس شخص
کا جسپر بیہوشی غالب رہے ایکدن یا زیادہ آیا وہ قضا کرے اوس نماز کی جو اوس سے
فوت ہوئی ہے یا نہ پس لکہا حضرت نے نہ قضا کرے روزیکی نہ نماز کی اور جو شخص کہ بسبب نشے
یا مستے کے روزہ نرکہے پس دور نہین کہ قضا اوسپر واجب ہو اور جو شخص کہ روزہ یاد اوسکو
بہول جاوے یا دن بہر سوتا رہا اس سبب سے روزہ نرکہا یا عورت نے بسبب حیض و نفاس
کے روزہ ماہ رمضان کا نرکہا تو قضا روزیکی ان سب پر واجب ہے اور اسیطرح
جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جاوے تو اوسپر بہی قضا روزونکی اوس ایام کے واجب ہے
خواہ مرتد ملی ہو یعنی پہلے کافر تہا پہر مسلمان ہو کر کافر ہو گیا یا فطری ہو یعنی مسلمان
زادہ تہا کافر ہو گیا اور جو شخص کہ قضا ماہ رمضان کی رکہتا ہو اوسکو مستحب ہے کہ پے در پے
روزے رکہے تا جلد فارغ ہو چنانچہ صحیحہ حلبی مین جناب امام جعفر صادق ع سے مروی
ہے کہ جسوقت ہون کسی شخص پر روزے ماہ رمضان کے پس چاہے کہ قضا کرے انکی
اونکی جس مہینے مین چاہے وقتیکہ دن پے در پے پس اگر نہو سکے تو قضا کرے جسطرح
چاہے اور اس حدیث سے اور نیز باجماع واضح ہے کہ پیاپے رکہنا واجب نہین
اور صحیحہ سلیمان مین ہے کہ سوال کیا مینے حضرت ابو جعفر ع سے کہ ایک شخص ہے کہ اوسپر کچہہ دن روزے

ماہ رمضان گئے ہین آیا وہ قضا کرسکتا ہے متفرق فرمایا گیا۔ مضایقہ ہے تفریق
قضا صوم ماہ رمضان مین لکن وہ روزے کہ اونمین فاصلہ جایز نہین وہ روزے
کفارہ انہار کے ہین اور روزے بدل ہدے کے تتمیم چند مقام ایسے ہین کہ
اونمین ارتکاب مفطر جائز ہے ہرچند کبھی ایسا ہے کہ موجب قضا ہوتا ہے اول
یہہ کہ جو شخص صبح کو پہچانتا ہے اور تفحص بہی کرسکتا ہے بگمان اسکے کہ رات
ہے کچہہ کہائے یا اور مفطر کو عمل مین لائے پس جبتک یقین طلوع صبح کا نہو تو کہانا
پینا اوسکو جائز ہے لکن اگر بعد اسکے ظاہر ہو کہ جسوقت کہایا تہا وہ صبح تہی قضا
اوسپر لازم ہے اور کفارہ اوسپر نہین اور اس حکم پر اجماع نقل کیا ہے اور اگر مطلع
کو دیکہا تہا اور بقاے شب کا اطمینان تہا اور بعد خلاف معلوم ہوا ہے تو قضا
وکفارہ کچہہ نہین دوسرے یہہ کہ خود مطلع کو نہین دیکہا اور دوسرے نے
اوس سے کہا کہ شب ہے اور اوسکے کہنے سے ظن ہم پہچا اور کسی مفطر کو عمل مین
لایا اور بعد معلوم ہوا کہ اوسنے جہوٹ کہا تہا اس صورت مین بہی قضا دیگی
کرے اور اگر اوسکے کہنے سے یقین ہوا ہو تو قضا نہوگی حدیث مین وارد ہے
کہا معاویہ بن عمار نے جناب صادق عم سے کہ مین حکم کرتا ہون اپنی کنیز سے
کہ دیکہہ صبح ہوئی یا نہین پس وہ کہتی ہے کہ صبح نہین ہوئے اور مین کہاتا
ہون پہر جب مین دیکہتا ہون تو صبح طالع ہے فرمایا تمام کر اوس دنکو اور
قضا کر اوسکی اور اگر تو خود دیکہتا تو نہوتے قضا تجہپر اور اس حدیث سے حکم
سابق واضح ہے تیسرے یہہ کہ کسی نے اوس سے کہا کہ صبح ہے اور اسکو گمان
ہوا کہ دروغ کہتا ہے یا ہنسی کرتا ہے اور یہہ کسی مفطر کو عمل مین لایا اور بعد تحقیق ہوا کہ وہ سچا
تہا اور کلام اوسکا لغو نہ تہا تو روزے کی قضا کرے اور کفارہ اوسپر نہین ہے

اور حدیث میں وارد ہے کہ حفص بن قسم نے جناب صادق ع سے پوچھا کہ ایک شخص
باہر آیا اور دوست اوسکے حجرہ میں سحر کھاتے تھے پس اسنے دیکھا اور دیکھا کہ صبح
ہے ایک نے ہاتھ کھانے سے کھینچا اور ایک نے بگمان اسکے کہ مزاح کرتا ہے کھانا ترک
نہ کیا فرمایا حضرت نے فرمایا جسنے کھایا اوسپر روزہ تمام کرے اور بعد قضا اوسکی بجا لائے مقالہ دوسرا
احکام قضا میں اور وہ مشتمل ہے دو رکن پر رکن پہلا احکام میں اوس قضا کے
جو خود اس شخص سے متعلق ہے معلوم ہو کہ جب کوئی شخص بسبب مرض کے
تھوڑے روزے ماہ رمضان کے یا تمام ماہ رمضان میں روزے نرکھے اور بعد
گذرنے ماہ رمضان کے صحیح ہو جاوے تو قضا اوسکی بجا لائے اور اگر بیمار رہا
تا اینکہ دوسرا ماہ رمضان آپہنچا اقرب یہہ ہے کہ قضا ماہ رمضان اول کے
ساقط ہوا اور عوض ہر ایک روزے کے ایک طعام فدیہ دیوے لکن قضا ہی احوط
ہے اور صحیحہ زرارہ میں حضرت امام محمد باقر ع سے منقول ہے حال میں ایک شخص
کے کہ بیمار ہوا پس ماہ رمضان آیا وہ ماہ رمضان میں بیمار رہا اور ماہ رمضان
گذر گیا اور صحیح نہوا تا اینکہ دوسرا ماہ رمضان آیا فرمایا تصدق دے ماہ رمضان
اول کا اور قضا کرے دوسرے ماہ رمضان کے روزونکی مسئلہ ہرگاہ اولا
کوئی اور عذر سوا مرض کے باعث فوت ہوا اور رہتا ماہ رمضان آئندہ
بالاستمرار بیمار رہے مانع سے ہے وجوب قضا وجہ رکھتی ہے اور علامہ علیہ الرحمۃ اسکے
قایل ہیں اور شیخ ابوجعفر علیہ الرحمہ سقوط قضا کیطرف مایل ہیں مثل مسئلہ سابق
کے مسئلہ اگر روزے بسبب مرض کے فوت ہوے تھے اور بعد اسکے کوئی
اور عذر مثل سفر وغیرہ کے قضا سے مانع رہا چاہیے کہ قضا کرے اور تصدق
کافی نہیں مسئلہ تصدق واسطے ایک سال کے ہے پس اگر کئی برس اسطرح

گذر گئے ہون تو واسطے ہر سال کے تصدق نہین مسئلہ اگر روزے کئے ماہ
رمضان کے بسبب مرض کے فوت ہوے ہون اور درمیان مین مہلت قضا
کی نہ ملی ہو تو حکم اوسکا بہی حکم فوت ماہ رمضان واحد کا ہے اور اگر بعض روزونکی قضا
کے مہلت ملی تہی تو اوسقدر کی قضا کرے اور باقی کے عوض فدیہ دے مسئلہ
اگر روزے ماہ مبارک کے بسبب مرض کے نرکہے اور پہر جب صحیح ہوا تو قصد اور عزم
قضا کا رکہتا تہا لیکن تاخیر کی تا اینکہ پہر بیمار ہوگیا اور نہو سکا کہ قضا کرے اب چاہئے
کہ فقط قضا کرے اور کفارہ نہین ہے اور اگر قضا کرنے مین سستی کی اور عزم قضا کا
نرکہتا تہا اب چاہئے کہ قضا بہی کرے اور ماہ رمضان سابق کے عوض ہر روز
ایک طعام بہی فدیہ دیوے مسئلہ جو شخص کہ سہوا روزہ مین کسی مفطر کو عمل مین
لاوے اور پہر گمان کرے کہ روزہ ٹوٹ گیا اور اس خیال سے کہاوے ظاہرا
حکم اوسکا مثل حکم جاہل مسئلہ کے ہے اور بیان اوسکا ہو چکا کہ قضا کرے اور کفارہ
نہین ہے مگر اوسصورت مین کہ وہ شخص جاہل مقصر ہو تو کفارہ بہی دیگا مسئلہ اگر رات ہونیکا
یقین کسی صورت سے حاصل کر سکتا ہے تو تحصیل یقین کی لازم ہے یعنی جبتک
یقین نہ حاصل کر لے افطار نہ کرے اور اسصورت مین ظن پر عمل کرنا جایز نہین اور اگر
ایسے وقت مین کسیکے خبر پر اعتماد کر کے افطار کر لے اور بعد اسکے کذب اوسکا
ظاہر ہوا تو قضا لازم ہے اور کفارہ احوط ہے اگرچہ وہ مخبر عادل ہے اور اگر
بسبب ابر کے یا محبوسی کی یا سواے اسکے یقین حاصل نہو سکے تو ظن پر عمل کر سکتا ہے
اور صبر کرنا لازم نہین ہے اور اس صورت مین اگر قول مخبر سے مفید ظن
ہوا اعتماد کرے تو کچہہ مضایقہ نہین اگرچہ مخبر عادل نہو پس اگر خطا اوس ظن کی ظاہر ہو
تو ظاہرا قضا لازم نہین ہے چہ جاے کفارہ اور دلیل اسپر اول تو یہی ہے کہ جو دلیل

تکلیف تہی یعنی عمل کرنا ظن پر وہ اوسنے کیا اور ثانیاً حدیث کنانی اور زرارہ سے
بہی ظاہر ہوتا ہے کنانی کہتا ہے کہ پوچھا مینے حضرت امام جعفر صادق ع سے
حال اوس شخص کا کہ اوسنے روزہ رکہا اور گمان کیا کہ آفتاب غروب ہو گیا کہ
آسمان پر بدلی تہی پس افطار کیا پہر ابر ہٹ گیا اور دیکہا کہ آفتاب غروب نہین
ہوا فرمایا حضرت نے روزہ اوسکا تمام ہوا اور نہ قضا کرے اوسکی اور حدیث
صحاح مین بہی مثل اسکے ہے لیکن ظاہر اس مراد گمان سے اس مقام پر یقین ہے پس
سقوط قضا اور کفارہ یقین مین تو یقینی ہی اور دوسرے حدیث زرارہ کی ہے
کہا اوسنے کہ فرمایا حضرت ابو جعفر ع نے واسطے ایک شخص کے کہ گمان کیا اوسنے
کہ آفتاب غروب ہوا اور افطار کیا پہر دیکہا آفتاب کو بعد اسکے فرمایا اوسپر قضا نہیں
اور جو روایتین کہ خلاف اسکے وارد ہین یا محمول تقیہ پر ہین یا استحباب پر چنانچہ
شیخ نے باسناد خود حضرت امام جعفر صادق ع سے روایت کی ہے کہ ایک
قوم نے روزہ رکہا ماہ رمضان مین پس قریب غروب ابر سیاہ محیط ہوا پس دیکہا
اونہون نے کہ رات ہی اور بعض نے افطار کیا پہر بدلی ہٹ گئی اور آفتاب نکل آیا
فرمایا حضرت نے کہ جسنے روزہ افطار کیا ہے اوسپر قضا اوس روزہ کی ہے
اسلئے کہ حق تعالے نے فرمایا ہے کہ تمام کرو روزے کو رات تک پس جس شخص نے کہ
کہایا ہے قبل اسکے کہ شب ہوئے پس اوسپر قضا ہے اسلئے کہ اوسنے عمداً کہایا ہی
آپ فرماتے ہین کہ جب خطا ظاہر ہو مثل اسکے کہ ابر برطرف ہو جاوے تو اقوی
یہی ہے کہ قضا کرے چنانچہ دلیل استصحاب اور ظاہر کتاب اسپر دال ہے اور بعضی
اصحاب بہی موافق ہین اس باب مین چنانچہ صاحب شرایع نے یہ قیدین جو
مذکور ہوئین ذکر نہین فرمائین بلکہ علی الاطلاق حکم کیا ہے کہ جب روزہ دار

دوسرے کی تقلید سے افطار کرے اور بعد اوسکی فساد خبر کا ظاہر ہوا اسمین صورت
قضا لازم ہے اور کفارہ نہین ہے اور سید نے مدارک مین لکھاہے بنا بر اسکے جو پہنچی کہا سے
اس حکم کے اطلاق مین اشکال کیا ہے اس راہ سے کہ اگر یہ مقلد وہ شخص ہے کہ تقلید
اوسکو جائز نہین پس چاہیئے کہ صورت مذکورہ مین قضا اور کفارہ دونو ہون اور
اگر تقلید اوسکو جائز تھی تو چاہیئے کہ دونو ساقط ہون اور ظاہر کلام سید یہ ہے
کہ اگر یہ شخص یقین حاصل کر سکتا ہے تو تقلید اوسکو جائز نہین اور قضا و کفارہ
بر تقدیر اعتماد و ظہور فساد لازم ہے اور اگر یقین حاصل نہین کر سکتا تو اوسپر
کچھ نہین اور بہر تقدیر فقط قضا کا واجب ہونا مشکل ہے جناب سید علی طباطبائی
نے اس مقام پر کچھ کلام فرمایا ہے بخوف اطالت ملتوی ہوا اور بنا بر الاسلام مین ہے مسئلہ
عمداً قی کرنا موجب قضا کا ہے اور کفارہ بظاہر اوسمین نہین اور اگر بغیر قصد کے قی آجائے تو نہ قضا
ہے نہ کفارہ چنانچہ روایت حلبی مین جناب امام جعفر صادق ع سے وارد ہے فرمایا
جسوقت کہ قی کرے روزہ دار پس اوسپر قضا اوس دن کی ہے اور اگر خود بخود
قی آجاے پس روزہ کو تمام کرے رکن دوسرا احکام قضا اولیا مین مسئلہ
مریض باوجود قدرت قضا قضا نکرے اور بقضاے الٰہی مرجائے پس قضا
اوسکی روزونکی اگر میت مرد تھا اور روزے بسبب عذر شرعی کے فوت ہوے
تھے تو اوسکے ولی پر لازم ہے اور اگر مریض قادر قضا پر نہوا تھا کہ رحمت الٰہی
سے فائز ہوا قضا اون روزونکی واجب نہین بلکہ ظاہر استحب بھی نہوگی چنانچہ
روایت منصور بن حازم مین ہے کہا اوسنے سوال کیا مینے حضرت امام جعفر صادق
سے حال اوس مریض کا جو بیمار ہوا ماہ رمضان مین اور صحیح نہوا تا آنکہ مرگیا فرمایا
قضا نکیجائیگی اوسے اور پوچھا مینے حال ایک حائض کا مریض ہو ماہ رمضان مین اور

اور مر گئے ماہ شوال میں اور وصیت کی تھی اوسنے مجھسے کہ قضا کروں میں اوسکے
روزونکی فرمایا آیا وہ صحیح ہو گئے تھے اوس مرض سے عرض کی میں نے نہیں مر گئی اوسی
مرض میں فرمایا نہ قضا کی جائیگی اوسے تحقیق کہ حق تعالے نے قضا اوسپر لازم
نہیں کی عرض کی میں چاہتا ہوں میں کہ قضا کروں اوسے اور اوسنے مجھکو وصیت کی
تھی اسکی فرمایا کیونکر قضا کریگا اوس چیز کی کہ حق تعالے نے اوسپر لازم نہیں کی ہوا اور اگر تو چاہتا ہے
کہ روزہ رکھے واسطے اپنی نذر کر اور اگر عذر شرعی رکھتا تھا یا میت عورت تھی تو
قضا احوط ہے اور مراد ولی سے بنابر مشہور بڑا بیٹا ہے اور دختر اولیا میں داخل
نہیں مگر یہ کہ کوئی وارث مرد سوا اوسکے نہو پس احوط ہے کہ وہی قضا کرے
بنا براسکے کہ فقہ رضوی میں ہے اور اگر ولی میت دو ہوں تو موافق اپنے حصوں کے
یا خود برابر روزے قضا کی بہی تقسیم کرلیں مسئلہ ولی میت کا جب قضا صوم متعلق
اوسپر واجب ہوئی ہو تو احوط یہہ ہے کہ خود ادا کرے اور اگر کسی اور کو اجارہ
دیدے تو یہہ بہی جائز ہے اور احوط واسطے مریض کے یہہ ہے کہ درباره اجارہ
صوم وصلوۃ اپنے وصیت بہی کرے مسئلہ ہرگاہ کوئی عزیزان میت سے یا غیر
سے بعوض میت تبرعاً روزہ و نماز بجالاوے تو میت بری الذمہ ہوگی اور
ولی سے بہی ساقط ہے اور جناب صادق ع سے منقول ہے کہ فرمایا جسوقت
کہ مر جائے کوئی اور اوسپر روزے ماہ رمضان کے ہوں پس ہو جاتا ہے
اوسکی طرف سے روزے رکہہ وے اوسکے اہل سے مطلب دوسرا
بیان میں اون امور کے جو باعث قضا اور کفارہ ہوتے ہیں اور وہ چند
امر ہیں اول اکل و شرب یعنی کہانا اور پینا معتاد اور غیر معتاد پس
اول مجمع علیہ ہے درمیان علما متقدمین اور متاخرین کے اور ثانی بنابر قول

اکثر علما کے اور یہی احوط ہے اگرچہ نہین ہم اظہر دوسرے جماع خواہ فرج زن
مین خواہ دبر زن مین اگرچہ وطی دبر مین اختلاف ہے لیکن اقرب یہی ہے کہ حکم
دونونکا یکسان ہے اور اسیطرح استمنا بدست بازی زنان بنا بر احتیاط
اور اسیطرح حکم ہے لواطہ کا اور وطی جاریایہ کا تیسرے عمدًا باقی رہنا جنابت
پر بنا بر مشہور کہ قضا و کفارہ اسمین احوط ہے اور فقیہ مین سلیمان مروزیسے
منقول ہے کہا جسوقت کوئی شخص ماہ رمضان مین شب کو جنب ہوا ور نہ غسل کرے
تا اینکہ صبح ہو جاوے پس اوسپر دو مہینے کی روزہ ہین پیا پی اور قضا اوس دنکی اور
نہ پائیگا فضیلت اوس دنکی اور ابراہیم بن عبد الحمید نے روایت کی ہے بعض
غلامون سے اوسجناب کے کہا اوسنے پوچہا مینے اوسحضرت سے حال احتلام صایم کا
فرمایا جسوقت محتلم ہو دنکو ماہ رمضان مین پس نہ سوئے تا اینکہ غسل کرے
اور اگر شب کو محتلم ہو ماہ رمضان مین پس نہ سوئے ایک ساعت بہی تا اینکہ غسل
کرلے پس جو شخص جنب ہو ماہ رمضان مین پس سورہے تا اینکہ صبح ہو جاوے
پس اوسپر یہی آزاد کرنا ایک بندہ کا یا کہانا دینا ساٹہہ مسکینونکا اور قضا اوس دنکی
اور امساک کرے اوس دن اور پہر بہی نہ پائیگا فضیلت اوسکی ہرگز اور
عدم جواز خواب روزانہ واسطے محتلم کے جو اس حدیث مین مذکور ہوا محمول ہے
کراہت پر چنانچہ مذکور ہوا اور سونا اوسکا شب کو پس اگر خواب اول ہے تو کچہ
مضایقہ نہین مگر یہہ کہ امید بیداری ترکہتا ہو یا یہہ کہ بقصد ترک غسل صبح
تک سوتا رہے اور احتمال ہے کہ عدم جواز اسے راہ سے فرمایا ہو اور اگر
خواب ثانی ہے پس قضا اوسپر لازم ہے چنانچہ گذرا اور شاید منع اوس سے
اسی جہت سے ہو اور اگر خواب سوم ہے تو قضا و کفارہ دونو لازم ہین

لکن حمل حدیث کا اسپر بعید ہے جیسے کہ جب تک اللہ و الرسول و الائمہ علیہم السلام
احوط اسمین بہی وجوب قضا ہے بلکہ کفارہ بہی اور اسیطرح پہچانا غبار غلیظ
کا حلق مین اسمین بہی قضا و کفارہ احوط ہے مسئلہ اگر ایک دن ایک مفطر کو عمل مین لائے
اور دوسرے دن پہر اوسی مفطر یا اوسکے غیر کو عمل مین لایا پس چاہئے کہ دو کفارہ بہی دیگا اور اگر ایکدن دو مرتبہ کسی
مفطر کو عمل مین لایا ظاہرا ایک کفارہ کافی ہے لکن اگر کئی مرتبہ جماع کرے یا مشت زنی کرے
تو کفارہ بہی مکرر دینا احوط ہے مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے ہم صحبت
ہوا اور دونو روزہ دار ہون پس اگر عورت پر جبر کیا ہے چاہئے کہ دو کفارے
دے اور پچاس تازیانہ تعزیر کے ہونگے اور عورت پر کچھ نہین نہ قضا نہ کفارہ نہ
تعزیر اور اگر وہ بہی راضی ہوئی خواہ ابتداے فعل مین خواہ اثناے فعل مین تو دونو قضا
اور کفارہ دین اور ہر ایک کو پچیس پچیس تازیانے تعزیر کے ہونگے مسئلہ سابق
مین بیان ہوا کہ جب کوئی آخر روز کسی کو خبر دے کہ شب ہے اور روزہ دار نے
اوسکے کہنے سے افطار کیا پس اگر خود تفحص حال پر قادر تہا اور تقلید اوسکو جایز
نہ تہی اور اوسنے تقلید کی تو جب حال منکشف ہو کہ شب نہ تہی قضا و کفارہ
بظاہر اوسپر لازم ہوگا اور اگر وہ شخص ایسا تہا کہ جسکو تقلید یعنے دوسرے
کی کہنے پر عمل جایز تہا جیسے اندہا اور اوسنے اعتماد کیا دور نہین کہ قضا و کفارہ
دونو ساقط ہون ہرگاہ گواہی سے دو عادلون کے افطار کیا ہو لکن خالی تامل
سے نہین اسلئے کہ استصحاب دنکا مقتضی ہے کہ جبتک یقیناً رات نہو لے افطار
نکرے اور شہادت عدلین مفید یقین نہین ہوتے مسئلہ کفارہ روزہ
ماہ رمضان کا آزاد کرنا ایک بندہ کا یا روزے دو مہینے کے پے در پے یا کہانا
کہلانا ساٹہہ محتاجونکا ہے اور ان تینو خصلتونمین بنا بر مشہور اختیار ہے

اور بعضے قایل ترتیب کے ہین یعنی اولاً بندہ آزاد کرے اگر اوس سے عاجز ہو تو روزے رکھے اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ساٹھ مسکینو کو کھانا دے اور بعضے قایل تفصیل کے ہین یعنے اگر حلال چیز سے روزہ کو توڑا ہے تو ایک کفارہ دے اور اگر بحرام توڑا ہے مثل زنا اور استمنا یا غبار حرام چیز کا یا الغم دماغ کہ قضاے دہن مین آگیا ہو یا غذاے مغصوب یا نجس اگر روزہ مین تنباول کیا ہے یا خدا و رسول پر دروغ باندہا ہے یا دنکو اپنی زوجہ سے ایام حیض مین صحبت کی ہے تو بنا بر روایت رضویہ چاہیئے کہ تینون کفارے دے اور قول تیسرا یعنی تفصیل کا خالی قوت اور جودت سے نہ ہوگا لیکن عمل قول اول پر ہے اور صحیحہ عبداللہ بن سنان مین ہے حق مین اوس شخص کے کہ افطار کرے ماہ رمضان کا ایکدن عمداً بغیر عذر شرعی کے فرمایا آزاد کرے بندہ یا روزہ رکھے دو مہینے پی در پے یا کھانا کھلائے ساٹھ مسکینونکو اور کفارہ روزہ قضائے ماہ رمضان کا کھلانا دس مسکینونکا ہے پس اگر ممکن نہو تو روزہ رکھے تین دن مسئلہ روزہ قضای ماہ رمضان کا مطلقاً افطار کرنا اوسکا بعد زوال کے حرام ہے اور موجب کفارہ اور اگر قضاے مضیق ہے یعنی جی روزہ قضا کے ہین اوتنے ہی دن ماہ شعبان کے ہین تو اس روزنکو قبل زوال بہی افطار نہین کرسکتا اور اگر افطار کریگا بغیر عذر شرعی کے تو گناہ گار ہوگا اور کفارہ نہین اوسیطرح اگر روزہ قضاے موسع کو قبل زوال افطار کریگا تو نہ کفارہ ہے نہ گناہ ہے مسئلہ ہرگاہ روزہ نذر معین کو توڑ ڈالے تو چاہیے کہ قضا کرے اور کفارہ دے اور اسکے کفارہ مین اختلاف ہے اکثر قایل کفارہ ماہ رمضان کے ہین اور بعضے کفارہ یمین کے اور وہ کھانا کھلانا دس محتاجونکا ہے اور اگر اس سے عاجز ہو تو تین روزے رکھے اور

قول ثانی اوجہ ہے اور اول احوط ہے مسئلہ جب ورثے دو مہینے کے بنا بر
کفارہ رکھے ہون اور ایک مہینہ پورا اور دوسرے مہینے سے ایک دن بھی رکھ چکا ہو
اور فاصلہ کرے تو باقی روزونکو تمام کرسکتا ہے اور اعادہ لازم نہین اور
اگر قبل شروع ماہ ثانی کے ترک کیا ہے تو پھر سر سے شروع کرے مسئلہ اطعام
مساکین مین جو عدد کہ مقرر ہون اون سے کمی نکرے اور چاہئے کہ ہر ایک
محتاج کو ایک مد طعام دے اور اگر دو مد دے تو بہتر بلکہ احوط ہے اور وزن
مد کا کتاب الصلوٰۃ مین مذکور ہو چکا اور نان خورش دینا مستحب ہے اور فقط
لڑکونکو دینا کافی نہین مسئلہ لباس مین دینا ایک پارچہ کا درست ہے کہ کافی ہے
لکن احوط دو پارچہ ہین مسئلہ آزاد کرنے مین غلام کے چند شرطین معتبر ہین بعضی متعلق
آزاد کرنیوالے سے ہین اول یہ ہے کہ بہ نیت قربت آزاد کرے اور کچھ عوض
اوس سے نہ مقرر کرے دوسرے پڑھنا صیغہ آزاد کا تیسرے معین کرنا اوس
غلام کا اور سبب کا جس سے آزاد کرتا ہے اور بعضی شرطین متعلق اوس بندے
مین جسکو آزاد کرتا ہے ایک یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو دوسرے یہ کہ کوئی عیب
نرکھتا ہو مثل نابینا اور مجذوم اور زمین گیر اور تکمیل کئے یعنی اوسکے آقا نے
ناک یا کان اوسکے نہ کاٹے ہون اور بہرا ہونا اور لنگڑا ہونا اور کانا ہونا اور کچلا
ہونا اور خواجہ سرا ہونا اور ایک کان کٹا ہونا اور بیمار ہونا اور بوڑھا ہونا
کہ جو تلاش معاش نکر سکے انمین سے کوئی مانع آزادی نہین اور تفصیل اسکی
کتاب العتق مین کتب فقہ مین لکھی ہے مسئلہ رقبہ عام ہے غلام ہو خواہ
کنیز مسئلہ عجز عن العتق یہ ہے کہ قدرت اوسکی خریداری پر نہو خواہ
بسبب میسر نہونے قیمت کے خواہ بسبب نہ موجود ہونے بندہ کے یا یہ کہ

غلام یا کنیز موجود تو ہے مگر اسکو حاجت اونکی ہے اور بغیر اونکے بسر نہین کر سکتا
اور اگر بالفعل بندہ موجود نہین ہے مگر امید ہے کہ مل جاوے گا تو انتظار
کرے اور عجز متحقق ہو گا اور عجز عن الاطعام یہہ ہے کہ اپنی اور اپنی عیال کے
کہانیسے زیادہ نہو اور مکان اور جو لباس بقدر حاجت ہے وہ ضروری ہے
بیچنا اسکا لازم نہین **مسئلہ** دینا قیمت کا خواہ بندہ کی خواہ کہانیکی خواہ
لباس کی جو واجب ہوا تہا کافی نہین ہے اور کفارہ مخیرہ مین آدہا ایک چیز
سے اور آدہا دوسرے مین سے کفایت نہین کرتا مثلاً تیس مسکینونکو کہانا
دے اور تیس ونسے رکہ لے یہہ درست نہین ہان اگر کفارہ ایک قسم کا
ہے تو تبعیض درست ہے مثلاً کہانا بعض محتاجونکو ایک قسم کا دے اور بعضونکو
دوسری قسم کا بعید نہین کہ یہہ درست ہو **فائدہ جدیدہ سدیدہ** جاننا چاہئے
کہ روزہ ماہ رمضانکا عمداً بلا عذر شرعی توڑنا یقینی گناہ اور موجب مواخذہ
جناب الٰہی ہے اور ایسا نہین ہے کہ اگر کوئی کفارہ دینا لازم کر لے اور روزہ
توڑ ڈالے تو اوسکو یہہ امر مباح ہو جائے جیسا کہ بعضے عوام گمان لیجاتے
ہین اور بعض امرا کہتے ہین سے خوش آمد خوار ونکے دہو کا کہاتے ہین بلکہ درصورت
تعمد افطار علاوہ معصیت کے دگار قضا وکفارہ دونون لازم ہوتی ہین پس
کفارہ بلا تشبیہ بمنزلہ جرمانہ کے ہے کہ بادشاہ وامرا گناہگار ونپر مقرر کرتے
ہین اور جو شخص کہ روزہ ماہ رمضانکو عمداً بلا عذر نرکہے یا توڑ ڈالے پس اگر
یہہ فعل حلال سمجہ کر کیا ہے تو مرتد ہوا ورالّا سزاوار تعزیر ہے اوسیطرح اگر
دوسری مرتبہ پہر ایسا ہی کریگا تو سزا دیجاویگی اور تیسری مرتبہ مین یا چوتہی مرتبہ
مین مستوجب قتل کا ہے اور یہہ قول صحیح ہے لغو اور واہیات نہین ہے

منقول ہے جناب امیر المومنین ع سے کہ پایا ایک قوم کو کہ وہ ماہ رمضان مین
دنکو کہاتے تہے پس حضرت نے اون سبکو دو ہوین سے قتل کیا اور سارا قصہ اسکا
وسایل مین لکہا ہے مسئلہ جب کوئی شخص روزہ ماہ رمضان کا اول روز مین
بلا عذر توڑ ڈالے بعد اسکے قبل از زوال سفر کرے ایک جماعت علما سقوط کفارہ کے
قایل ہین اور بعضی عدم سقوط کے قول دوسرا مربوط ہے ہرچند وجوب صوم مین
مقیم ہونا شرط ہے اور علم الہی مین اوسدن کا روزہ اوسپر واجب نہ تہا اور اوسپر
بہی ظاہر ہوگیا لیکن تکلیف شرع ظاہر پر ہے اوسنے تو جرات معصیت کی کی اور حکم
الہی کے خلاف کیا اور مستحق کفارہ کا ہوا اب سفر سے روزہ اوسدن کا اگرچہ ساقط ہو الکفارہ کو
کسنے ساقط کیا وہ تو اپنے حال پر ہا بلکہ بقا کفارہ مروی ہے پس یہہ عذر نا مقبول ہے
اور اجماع عدم سقوط کفارہ پر منقول ہے اور یہی سبب ہے کہ جب کوئی عورت روزہ
ماہ صیام کو افطار کرے اور بعد اسکے حایض ہو تو وہ گنہگار ہوگی اور عذر اوسکا
نا معقول ہے اور بعضی علمانے اس مسئلہ میں اور طرح سے بہی کلام کیا ہے چنانچہ
وہ جواب و سوال بنا ءالاسلام مین منقول ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ کفارہ ساقط نہین
چنانچہ یہی مشہور اور احوط ہے ہان اگر افطار کرے روزیکو بگمان اسکے کہ یہہ
ماہ رمضان ہے پس ظاہر ہو کہ یہہ ماہ شوال تہا تو کفارہ لازم نہین بسبب
اجماع علما کی اور اگر اجماع نہوتا تو اشکال متوجہ تہی **فصل تیسری** روزہ نذر اور
عہد اور یمین یعنے قسم کہانے مین اور انکی قضا مین معلوم ہو کہ جب نذر کرنے والا
بالغ عاقل مسلمان آزاد مختار ہو اور بقصد نذر کرے اور اوسکا صیغہ بہی پڑہے
مثل اسکے کہ کہے اِن حُجِّجتُ فلِلّٰہِ عَلَیَّ اَن اَصُومَ یعنی مثلاً اگر حج کرونگا مین پس
واسطے خدا کے مجہ پر یہہ ہے کہ روزہ رکہونگا مین تو یہہ نذر منعقد ہوئے اور

وفا اوسیر واجب ہی پس نذر کرنا لڑکی نابالغ کے سمجھدار ہو یا نا سمجھ دس برس
کا ہو یا نہ اور نذر مجنون کی حالت جنون مین خواہ جنون اوسکا ہمیشہ روز برابر
رہتا ہو خواہ دَوری ہو اور نذر کافر کے اور نذر مملوک کے بی اذن مالک کے
اور نذر اوس شخص کے کہ بغیر قصد کے صیغہ نذر کا اوسکے زبان پر جاری ہو مثل
اسکے کہ کسینی اوسپر جبر کیا ہو یا غیظ و غضب یا لہو و لعب مین اس طور پر کہ اختیار بر
اوسکو جاتا رہا نذر کریگا تو منعقد نہو گی اور اسیطرح نذر زوجہ کی بغیر اجازت شوہر
کے درست نہین اور جس چیز کی نذر کی ہو چاہیے کہ وہ امر راجح ہو نہ مرجوح پس اگر نذر
کرے کہ روز عید روزہ رکھونگا مین یا بیماری مین روزہ رکھونگا تو وہ نذر
منعقد نہوگی اور چونکہ اسمین اختلاف ہی کہ روزہ نذر سفر مین حرام ہے یا
نہین پس اگر نذر کرے کہ فلان روز سفر مین روزہ رکھونگا یا اسطرح کہ سفر اور حضر مین
روزہ رکھونگا اسطرح نذر کرنا خلاف احتیاط ہے اگرچہ یہ نذر سفر مین ہوا اور اگر
اسطرح نذر کریگا تو احوط یہ ہے کہ اوسپر وفا کرے اور اگر نذر مطلق کرے
پس اگرچہ سفر کو بہی شامل ہے لکن اسیطرح کی نذر کرنا مضایقہ نہین اور آیا وفا
اس نذر کی غیر سفر مین یا سفر اور حضر دونو مین ہوسکتی ہے حدیثین اس باب مین
مختلف ہین حاصل مفاد بعض کا اونمین سے یہہ ہے کہ ہرگاہ کوئی شخص
روزہ ایک دنکا نذر کرے بعد اسکے سفر زیارت حضرت امام حسین ؑ کا کرے
چاہیے کہ وہ روزہ راہ مین ترک کرے اور جب مراجعت کرے تو قضا اوسکی
کرے اور مضمون بعض احادیث کا یہہ ہے کہ جب کوئی شخص ایک روز معین
کو روزہ نذر کرے چاہیے کہ اوس روزکو سفر ہو یا حضر اوسدن بجالاوے
اور ہرگاہ کوئی شخص نذر کرے کہ اگر فلان کار حرام اوس سے واقع ہوگا یا

فلان فعل واجب کو ترک کرونگا تو روزہ بطریق شکر رکہونگا تو نذر اوسکی صحیح نہین ہے ہان اگر فعل حرام مین قصد روزیکا کرے بطریق زجر کے اور فعل خیر مین بطور شکر کے تو کچہہ عیب نہین مثلاً یہہ کہ اگر نماز اول وقت مین پڑہونگا فللہ علی صوم یوم یعنی روزہ اوسکے شکر مین رکہونگا اسطرح کی نذر صحیح ہے اور اگر مقصود اس عبارت سے یہہ ہے کہ بخیال مشقت روزیکی اپنے تئین اول وقت نماز پڑہنے سے باز رکہونگا تو یہہ نذر منعقد نہوگی اور ہرگاہ نذر کرے کہ اگر نامحرم کو دیکہونگا پس مین روزہ رکہونگا روز پنجشنبہ مثلاً اور غرض اوسکی یہہ ہو کہ بخیال مشقت صوم نظر نامحرم سے محفوظ رہونگا تو نذر اوسکی درست ہے اور اگر قصد اوسکا یہہ ہو کہ شکر یہہ نظر حرام مین روزہ رکہونگا تو نذر درست نہین خلاصہ ایک صیغہ مین دو قصد ہوسکتے ہین کہ بنابر ایک قصد کے نذر صحیح ہے اور بنابر دوسرے کے غیر صحیح اور ہرگاہ نذر اوسکی صحیح ہو تو وفا اوسکی واجب ہے اور ترک مین کفارہ و قضا لازم ہے حسین بن عبیدہ سے منقول ہے کہتا ہے لکہا مینے خدمت امام علی نقی ؑ مین ای سید میرے ایک شخص نے نذر کی کہ روزہ رکہونگا مین ایکدن پس اوسدن ہم صحبت ہوا اپنی زوجہ سے کیا ہے کفارہ اوسپر پس جواب مین ارشاد کیا اوسجناب نے کہ روزہ رکہے عوض اوس روز کے اور آزاد کرے ایک بندہ مومن کو اور تلفظ صیغہ نذر کا شرط ہے اور اگر دل مین قصد کرے اور زبان سے صیغہ نہ پڑہے تو مستحب بلکہ احوط ہے کہ وفا کرے اور نذر کی دو قسمین ہین ایک مطلق دوسرے معین مطلق یہہ ہے کہ نذر کرے ایک روزیکی بغیر قید کسی وقت یا کسی مکان کی اور نذر معین یہہ ہے

کہ جسمین قید وقت کی یا جگہ کے یا دونو کی ہو مثل اسکے کہ غرہ ماہ شعبان کو روزہ
رکہونگا مین یا یہہ کہ ایکدن مکہ مین روزہ رکہونگا یا نذر رہے مین ماہ رجب کو عتبات
عالیات مین روزہ رکہونگا اور عہد مثل نذر کی ہر جملہ احکام مین الہتہ صیغہ مین فرق
ہے کہ اسکا صیغہ یون کہے عاہدت اللہ علی ان اصوم مثلاً اور قسم مین بلوغ
اور کمال عقل اور اختیار اور قصد معتبر ہے اور قسم لڑکے کی بغیر اجازت اوسکے
ماں باپ کے درست نہین اور اسیطرح نذر زوجہ کی بغیر اذن شوہر کے اور قسم مملوک
کے بے اذن مالک کی صحیح نہین ہان اگر فعل واجب پر یا ترک فعل حرام پر قسم کہائیگا
تو منعقد ہو جائیگی اور ضرورت اجازت کی نہین اور یہی مشہور ہے
اور صیغہ قسم کا واللہ لاصومن ہے اور سوای اسماے الٰہی کے اور کسی چیز سے قسم
منعقد نہین ہوتی اور اسیطرح اگر بغیر قصد کے قسم کہائے جیسے محاورت مین
زبان پر جاری ہو جاتا ہے کہ واللہ یا باللہ تو یہہ قسم نہوگی اور اسیطرح فعل گذشتہ پر
مثل اسکے کہ کہے واللہ مین پارسال روزے ماہ رجب کے رکہتا تہا ہان اگر خلاف
واقع پر قسم کہائے تو گناہ عظیم کا مرتکب ہوا اور یمین غموس اسیکو کہتے ہین اور
معنی غموس کے ڈوبنے کے ہین اسلئے کہ یہہ ڈبو دیتی ہے اسکو گناہ مین یا دوزخ مین
پس کچہہ کفارہ اسکا نہین سوائے توبہ و استغفار کے اور چاہیے کہ قسم امر ممکن
اور امر مقدور یعنی جو ہوسکتا ہو اوسپر کہائے پس اگر قسم کہائی کہ اگر فلان کام ہو جائیگا تو ہوا مین اوڑونگا
یا پانی پر بغیر کشتی اور پل کے چلونگا تو یہہ قسم منعقد نہوگی اور اسیطرح اگر وقت عاجز ہونے
کے قسم کہائے کہ پیادہ کعبہ کو جاؤنگا پس اگرچہ سال آیندہ قدرت پیادہ روی
کی ہو بہی جاوے تب بہی یہہ قسم منعقد نہوگی مسئلہ ہرگاہ نذر کرے کہ روزہ
رکہونگا اور معین نکرے کہ ایک روزہ یا دو تو ایک روزہ کفایت کرتا ہے اور

چہ روزے مستحب ہین چنانچہ حضرت امام جعفر صادق ع سے مروی ہے
باب مین ایک شخص کے کہ اوسنے روزے نذر کیے اور معین نہ کیا کہ کیے روزے
رکہو نگا فرمایا چہ روزے رکہے **فصل چوتہی صوم بدل ہدی مین** ہدی معنی
گوسفند اور شتر کے ہے کہ حج مین کعبہ کیطرف بہیجتے ہین اور ذبح کرنا اوسکا
حج تمتع مین واجب ہے قال اللہ سبحانہ فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر
من الھدی فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم
تلک عشرۃ کاملۃ اور ذبح کرنے مین نیت اور واقع کرنا اوسکا منی مین اور
روز عید قربان کے یا بعد اوسکے معتبر ہے اور چاہیے کہ وہ جانور ناقص اور لاغر نہو
پس اگر ہدے میسر نہو اور نہ قیمت ہو کہ جس سے ہدی خریدے تو تین روزے
بیابی رکہے اسیطرح کہ تین روزے حج مین یعنے ایام سفر مین قبل مراجعت وطن اور
سات روزے بعد مراجعت جب اپنی عیال مین پہنچے تو رکہے اور اگر ماہ ذیالحجہ گذر جاے
اور وہ تین روزے نرکہے پس اوس سے روزے تو ساقط ہین مگر دوسری سال
ہدیے منی مین بہیجے اور اگر تین دن روزہ رکہے اور پہر ہدی دستیاب ہوجاے
تو واجب نہین لیکن افضل اور احوط ہے اور باقی کلام تفصیل تمام متعلق حج بیت اللہ
الحرام سے ہے خدا ہم سبکو نصیب کرے **فصل پانچوین صوم اعتکاف مین** اور
مراد اعتکاف سے ٹہیرنا اور رہنا ہے واسطے عبادت کے اور یہہ موجب ثواب
عظیم ہے قال اللہ سبحانہ ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع
السجود مروی ہے کہ اعتکاف دس دنکا ماہ رمضان مین برابر دو حج اور دو عمرونکے
ہے اور شرائط اعتکاف سے ایک نیت ہے دوسرے روزہ کہ حدیث صحیح مین وارد ہے
نہین ہے اعتکاف مگر ہمراہ روزہ کے اور مراد وجوب سے وجوب شرطی ہے اور

مقتضائے اطلاق نص و فتوے یہہ ہی کہ دافع کرنا روزونکا واسطی اعتکاف کے
خاصتہ درکار نہین بلکہ روزہ جسطرحکا ہو کافی ہے یہی سبب ہے کہ حکم
اعتکاف ماہ رمضانمین بنابر چند حدیثون کے واقع ہوا ہے اور معلوم ہی کہ روزہ
ماہ مبارک رمضان کا واسطی اعتکاف کے نہین بلکہ ماہ مبارک مین اور کسی روزہ
کی گنجایش نہین جیسا بیان ہوا تیسری عدد یعنی تین دن ہے کم اعتکاف نہین
ہوتا حدیث مین وارد ہے نہین ہوتا ہے کوئی اعتکاف کم تین دنسے اور اگر
دو دن بہ نیت استحباب اعتکاف کرے اور روزہ رکہی تیسرے دن واجب
ہو جاتا ہے اور اوسکی ترک مین کفارہ ہے چنانچہ مبحث کفارات مین مذکور ہوگا
چوتھی مکان اور وہ مسجد مکہ و مسجد مدینہ و مسجد جامع کوفہ اور مسجد جامع
بصرہ ہے اور بعضون نے کہا ہے جو مسجد جامع کہ امام عادل نے جمعہ و جماعت
اوسمین کے ہو وہان اعتکاف کر سکتا ہے اور شہید اول و ثانی اور ایک جماعت
محققین متاخرین اسے قول کے قایل ہین لیکن اکثر قول اول کے بلکہ شیخ نے
کتاب خلاف مین اور سید مرتضی نے کتاب انتصار مین اجماع اسپر نقل کیا ہی
پانچوین جبتک اعتکاف کرتا ہے اوس مسجد سے جہان اعتکاف کرتا ہی
باہر نجاوے مگر بنابر حاجت ضرورے کے ورنہ اعتکاف باطل ہے اور واسطی نماز
جنازہ اور عبادت مرضی کے اجازت وارد ہی اور اسیطرح واسطی حاجت
روائی اور سعی حوائج برادر مومن مین چنانچہ روایت میمون بن مہران مین واقع ہوا ہے
کہتا ہے بیٹھا تہا مین خدمت جناب امام حسن علیہ السلام مین پس آیا ایک شخص
اور عرض کی یا ابن رسول اللہ فلان شخص کا میرے ذمہ مال قرض ہے اور وہ چاہتا ہے
کہ مجکو قید کرے پس فرمایا حضرت نے واللہ میرے پاس مال نہین کہ مین

تیرا قرض ادا کرون عرض کی اوستے بس سعی فرمائی میری پس حضرت نے کفش
کو پہنا ادمی کہتا ہے مینے کہا یا رسول اللہ آیا آپ بہول گئے اپنی اعتکاف
کو فرمایا نہین لیکن سنا ہی مینے اپنے والد بزرگوار سے کہ روایت کرتے تہے میرے جد امجد
جناب رسول خدا ص سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کہ کوشش کرے حاجت مین
برادر مسلمان کے پس گویا اوسنے عبادت کی حق سبحانہ و تعالی کی نو ہزار برس
اسیطرح کہ دنکو روزہ رکھا اور شبکو عبادت خدا مین بسر کیا اور ابو حمزہ ثمالی
نے جناب امام زین العابدین ع سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے لانا حاجت
برادر مومن کا محبوب تر ہی طرف خدا ے عزوجل کے پی در پی دو مہینے کے روزون سے
اور اعتکاف سے دو مہینے کے مسجد حرام مین اور تفصیل بحث اعتکاف کی اپنے
محل سے متعلق ہے **فصل چہٹی** بیان مین روزن کفارہ کے اور اوسکی ضمن چار
نوع مین تسیرہ قسمین ہین **نوع اول** کفارہ جمع ہے کہ وہ مشتمل صوم اور دیگر خصایل
پر ہے اور وہ کفارہ قتل عمد ہے یعنی اگر کسیکو دیدہ و دانستہ ناحق قتل کرے
تو اوسمین کفارہ یہہ ہے کہ بندہ آزاد کرے اور دو مہینے پی در پی روزے رکھے اور ساٹھ
مسکینون کو کہانا کہلاوے اور یہہ تینون خصلتین واجب ہین بالاجماع اور
سند اسکی صحیحہ ابن سنان او رابن بکیر ہی اور بنابر بعض روایات کے جو شخص
کہ روزہ بحرام افطار کرے اوسکو بہی یہی کفارہ دینا واجب ہے چنانچہ بیان ہوا
نوع دوسری کفارہ مرتبہ کہ اوسمین روزہ بعد عاجز ہونے او خصلت
کے واجب ہوتے ہین اور وہ چہہ ہین ایک روزہ کفارہ قتل خطا مین بمفاد
آیہ کریمہ او راخبار کثیرہ اور وہ مشتمل ہے بندہ آزاد کرنے پر اور اگر اوسسے عاجز ہو تو
روزے رکھے دو مہینے پی در پی دوسرے کفارہ ظہار یعنی نسبت دینا اپنی زوجہ

پشت کو پشت سے اپنی محارم کے اور یہہ کفارہ بنص قرآن ثابت ہی اور وہ آزاد کرنا بردے کا ہی اور اگر نہو سکے پس دو مہینے روزے پی در پی رکھے اور اگر اس سے بہی عاجز ہو تو ساٹھہ مسکینون کو کھانا دے تیسرے کفارہ افطار کرنا روزہ قضاے ماہ رمضان کا بعد زوال کے یعنی اگر کسی نے روزہ قضاے ماہ رمضان کا رکھا تہا اور بعد زوال افطار کر ڈالا تو دسمین دس مسکینون کو کھانا دے اور اگر عاجز ہو تو تین روزے رکھے جیسا گذرا چوتھے کفارہ قسم بنص قرآن ثابت ہی فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ظاہر معنے کفارہ قسم کا کہانا کہلانا دس مسکینونکا جو اپنی عیال کو کہلاتے ہو یا دس محتاجونکو کپڑہ پہنانا یا بندہ مومن کو آزاد کرنا پس اگر نہو سکے تو روزے رکھنا تین دنکا ++ پانچوین کفارہ افاضہ یعنی جو شخص کہ عرفات سے عمداً قبل غروب آفتاب کوچ کرے اور شتر نحر نکر سکے تو اٹہارہ روزے رکھے چھٹی کفارہ جزاء صید علی اجود القولین یعنی حالت احرام مین جب شتر مرغ کا شکار کرے تو شتر کو نحر کرے اور درصورت عجز اوسکی قیمت کے گندم خریدے اور ساٹھہ مسکینونکو دے اور ہر ایک کو دو مدّ اور اگر نہو سکے تو عوض ہر دو مد کے ایک روزہ رکھے اور اگر اس سے بہی عاجز ہو تو اٹہارہ روزے رکھے اور بقرہ وحشی کے مارنے مین چاہئے کہ ایک گائی پالتو ذبح کرے اور اگر نہو سکے اوسکی قیمت سے گندم خریدے اور تیس مسکینونکو ہر ایک کو دو مد دے اور اگر اسسے عاجز ہو تو نو روزے رکھے اور قتل آہو مین ایک گوسفند کو ذبح کرے اور درصورت عجز اوسکی قیمت کی گندم خریدے اور دس مسکینونکو دو دو مد دے اور اگر نہو سکے عوض ہر ایک مد کے

ایک روزہ رکھے پس اگر اسپر بھی قادر نہو تو تین روزے رکھے نوع تیسری کفارہ
مخیرہ ہے کہ اوسمین درمیان صوم اور غیر صوم کے اختیار ہوتا ہے اور وہ پانچ
ہین اول کفارہ اوس شخص کا کہ ماہ رمضان مین عمداً بغیر عذر شرعی کے
افطار کرے اور ضلال اوسکی گذرے دوسرے اور تیسرے کفارہ نقض
عہد اور نذر کا ہے اور وہ بنابر مشہور مثل کفارہ ماہ رمضان کے ہے چوتھے کفارہ
ترک اعتکاف واجب کا چونکہ اعتکاف مین روزہ شرط ہے پس مفطر صوم ہے وہ
مبطل اعتکاف ہے قَالَ اللہُ تَعَالٰی وَلَا تُبَاشِرُوھُنَّ وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی
الْمَسَاجِدِ فرمایا حق سبحانہ تعالی نے اور نہ مباشرت کرو تم عورتون سے اور حالانکہ
تم معتکف ہو مساجد مین اور پہلے دن اور دوسرے دن کفارہ لازم نہین ہے
مگر یہ کہ اعتکاف واجب ہو اور اگر تیسرے دن بجماع افطار کرے تو کفارہ واجب
ہوتا ہے پس اگر رات کو اتفاق ہو تو ایک کفارہ دے اور اسیطرح اگر غیر
ماہ رمضان مین دنکو ایسا کریگا تو بھی ایک کفارہ ہے اور اگر ماہ رمضان مین یا
قضاے ماہ رمضان مین دنکو موافقت کرے گا تو دو کفارہ لازم ہونگے اور کفارہ
اعتکاف مثل کفارہ ماہ رمضان کے کفارہ مخیرہ ہے چنانچہ موثقہ سماعہ مین
وارد ہوا ہے راوی کہتا ہے پوچھا مینے حضرت امام جعفر صادق ع سے
حال معتکف کا کہ صحبت کی اوسنے اپنی زوجہ سے فرمایا اوسپر وہ چیز ہے کہ
جو اوس شخص پر ہے کہ افطار کرے ماہ رمضان مین عمداً آزاد کرنا بندہ کا یا روزہ
رکھنا دو مہینے کا پے درپے یا کھانا دینا ساٹھ مسکینونکا پانچوین کفارہ سر حجامت
بنوانا محرم کا عمداً حال احرام مین اور وہ ذبح کرنا گوسفند کا ہے یا کھانا دینا
دس مسکینونکا ہر ایک کو ایک مد یا تین روزے اور بعضون نے کھانا دینا

چہہ مسکینونکا ہر ایک کو دو مد کہلاوے **نوع چوتھی** کفارہ مخیرہ ہے کہ مرتب ہو غیر صوم پر اور وہ کفارہ اوس شخص کا ہے کہ اپنی لونڈی سے وطی کرے درحالیکہ وہ کنیز باجازت آقا احرام باندہے ہو پس کفارہ اوسکا یہہ ہے کہ اونٹ یا گاو یا گوسفند ذبح کرے اور اگر اونٹ یا گاو سے عاجز ہو پس گوسفند کو ذبح کرے یا تین روزے رکھے پس روزہ اس کفارہ مین غیر صوم پر کہ شتر یا گاو ہے مترتب ہے اور روزہ بہی معین نہین بلکہ درمیان اوسکے اور گوسفند کی تخییر ہے اور سوای اسکے اور کفارے ہین کہ بعضی اونمین سے کفارات سابق سے ملحق ہین ازانجملہ کاٹنا بالونکا یا نوچنا منہ کا کہ عورت مصیبت اقارب یا اجانب مین عمل مین لاوے چنانچہ حدیث مین ہے کہ جسوقت عورت منہ اپنا نوچے یا بالونکو تراشے یا اوکہاڑے پس کاٹنے مین بالون کے آزاد کرنا بندیکا ہے یا روزے دو مہینے کے پی در پی یا کہانا دینا ساٹہہ مسکینونکا اور نوچنے مین منہ کے ہرگاہ خون نکلے اور اوکہاڑنے مین بالونکے کفارہ خلاف قسم کا ہے اور طمانچہ مارنے مین منہ پر کچہہ نہین ہے سوای توبہ واستغفار کے اور قول اولی استحباب کفارہ بہتر ہے ہرچند شیخ نے نہایہ مین کفارہ کبیرہ مخیرہ عورت پر واجب کیا ہے لکن مستند اوسکا روایت ضعیف ہے کہ حضرت صادق ع سے وارد ہے اور روات مین اوسکے خالد ہے اور حدیث اوسکی موضوع ہے تا اینکہ کہا گیا ہے کہ کتاب اوسکی موضوع ہے اور کفارہ اس امر کا کہ عورت بال سر کے کہینچ ڈالی کفارہ اوکہاڑنے عورت کا ہے اپنی بالونکو بنا بر حدیث سابق لے اور کفارہ سر تراشنے ہے لکن ایک جماعت علما کا قول یہی ہے کہ کفارہ اوسکا مثل کفارہ قسم کے ہے اور ازانجملہ کپڑے پہاڑنا مرد کا مصیبت فرزند

یا زوجہ مین اور کفارہ اوسکا بھی مثل کفارۂ قسم کے ہے بلکہ ایک روایت مین وارد
ہوا ہے کہ نہین صحیح ہے نماز اوسکی جبتک کہ کفارہ نہ دیوے یا توبہ
نکرے اس سے اور بہتر کفارہ اوس شخص کا کہ بغیر نماز عشا پڑھے
سو رہے تا اینکہ نصف شب گذر جاوے چاہئے کہ صبح کو اوسکی روزہ رکھے
اور بعضے صحاب قایل استحباب کے ہین اور سو نیمین فرق نہین کہ عمداً سویا ہو یا بھولے
سے مسئلہ سوای روزہ ماہ رمضان اور اوسکی قضا کے جب وقت ضیق
مین افطار کیا ہو یا بعد زوال کے اور سوای نذر معین اور اعتکاف واجب
کے کسی اور جگہہ کفارہ واجب نہین ہوتا پس نذر مطلق اور روزہ
کفارہ مین اور غیر ماہ رمضان مین اور قضا ماہ رمضان مین جب قبل زوال افطار
کیا ہو یا قضا کے موسع ہو اور افطار روزہ مستحب مین اور اعتکاف سنت مین
اگرچہ روزہ فاسد ہوگا لیکن کفارہ نہوگا مسئلہ جو شخص کہ کفارہ اوسپر واجب
ہوا ہے اگر کوئی شخص دوسرا تبرعاً اوسکی طرف سے کفارہ دیدے آیا جایز
اور کافی ہے یا نہ محقق علیہ الرحمہ نے شرایع مین اور علامہ نے مختلف مین
یہی اختیار کیا ہے کہ جائز ہے اسلئے کہ کفارہ فرض ہے اور جو شخص کہ قرض لیتا
اوسکی طرف سے ادا کردے قرضدار سے ساقط ہوتا ہے باوجودیکہ یہہ حق الناس
ہے پس حق حق تعالی کا اولی ہے اور حدیث مین وارد ہوا ہے کہ ایک شخص
خدمت جناب رسالت مآب مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مین
ہلاک ہوا فرمایا کیون عرض کی آتش جہنم سے حضرت نے فرمایا سبب کیا ہے
عرض کی اپنی زوجہ سے نزدیکی کی مینے فرمایا تصدق دے اور استغفار کر عرض کی
قسم ہے اوس شخص کے کہ جسنے آپکا حق عظیم کیا ہی کوئی چیز تھوڑی یا بہت

ہین گہر مین نہین رکہتا راوی کہتا ہے پس ایک شخص اور حاضر ہوا اور ایک زنبیل جسمین پندرہ صاع خرمے تہے جو بحساب ہمارے دس صاع ہوے لایا حضرت نے اوس شخص اول سے فرمایا کہ لے اسکو اور تصدق کر عرض کی اوسنے یا رسول اللہ کسپر تصدق کرون یعنی کسکو دون حالانکہ مین آپ سے کہہ چکا ہون کہ میری گہر مین تہوڑا یا بہت کچہہ نہین حضرت نے فرمایا کہ لے تو اور اپنی عیال کو دے کہائین اور خداوند عالم سے استغفار کر لیکن یہہ حدیث بالصراحت مفید مطلب نہین اسلئے کہ اوسجناب نے خرمے اوسکو عنایت کئے اوسکے تبرعا اوسکیطرف سے کفارہ نہین دیا ہرچند بروایت دیگر آخر مین اسی حدیث کی یہہ بہی وارد ہے کہ لی اسکو اور کہا تو اور اہل تیری کہ یہہ کفارہ ہے تیرا اسلئے کہ اطلاق کفارہ کا اوس چیز پر کہ جسکو خود کہا وے ظاہرا مجاز اور بطریق مشاکلت کے ہے جیسا کہ قصہ ابو رقمق شاعر مین کہ ایک شخص مفلس و محتاج بیہودہ تہا وارد ہے کہ اوسکے دوستون نے اوسکی دعوت کی اور کہا جو تمکو کہانا منظور ہو وہ پکوائین وہ بیچارہ برہنہ تہا اور کچہہ کپڑا نرکہتا تہا اور موسم جاڑے کا تہا اوسنے قلم اوٹہا کے دو بیتین لکہدین کہ حال اونکا یہہ تہا کہ مجسے میرے دوستون نے کہا کہ فرمایش کسی کہانیکی کرو کہ ہم تمہارے لئے پکوائین کہا مینے جبّہ اور پیراہن میرے لئے پکواؤ کہتے ہین کہ ہر ایک نے ایک خلعت اور دس دینار نقد اوسکے لئے بہیجی اوسنے لئے اور اونکے بیان گیا غرض یہہ ہے کہ جبہ و پیراہن کا پکوانا بطریق مجاز اور مشاکلت کہا پس وجہ یہی ہے کہ اگر کوئی تبرعا اوسکیطرف سے دیدے تو کافی نہوگا اسلئے کہ کفارہ ایک قسم کی عبادت ہے اور سزا ہی معصیت کی کہ خود اسی شخص سے متعلق ہے اور فرض غیر قیاس اسکا نہین ہوسکتا اور قصہ خثعمیہ

کہ سوال کیا مینے جناب رسول خدا سے کہ میرے باپ پر حج واجب ہوا تہا اور وہ
بہت بوڑہا ہے کہ حج کی طاقت نہین رکہتا اگر مین اوسکی طرف سے حج کر دون
تو اوسکو نفع دیگا فرمایا حضرت نے اوسے اگر تیرا باپ کسی کا مقروض ہوتا
اور تو اوسکا قرضہ ادا کرتی تو اوسکو نفع ہوتا عرضکی ہان فرمایا پس قرضہ خدائے
عز وجل کا زیادہ تر ہے ادا ہونے سے پس اول تو یہہ روایت عامیہ ہے یا محمول ہے
تقیہ پر ثانیاً یہہ تو بارۂ حج مین ہے اور شامل ہونا اسکا اسمقام کو یہہ مجرد احتمال
ہے اور جب شغل ذمہ یقینی ہو تو ایسے احتمال سے کیونکر بر طرف ہوگا اگرچہ
بعضے علمائے مقام استدلال مین اسپر التفاتکی ہے ہان اگر کوئی شخص میت کی
جانب سے تبرعاً کفارہ دیدے تو جائز اور کافی ہوگا یہانتک چارون قسمیں
روزہ کی تمام ہوئین اور تقسیم روزون کی کتب فقہ مین اسطرح وارد ہے
اور حدیث زہری مین جو تہذیب الاحکام مین وارد ہے چالیس قسمین اور
بہی منقول ہین زہری کہتا ہے کہ ایکدن حضرت علی بن الحسین نے
مجہسے ارشاد فرمایا اے زہری کہانسے آتا ہے تو عرضکی مینے مسجد سے
فرمایا کیا کرتے تہے تم عرضکی مینے باب صوم مین مذاکرہ کرتے تہے ہم پس آ
میری اور سارے اصحاب کی اسپر قرار پائی کہ کوئی روزہ واجب نہین ہے
سوائے روزہ ماہ رمضان کے فرمایا اے زہری ایسا نہین ہے جو تم
کہتے ہو روزہ کی چالیس قسمین ہین دس اونمین سے واجب ہین مثل وجوب ماہ
رمضان کے اور دس اونمین سے حرام ہین اور چودہ اسطرح ہین کہ اگر چاہو
روزہ رکہو اور اگر چاہو افطار کرو اور روزہ اذن اور وہ تین طرح پر ہین
اور روزہ تادیب اور روزہ اباحت اور روزہ سفر اور مرض عرضکی مینے

فدا ہون آپ پران سبکی تفسیر فرماے ارشاد ہوا روزہ واجب بیس روزہ ماہ رمضان
ہے اور روزہ دو مہینون کے پی درپی کفارہ ظہار کے بنا بر قول خداے عزوجل
کے الذین یظاہرون من نسائہم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ
مومنۃ من قبل ان یتماسا فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین
یعنی جو لوگ کہ ظہار کرین اپنی ازواج سے پھر وہ پھر جائین اپنے قول سے پس آزاد
کرین ایک بندہ مومن قبل اسکے کہ اونکو مس کرین اور جو شخص نہ پاوی اسکو
بیس روزے رکھے دو مہینے کے پی درپی اور روزہ دو مہینون کے پیہم اگر ماہ
رمضان مین ایک روز عمدًا افطار کرین اور اسیقدر کفارہ قتل خطا مین اگر قادر بندہکی
آزادی پر نہو بنا بر قول خداے عزوجل کہ ومن قتل مومنا خطاء فتحریر رقبۃ
مومنۃ ودیۃ مسلمۃ الی اہلہ یہانتک کہ فرمایا فمن لم یجد فصیام
شہرین متتابعین توبۃ من اللہ وکان اللہ علیما حکیما اور تین روزی
کفارہ یمین یعنی قسم کے حق تعالی فرماتا ہے فصیام ثلثۃ ایام ذلک کفارۃ ایمانکم
اذا حلفتم اور یہ واسطے اوس شخص کے ہے کہ قدرت کھانا کھلانیکی نرکھتا ہو اور
یہ سب روزی پیاپی ہین انمین فاصلہ درست نہین اور روزے حلق راس
یعنی جو شخص کہ حالت احرام مین بسبب اذیت کے حجامت بنوائی خداوند عالم
فرماتا ہے فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ ففدیۃ من
صیام او صدقۃ او نسک پس جس شخص پر یہ کفارہ ہے وہ خصال مذکورہ
مین مختار ہے جو چاہے اختیار کرے پس اگر روزہ رکھے تو چاہیے کہ تین روزے
رکھے اور روزے بدل ہدی کے یعنی جسکو ہدی میسر نہو تو اوسپر عوض ہدی
کے روزی واجب ہین قال اللہ عزوجل فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر

مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا
رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ اور روزہ جزاء صید کے واجب ہین خدا ے
عزوجل فرماتا ہے وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ
بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ اَوْ
عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا امام زہری آیا جانتا ہے تو کہ عدل کیونکر ہوا عرض کی
مین نہین فرمایا شکار کے قیمت کرے بعد اوسکے موافق اوس قیمت کے
گندم خریدے اور اونکو صاع سے وزن کرے اور مقابل ہر نصف صاع کے
روزہ رکھے اور صوم نذر واجب ہے اور صوم اعتکاف واجب ہے اور صوم حرام
پس روزہ عید فطر اور عید قربان اور تین دن ہے ایام تشریق کے ہین اور
روزہ یوم الشک کا کہ ہم اوسکے مامور بھی ہین اور ممنوع بھی ممنوع با یمعنی ہین کہ کوئی
شخص تنہا روزہ رکھے بقصد وجوب ماہ رمضان کے ایسے دن کہ جسمین لوگ
شک کرتے ہین کہ آخر ماہ شعبان ہے یا اول ماہ رمضان ہے عرض کی مین فدا ہون جو اگر ماہ شعبان مین کوئی روزہ
نرکھا ہو کیا کرے فرمایا شب یوم الشک کو نیت روزہ ماہ شعبان کی کرے
پس اگر درحقیقت وہ روز ماہ رمضان کا ہے کافی ہوگا اور اگر ماہ شعبان کا ہے
ضرر اوسکو نہین عرض کی مین کہ روزہ سنتے کیونکر روزہ واجبی سے کافی
ہوگا فرمایا اگر کوئی شخص ماہ رمضان مین تطوعا روزہ رکھے اور حالانکہ نہین جانتا ہے
کہ یہ ماہ رمضان ہے اور بعد معلوم ہو کہ فی الواقع ماہ رمضان تھا کافی ہوگا
اسلئے کہ واجب روز معین مین واقع ہوا اور صوم وصال حرام ہے اور صوم
صمت حرام ہے اور صوم نذر معصیت حرام ہے اور صوم الدہر حرام ہے اور
وہ روزے کہ جسمین روزہ دار کو اختیار ہے پس صوم روزہ جمعہ کا ہے

اور روز پنجشنبہ اور روز دوشنبہ اور صوم ایام بیض اور چھہ روزے ماہ شوال کے بعد ماہ رمضان کے اور صوم عاشورہ پس ایک ان روزونمین روزہ دار کو اختیار ہے چاہے روزہ رکھے چاہے افطار کرے اور صوم اذن پس وجہ بے اذن شوہر کے روزہ سنتی نرکھے اور بندہ بغیر اجازت آقا کے روزہ مستحب نرکھے اور مہمان بغیر اذن میزبان کے روزہ سنت نرکھے کہ جناب پیغمبر خدا نے فرمایا ہے جو شخص کہ مہمان ہو کسی قوم کا پس روزہ تطوع نرکھے بغیر اجازت اونکی اور صوم تادیب پس ہرگاہ لڑکا قریب بلوغ پہنچے ماخوذ بصوم ہوگا اور فرض نہین اور اسیطرح جس شخص نے بسبب عذر کے اول روز افطار کیا ہے پس پہر قادر ہو روزے پر تو بقیہ روز مین مامور بامساک ہے اور فرض نہین اور اسیطرح مسافر جب اول روز کہا چکا ہے اور بعد اسکے اپنے اہل وعیال مین پہونچے امساک بقیہ روز تادیباً مامور ہے اور اسیطرح حایض ہرگاہ درمیان روز کے پاک ہو بقیہ یوم مین امساک کرے اور صوم اباحت پس جو شخص کہ سہواً کچھ کہالے یا پانی پی لے یا بغیر عمد کے قی کرے پس خداے عزوجل نے یہہ وسطے اوسکے مباح فرمایا ہے اور روزہ اوسکا صحیح ہے اور صوم مسافر اور مریض پس مخالفین نے اسمین اختلاف کیا ہے ایک قوم کہتی ہے کہ روزہ رکھے اور دوسری قوم کہتی ہے کہ روزہ نرکھے اور ایک قوم کہتی ہے کہ اگر چاہے روزہ رکھے اور اگر چاہے افطار کرے اور ہم کہتے ہین کہ دونون حالتونمین افطار کرے پس اگر حال سفر و مرض مین روزہ رکھے تو قضا اوسپر واجب ہے کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ یعنی جو شخص کہ ہو تم مین سے مریض یا مسافر پس اوتنی روزے رکھے

اور دوسرا یہ ہے تفسیر روزونکی بنابر فرمودہ امام علیہ السلام کے ++
خاتمہ بیان وداع اور بعض احکام فطر مین اور اوسمین دو امر ہین امر اول
احکام وداع مین معلوم ہو کہ وداع کرنا ماہ مبارک رمضانکا عقلاً اور نقلاً خوب
و مرغوب ہے اور بنظر پیروی علماے کرام بلکہ بمتابعت ائمہ عظام علیہم السلام
مطلوب و مندوب ہے اور وداع کی تین درجہ ہین ایک وداع کرنا اون لوگونکا
کہ تمام ماہ مین مطیع اوامر و نواہی اللہ رہے اور جادۂ امتثال اور رضاے جناب
ذوالجلال سے ایکدم قدم باہر نہین رکھا اور یہہ اعلا درجہ وداع کا ہے بلکہ مختص
اونھین حضرات کا ہے اور کیفیت وداع آنحضرات کی دعای وداع جناب امام
زین العابدین سید الساجدین علیہ السلام سے ظاہر ہے کہ کسیطرح
وداع فرماتے تھے اور دوسرا درجہ اون لوگونکا ہے کہ کبھی توفیق و تائید الٰہی
مطیع اوامر و نواہی رہے اور کبھی یاد خدا سے غافل اور راہ عصیان میں شامل
و داخل رہے پس جسوقت کہ ماہ مبارک رمضان تمام ہوا اور انجام کو پہونچا
اگر اوسوقت توفیق خدا شامل حال ہے تو وداع اونکی بدرجۂ اول اور بطریق
افضل و اکمل ہوے اور البتہ وہ وقت غفلت اور زمان معصیت
پر نادم و پشیمان ہونگے اور درجہ تیسرا اون اشخاص کا ہے کہ جنھون نے محض
بخوف اسلام تکلیف ماہ صیام کی اوٹھائے اور اونکو روزون سے نفرت
تھے بلکہ بھوک و پیاس کے دقت اور ترک عادت کے مشقت سے چاہتے تھے
کہ بہت جلد یہہ مہینا تمام ہوتا وہی صحبتین اور وہی عادتین جاری ہون پس
جب حال یہہ ہو کہ مصاحبت ایسے ایام متبرک کے موجب نفرت ہو پس وداع
اور رخصت دحقیقت کیا ہوگی بلکہ جو الفاظ دعا ونکی اونکی زبانپر جاری ہین چونکہ موافق

اونکے حال کے نہین تو محض دروغ وکذب ہوگا خلاصہ جاہیئے کہ انسان تصور
کرے کہ ہرگاہ کوئی مہمان تمام سال مین ایک مرتبہ آوے اور سامان مہمانی سے
مستغنی ہو بلکہ واسطے میہماندار کے خوان الوان نعمت و احسان و رحمت و امتنان
کہ مملو سعادات ابدیہ او رعنایت حضرت صمدیہ سے لائی ہوا ور یہہ شخص ایسی میہمان سے
عوض شکریہ اور کرم جوشی کے ایسی بدخلقی اور ترش روئی کرے کہ وہ اوسکے
پاس سے ملال افسردہ اور خاطر پژمردہ بلکہ ملول اور آزردہ اوٹہہ جاے اور اوسکے آزردہ
بسبب تقصیر خدمت کے گزجاے تو یہہ مقام ننگ و عار اور محل توبہ و استغفار
ہے یا نہین سید ابن طاوس نے بعد اشارہ بعض ان مضامین کے کیا خوب
ارشاد کیا ہے کہ ملخص اوسکا یہہ ہے کہ اگر مقابل رحمت و رافت اور امن و امان
او رلطف و احسان او رعنایت و مہربانی اس مہمان سے بحسن سلوک نہ پیش آسکے تو اوسکی
صحبت سے کراہت تو نکرے اگر رخصت اور وداع سے ملال نکرے تو اوسکو رنجیدہ اور ملول
تو نکرے الحاصل چونکہ انسان سرگشتہ صحرا ے ناپیداکنار عصیان و رجات ساحت
قرب پروردگار سے دور اور محل رفیع رحمت کردگار سے بسبب نافرمانی
و گمراہی کے منازل مہجور ہے قریب ہے کہ لشکر شیطان عل و زنجیر سے رہا ہو
اور یہہ بیچارہ شکنجہ وسواس مین اوسکے مبتلا ہوجاے ہیئے کہ ان ایام ولیالی کو
جسقدر کہ باقی ہین غنیمت سمجھے اور بمنزلہ بقیہ حیات مستعار کہ مدار توبہ و استغفار
اور عبادت و طاعت پروردگار اوسیپر ہے خیال کرے اور نافرمانی زندگانی
بقیہ زندگانی مین اپنے تئین بچاوے اور توبہ و انابت اور طلب مغفرت سے محل رفیع
عفو و رحمت مین لاوے اور مراد توبہ سے یہہ ہے کہ گناہان گذشتہ کو پیش نظر
رکہے اور پشتی ندامت و خجالت اور پشیمانی و حسرت چشم بصیرت پر رکھے

اور عزم بالجزم کرے کہ بار دیگر مرتکب اون معاصی کا ہونگا اور گرد اوسکے نہ پھرونگا اور داس اپنا لوث حقوق مخلوقات سے پاک کرے نہ یہہ کہ فقط لفظ اتوب الے اللہ زبان پر لائے اور مضامین مذکورہ کو دلسے بھلادے کہ توبہ کی ماہیت سے تو آگاہی نہیں ہے توبہ فقط اتوب الی اللہ ہی نہیں ہے شعر توبہ سوز و درد جان گا بود ✤ نہ ہمین استغفر اللہ ہی بود ✤ چونکہ یہہ ماہ الاہ ہے اور باعث مغفرت گناہ ہے اور بنا بر اشارہ بعض اخبار کے نسبت اسکی فضیلت و احترام مین سائر ایام سے مثل نسبت اہلبیت علیہم السلام کے ہے کافہ انام سے اور بخشش و مغفرت اسمین سقدر عام ہے کہ بعض اخبار مین وارد ہے کہ ہر شب اس ماہ متبرک مین لاکہہ گنہگار جو مستوجب عذاب و نار مین بخشے جاتے اور آخر شب مین موافق مجموع آزاد شدہ آزاد ہوتے ہین پس بدترین اہل شقاوت وہ شخص ہے کہ یہہ مہینہ گذر جاوے اور گناہ اوسکے نہ بخشے جا ین نیکوکار انعام پروردگار سے فائز ہون اور یہہ بے بہرہ و بے نصیب رہ جائے شعر بالا ہین سب اسکا مل یبست ہی رہ جائے ✤ موتے تو لٹین اور یہہ تہی دست ہی رہ جائے ✤ اب قریب ہے کہ برکات اسکی معدوم اور ہم اوسکے فیض سے محروم ہوجائین پس چاہئیے کہ اسطرح وداع کرین کہ گویا محبوب ترین محبوب کو اپنی رخصت کرتے ہین کہ پہر امید اوسکی ملاقات کی نہین اور گویا یہہ شب شب آخر حیات ہے اب صبح قیامت اس سے ملازمت ہوگی نہین معلوم کہ ہم سے اوسوقت راضی ہوگا یا بیزار اور یہہ خیال کرے شعر یہہ مہینہ تو ہو گیا آخر ✤ ایک دن ایک رات باقی ہے کہ سال آیندہ روزہ رکہین گے ✤ گر ہماری حیات باقی ہے ✤ نہین معلوم کہ سال آیندہ زندہ رہین گے یا قبر مین ہونگے اور اکثر یقیناً ایسا ہوگا احتیاط سے

مین جناب صاحب العصر والزمان علیہ التحیۃ والثنا روحی لہ الفدا سے منقول ہے
کہ محمد بن عبد اللہ نے اوس جناب سے عرض کی کہ وداع ماہ مبارک کب ہو اصحاب
ہمارے اسمین اختلاف کرتے ہین کہتے ہین کہ شب آخر اور بعضی روز آخر اوسوقت کہ ہلال
شوال دیکھا جاے توقیع رفیع باین عبارت نازل ہوے کہ عمال اوسکا یہہ ہے
کہ اعمال ماہ رمضان کے انکو واقع ہوتے ہین وداع بھی آخر شب مین ہوتی ہے پس
اگر خوف نقصان ماہ کا ہو دو مرتبہ وداع کرے انتہی اور زیادہ تر احتیاط اسمین ہے کہ
شب اونتیسوین اور سلخ کو بھی پڑہے اور دعائین وداع کی متعدد ہین اور بہترین دعا
وداع دعاے جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کی ہے جو صحیفہ
کاملہ مین منقول ہے اور تاثیر اوسکی کلمات فقرات اور اشارات وعبارات کی جو مشتمل
تضرع وزاری اور طلب عفو ورحمت جناب باریمین ہے دلپر سامع وقاری کے
دو سبب سے موثر ہی ایک تو قطع نظر فصاحت وبلاغت اور حسن ولطافت عبارت کے معانی
ومضامین اون فقرات نور آگین کے خود گریہ آور اور رگ جانکو نیشتر بلکہ تاثیر مین
اوس سے زیادہ تر ہین دوسرے خیال کرنا کہ یہہ کلام کسکا ہے وہ جناب معصوم
تھے اونسے خطا ونسیان غفلت وعصیان اول عمر سے آخر عمر تک کبھی نہین ہوا
جب وہ مقابل عظمت وجلال حضرت ذوالجلال کے عاجزی اپنی بیان کرین تو ہم
باوجودیکہ شب وروز معصیت ونافرمانی کردگار مین گرفتار ہین ہمکو کسقدر
خوف وخشیت اور بیم ودہشت سزاوار ہے حال اوس جناب کا یہہ تھا کہ گویا درمیان
جنت ونار کے کھڑے ہین اور درد انسے بہشت ودوزخ کھا منے اونکی کھلے
ہین وہ جناب دنکو روزہ رکھتے تھے اور شبکو عبادت کرتے تھے اسیطرح چالیس
برس گذرے اور ہمیشہ اپنی نفس نفیس پر زحمت اوٹھانے تھے اور بندگان خدا کو راحت

پہونچانے تھے عادت شریف اوس امام کون و مکانکی ماہ مبارک رمضان میں
یہہ تہی ابن عجلان کہتاہے سنا مینے جناب امام بحق ناطق حضرت جعفر صادق
عسے کہ فرماتے تہے حال میرے جد مظلوم امام زین العابدین کا ماہ رمضانمیں
یہہ تہا کہ جب ماہ مبارک رمضان آتا تہا تو کسیکو اپنے غلام و کنیزسے سزا دیتے تہے اور
جو کوئی غلام یا لونڈی قصور کرتا تہا تو فرد مین اوسکو لکھہ لیتے تہے کہ فلان
بندہ نے فلان روز اور فلان کنیز نے فلان تاریخ یہہ خطا کی ہے اور عقوبت اوسپر
نفرماتے تہے تا اینکہ جب شب آخر ماہ مبارک آتی تہی سبکو بلاتے تہے اور اپنے
گرد جمع کرتے تہے اور اوس فردکو جسمین لکھا تہا نکالتے تہے اور کہتے تہے ای فلان
یہہ خطا تو نے فلان روز کی تہی اور مینے تجکو سزا اوسکی نہین دی تجہی یاد ہے وہ
عرض کرتا تہا سچ ہے اے فرزند رسول تا اینکہ سب سے اقرار لیتے تہے اور خود کہڑے
ہوتے تہے اونکے بیچ مین اور فرماتے تہے تم سب باواز بلند کہو کہ اے علی ابن الحسین
تیرے پروردگار نے تیرے سب گناہ لکہی ہین اور جمع کئی ہین جیسا کہ تو نے نعال ہمارے حصا
کئے ہین اور اوسکے پاس ایسی کتاب ہے کہ بحق گویا ہے اور کوئی صغیرہ و کبیرہ جو
تو نے کیا ہے سب اوسمین موجود ہے پس عفو کر اور بخش دے گناہ ہمارے
جیسا کہ تو بادشاہ غفار سے امیدوار عفو و بخشش کا ہے اور جسطرح تو عفو کو دوست
رکہتا ہے ویسے ہی عفو کر تا اوسکو تو عفو کنندہ اور رحم آورندہ اور بخشندہ و
امرزندہ پاوے اور پروردگار تیرا کسی پر ظلم نہین فرماتا جسطرح تیری پاس کتاب
ہے کہ اوسمین سچ لکھا ہے اور کوئی گناہ چہوٹا بڑا نہین چہوٹا ہے پس یاد کر
اے علی بن الحسین ذلت اور خواری سے کہڑا ہونا اپنا سامنے پروردگار کے کہ حاکم عادل
ہے اور برابر ایک دانہ رائی کے کسی پر ظلم نہین کرتا اور نہین چہوڑتا کسی چیز کو

کہ روز قیامت نہ لائے وکفی باللہ حسیباً وشہیداً پس عفو کر اور بخش دے
تا عفو کرے تجھسی مالک تیرا اور بخشے جیسا کہ قران مجید مین فرماتا ہے و
لیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم اور اس مضامین کو باواز بلند
فرماتے تھے اور اونکو سکھلاتے تھے اور وہ بھی سب کیا غلام اور کیا کنیز ہمراہ
او سجناب کے فریاد کرتے تھے اور وہ جناب بصداے بلند ایستادہ روتے جاتے
تھے اور نالہ کرتے تھے اور درگاہ الٰہی مین عرض کرتے تھے اے پروردگار میرے
بتحقیق کہ تونے ہمکو حکم دیا ہے کہ جو ہمپر ظلم کرے اوسکو عفو کردین پس حال ہمارا
یہ ہے کہ ہمنے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور جسنے کہ ہمپر ظلم کیا ہے حسب حکم تیرے اوسے
درگذر کی ہمنے پس تو بھی عفو کر کہ تو اولی تر ہے عفو کرنیسے اور ہمکو مامور کیا ہے
تونے کہ اپنے دروازون سے سایل کو نہ پھیرین اور مین خود تیرے دروازے پر سوال
کرتا ہون اور نہایت حاجز و مضطر ہو کر آیا ہون اور تیرے دروازہ کرم و رحمت پر
مقیم ہون اور تیری بخشش و عطا کا امید وار ہون پس مجکو عطا فرما اور مجکو
مایوس و نا امید نہ پھیر کہ تو مجہسے اور اوروں سے اولی تر ہے اس باب مین الٰہی
کریست فاکرمنی عذا و نذا تو صاحب کرم ہے پس کرم فرما مجہپر کہ مین بھی تیرے
گداون سے ہون اور بخشش و عطا فرما اور ہمکو بھی اپنے اہل بخشش و انعام سے
ملا دے اے کریم پھر متوجہ ہوتے تھے طرف اون لونڈی و غلامونکے اور
فرماتے تھے ہمنے تمکو عفو کیا اب تمنے بھی مجکو عفو کیا اون
حقوق کو کہ جو تمہارے مجہپر ہے اور میرے ادسمین کمی کی ہو کہ مین اقا تمہارا ایسا تھا
کہ جو کرم و انصاف سے خالی تھا اور خود مملوک ایک اور بادشاہ کا ہے کہ وہ کریم
او جواد اور عادل اور محسن اور صاحب فضل ہے پس وہ سب کہتے تھے ہمنے اپکو

آپکو عفو کیا ای آقا ہمارے او رای سب ہمارے اور آپنے ہمارے حق مین کچہ کمی
نہین کی پس فرماتے تہے اسطرح کہو خداوند اعفو کر علی بن الحسین کو جیسا کہ اوسنے
ہمسے عفو کیا ہے اور اسکو آزاد کر آتش جہنم سے جیسا کہ اوسنے ہمکو آزاد کیا ہے
اپنی غلامی اور بندگی سے پس وہ اسیطرح کہتے تہے اور حضرت فرماتے تہے اللہم
آمین رب العالمین یعنی قبول فرمائے پروردگار عالم پہر فرماتے اوسنے جاؤ کہ مینے تمکو
بخشا اور آزاد کیا بامید عفو اور آزادی اپنی پس جب روز فطر ہوتا تہا تو خلعت اور
انعام اونکو عطا فرماتے تہے اور تمام خلق سے مستغنی کرتے تہے اور کوئی سال ایسا
نہ تہا کہ جسمین آخر شب ماہ رمضان مین بیس سے کم و زیادہ آزاد نفرماتے تہے اور
فرماتے تہے کہ خداوند کریم ہر شب ماہ رمضان مین وقت افطار ستر لاکہ گنہگار آتش
جہنم سے آزاد کرتا ہے کہ وہ سب مستحق نار ہین اور جب شب آخر ماہ مبارک ہوتی
ہے جسقدر کہ تمام مہینے مین آزاد کئے ہین اوسیقدر مجموعا اس شب مین آزاد فرماتا ہے
اور مین چاہتا ہون کہ خداوند عالم میرے طرف نگاہ کرے کہ مینے اپنی بندونکو آزاد
کیا ہے اس امید پر کہ وہ مجکو آتش جہنم سے نجات دے اور زیادہ ایک سال سے
کسی خادم سے خدمت نہین لیتے تہے اور اگر اول سال یا وسط سال مین غلام مول
لیتے تہے تو شب عید فطر آزاد کرتے تہے اور اوسکی جگہہ دوسرا غلام
دوسرے سال پہر خرید کرتے تہے اور پہر آزاد کرتے تہے اور ہمیشہ
یہی عادت شریف اوس جناب کی تہی تا اینکہ رحمت الٰہی سے فائز
ہوئے یہہ تہا ملخص اوس روایت کا جو اقبال مین منقول ہے اور آب زلال
مین ایک مناجات کہ حسب حال ہے جناب مفتی صاحب نے نظم فرمائی ہے
مناسب مقام سمجہ کر مرقوم ہوتے ہے ؎ نہ تنہا این لب و دل آیا الٰہی

که هر مو سید بر تو گواهی + مرا این فخر کافی هست و نیکو + که آقا یم تو ئی من بندهٔ تو
من بخشیدی اعتنا دُ قوی را + عطا کردی چنین شاهی گدا را + کنیز و بنده کو من هم ز اعتقاد
بغیر مانت مرا فرمان برانند + مرا فرمانبری شان کردهٔ تو + جزا و تد ده احسان
کردهٔ تو + اگر عمری بطاعت زنده باشم + گنه ناکرده هم شرمنده باشم + کنون چون
جرم کردم چیست کارم + بجز خوف و غم و شرمیکه دارم + میه در آتشم یارب دران روز
که بس باشد مرا این درد این سوز + چو عفو قدرت تو بس جلیل است مرا این نار
گلزار خلیل است + امر دوسرا احکام فطر مین اور عمال کہ شب عید فطر
بجالانا چاہئے قَالَ اللهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ
فَصَلّٰى ترجمہ ظاہر الفاظ یہہ ہے کہ نجات پائی اوس شخص نے کہ زکوۃ دی اور ذکر کیا
اسم پروردگار کا اپنی پہر نماز پڑہے جناب امام جعفر صادق ؑ سے تفسیر اس آیت
کی پوچہی فرمایا مراد مَنْ تَزَكّٰى سے وہ شخص ہے کہ زکوۃ فطر دے عرض کی ذَكَرَ اسْمَ
رَبِّهٖ فَصَلّٰى اسکے کیا معنی ہین فرمایا وہ شخص کہ وہ علی نماز کے محراب عبادت مین جاوے
بالجملہ احکام فطر کے چند موضع پر بیان ہوتے ہین موضع اول کس شخص پر زکوۃ
فطر کی واجب ہوتی ہے وجوب زکوۃ فطر مین چند شرطین ہین شرط اول حر ہین
یعنی وہ شخص حر ہو کسیکا غلام نہو کہ غلام پر زکوۃ فطر واجب نہین دوسرے غیر مکلف
نہو پس جو شخص کہ مرفوع القلم ہو مثل طفل نابالغ اور مجنون کے زکوۃ فطر اوسسے
ساقط ہو چنانچہ حدیث صحیح مین محمد بن قاسم سے وارد ہی کہتا ہے لکہا مین نے خدمت
جناب امام رضا ؑ مین کہ آیا وصی یتیم کیطرف سے زکوۃ فطر نکالی اگر یتیم صاحب مال ہو پس
حضرت نے جواب مین لکہا کہ یتیم پر زکوۃ نہین تیسری شرط وہ شخص غنی ہو اور مراد
غنی سے یہہ ہے کہ اوسکی پاس بالفعل مال موجود ہو یا قوت اور قدرت رکہتا ہو

تحصیل مالی بقدر مصارف ایکسال کے وسطے اپنی اور اپنی عیال کے جنکا نفقہ اسپر
واجب ہے مثل زوجہ و مملوک اور اطفال خرد سال اور ابوین کے ہر گاہ محتاج ہون
اور جو شخص اسقدر مال نرکہتا ہوا اور نہ قادر ہو تحصیل پر اوسکی وہ فقیر ہے اور
اوسپر زکوۃ فطرہ واجب نہین لکن سنت ہی کہ ایک صاع اپنی عیال مین دست
بدست پہرالے اور پہر کسی اور کو دیدے چنانچہ موثقہ اسحاق بن عمار مین وارد
ہے کہ جناب صادق عہ سے عرض کی کہ ایک شخص کے پاس اسقدر ہے
کہ وہ اپنا فطرہ دے سکتا ہی آیا کسی اور غریب کو دے یا اپنی عیال کو کہلائے
فرمایا اپنی عیال مین سے کسیکو دے اور وہ دوسرے کو دی اسیطرح سب پہر
اسکو پہرالین کہ یہہ سبکا فطرہ ہوجائیگا اور جو شخص کہ اوسکی پاس مال بقدر نفقہ سال
کے ہو اگرچہ وہ کافی نہو تو احوط یہہ ہی کہ وہ فطرہ بہ نیت قربت نکالی یعنی جسکے
پاس بقدر چالیس روپیہ کے ہون اگرچہ وہ چالیس روپی ایسی نہین کہ تمام سال اوسکو
اور اوسکی عیال کو کافی ہون مگر احتیاط اسمین ہے کہ وہ فطرہ بہ نیت قربت
اداکرے موضع دوسرا کس شخص کیطرف سی فطرہ دینا چاہی معلوم ہو کہ
اپنی طرف سے اور اپنی عیال کیطرف سے اور جسکو اپنی عیال مین داخل
کیا ہے یعنی نفقہ اوسکا واجب نہ تہا مگر تبرعاً اوسکو دیتا ہے خواہ وہ شخص
صغیر ہو خواہ کبیر بندہ ہو یا آزاد مسلمان ہو یا کافر اوسکی طرفسے بہی فطرہ دیوے
چنانچہ حدیث علی بن جعفر مین ہے کہ اونہون نے اپنی بہائی حضرت امام
موسی کاظم عہ سے پوچہا کہ آیا فطرہ ماہ رمضانکا ہر ایک شخص پر واجب ہے
یا اوسپر جو روزہ رکہتا ہے اور نماز کو پہچانتا ہے فرمایا ہر چہوٹے بڑی پر جسکو
اپنا عیال کیا ہے اور روایت حماد مین وارد ہی کہ زکوۃ فطر غلام مکاتب سے

غلام نصرانی اور مجوسی اور جو اوسکے گھر مین ہے سبکی طرف سے دی اور بیٹا ہو یا بچہ
اور اولاد اور مہمان گھر مین داخل ہین اور معویہ بن عمار سے منقول ہے کہ جناب صادق
ع سے پوچھا مینے حال اوس لڑکی کا کہ شب عید پیدا ہوا آیا فطرہ اوسکا نکالین
فرمایا نہین اور یہی معلوم ہوا کہ اگر کسیکی شب فطر دعوت کرین تو فطرہ اوسکا واجب
ہوگا لکن اگر آخر روز ماہ مبارک مین مہمان کرین تو احوط ہے کہ فطرہ اوسکا دین اور
جسکا فطرہ دوسرے پر واجب ہوا ہو تو خود اوس سے اپنا فطرہ ساقط ہوگا اگرچہ
وہ شخص ایسا ہو کہ اگر کوئی دوسرا اوسکا فطرہ نہ دیتا تو اوسپر اپنا فطرہ واجب تھا
جیسے بعض غنی کو مہمان کرین یا زوجہ صاحب مال ہے کہ اگر مہماندار اور شوہر فطرہ
اوسکا نہ دیتی تو یہ دونون اپنا فطرہ آپ دیتی موضع تیسرا کس وقت فطرہ نکالین
اسمین اختلاف ہے بعضی علما کہتے ہین کہ اول وقت اسکا غروب آفتاب سے آخر
روز ماہ رمضان سے اور بعضی علما یہ کہتے ہین کہ طلوع صبح صادق روز عید ابتدائے
وقت ہے اور رسیدنے مدارک مین دوسرے قول کو معتمد جانا ہے اور یہی خوب ہے
اور آخر وقت اوسکا نزدیک ایک جماعت کی نماز عید ہے اور بعضی علما کی نزدیک
روز عید تک ہے اور اگر عید کے چاند دیکھنے کے وقت فطرہ نکالے اور اپنے پاس
رکھے بہتر ہے اسلئے کہ روایت اسحاق بن عمار مین وارد ہے کہ اونحضرت سے پوچھا
کہ فطرہ کسوقت نکالین فرمایا جسوقت اوسکو علیحدہ کرچکا پس جب چاہے
مستحق کو دے کچھ مضر نہین خواہ قبل نماز خواہ بعد نماز موضع چوتھا مقدار
اوس چیز کے جو فطرہ مین دی جاوے اور وہ ایک صاع گندم یا جو یا خرما یا
منقی ہے اور حضرت امام جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ خرما محبوب تر
ہے مجکو او قیمت کافی ہے اجماعًا اور حدیث موثق مین وارد ہے کہ یہ نماز

زیادہ نافع ہے مستحق کو جو چاہے خریدے اور وزن صاع کا بحساب اس شہر کے قریب تین سیر شاہی کے ہے موضع پانچوان مصرف زکوۃ فطر کا مثل مصرف زکوۃ مال کے ہے کہ فقیر اور مساکین وغیرہ ہین فرمایا حق سبحانہ وتعالی نے کہ صدقات یعنی زکوۃ واجب واسطے درویشون اور مساکیون کے ہے اور یہہ دونو قدرت موونت سال پر نہین رکھتے نہ بالفعل اور نہ بالقوہ اگرچہ بنا بر قول بعض علما کے فقیر مسکین سے زیادہ پریشان ہوتا ہے اور بنا بر بعض حدیث کے مسکین فقیر سے بدحال تر ہوتا ہے اور واسطے عاملون کے یعنی وہ لوگ جو مال زکوۃ کو تحصیل کرتے ہین اور لاتے ہین اور واسطے مولفۃ القلوب کے اور اب حصہ اونکا موقوف ہے وجود امام عادل پر اور واسطے غلامون صاحب ایمان کے کہ شدت مین ہون یا یہہ کہ غلام کو مال زکوۃ سے خریدین اور آزاد کردین اور واسطے قرضدارون کے کہ غیر معصیت مین مقروض ہوئے ہین اور راہ خدا مین یعنی مجاہدون اور نمازیون کو دین یا پل اور کاروان سرائے بنوائین اور واسطے اوس مسافر کے کہ غریب الوطن ہو یعنی بسبب ناداری کے اپنے وطن نہ پہونچ سکتا ہو اور بظاہر مستحق مین عدالت شرط ہے اور اگر اطفال فقرا ومساکین کے مصرف مین لا نیز مثل اسکے کہ لباس وغیرہ اونکو بنا دین دور نہین کہ بہتر ہو اور جب دینے والا سید ہاشمی نہو تو زکوۃ اوسکی ہاشمی نہین لے سکتا چاہئے کہ غیر ہاشمی کو دیوے اور دوسری شرط یہہ ہے کہ اپنی واجب النفقہ کو نہ دین اور شب عید فطر شب بیداری بہتر ہے چنانچہ جناب امام محمد باقر ع سے منقول ہے کہ فرمایا میرے پدر بزرگوار شب عید فطر تمام شب نمازین پڑہتے تہے اور مسجد مین رہتے تہے اور فرماتے تہے کہ آجکی شب شب قدر سے کم نہین اور ایک شخص نے خدمت جناب

جناب صادق ع سے مین عرض کی لوگ کہتے ہین کہ جو شخص ماہ رمضان مین روزے رکھے
شب قدر مین مغفرت واسطے اوسکے نازل ہوتی ہے حضرت نے فرمایا مزدور کو مزدوری
اوسوقت ملتی ہے جب وہ کام کر چکے اور تمامی کام کے بیان شب فطر ہو عرض
مین کیا سزاوار ہو کہ اس شب مین بجا لاے فرمایا بعد غروب غسل کرے اور جب نماز مغرب اور
نافلہ مغرب سے فارغ ہو ہاتونکو طرف آسمان کے بلند کرا اور کہہ یَا ذَا الْمَنِّ الطَّوْلِ
یَا ذَا الْجُوْدِ یَا مُصْطَفٰی مُحَمَّدٍ وَّ نَاصِرِہٖ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاغْفِرْ لِیْ کُلَّ ذَنْبٍ
اَحْصَیْتَہٗ وَهُوَ عِنْدَكَ فِیْ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ اور سو مرتبہ سجدہ مین کہو اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ
اور یہہ بہی مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑہے اور روز عید فطر وقت صبح قبل نماز
عید مستحب ہے کہ خرمہ سے افطار کرے اور خرمہ سوا افطار کرنا افضل ہے اور ایک
روایت مین وارد ہے کہ خاک شفا اور خرمے سے افضل ہے اسواسطے کو اس
صورت مین برکت اور سنت دونو جمع ہین لیکن شہید ثانی نے ظاہرا اسے
روایت کو شاذ کہا ہے اور بیمارے پر حمل کیا ہے اور احتیاط اسمین ہے
کہ خاک پاک سے نہ افطار کرے اسلئے کہ کہانا خاک کا مطلقًا حرام ہے مگر اوس
خاک کا اور اوسقدر کا کہ جسکا جواز شرعًا ثابت ہو جیسے وقت بیماری واسطے
طلب شفا کے خاک پاک کہانا اور روز عید سنت ہے کہ غسل کرے اور بعضے
قائل وجوب کے ہین اور احکام نماز عید کے کتاب الصلوٰۃ مین بیان ہوے اور
خطبہ عالی رتبہ جناب امیر علیہ السلام کا اسمقام کے مناسب تہا لہذا اختتام
اوسپر واجب ہے جناب صادق ع سے منقول ہے کہ اوس جناب نے
روز عید فرمایا ایہا الناس آج وہ روز ہے کہ نیکو کار اسمین ثواب پاوینگے

اور بخشی جائینگے اور زشت کار خراب اور رنیا نکار رہینگے اور یہہ دن
روز قیامت سے بہت مشابہت رکھتا ہے جب اپنے گہرون سے مصلے کیطرف نکلو
یعنی جہان نماز عید کی پڑہتے ہو یاد کرو باہر آنا قبرون سے طرف اپنے پروردگار کے
اور جب مصلے پر کہڑے ہو یاد کرو کہڑا ہونا اپنا روبروا اپنے پروردگار کے اور جب اپنے گہرو نکیطرف
پہرو یاد کرو پہرنا اپنا طرف جنت کے یا دوزخ کے اے بندگان خدا جانو تم کہ کمتر ثواب
جو واسطے روزہ دارونکے مقرر ہے عورت ہو کہ مرد یہہ ہے کہ ایک فرشتہ آخر روز ماہ
رمضان کے انکو ندا کرتا ہے کہ اے بندگان خدا بشارت ہو تمکو اور خوش ہو
تم کہ گناہ گذشتہ تمہارے بخشی گئے اب دیکہو کہ کیسے عمل کرتے ہو تم زمانہ آیندہ میں
انتہی اور ہم خدا سے سوال کرتے ہین کہ ہمکو اور تمکو توفیق عطا کرے اوس چیز کی کہ
جو اوسکو محبوب ہو اور باعث ہو اوسکی رضا اور خوشنودی کا اور نہ ترک ہو ہمسے
کوئی اوامر خدا سے نہ سنت اور نہ فرض فقط

تمت

قطعہ تاریخ جناب مفتی سید محمد عباس صاحب کہ بعد تمامی و ملاحظہ این رسالہ عجالہ انشا و ارشاد فرمودہ اند +

عملیہ علمیہ شدہ در زبان اردو	متضمن مسائل بطریق جعفریہ	مستفاد بحجج نامشدہ صادر از فتاوی
باشارہ خفیہ بدلایل قویہ	ہمہ احوط ہست مثبت کتاب و عقل و نقل	بکلام اہل عصمت علیہم التحیۃ
مگر اخذ آن مسائل کتاب ماست مشکل	سبب محاورات عربیہ فارسیہ	شدہ زین صحیفہ ظاہر محاسن آن عجالہ
بکسے کہ نیست ماہر باشارہ خفیہ	چہ فواید جدیدہ کہ گو شہادت سیدہ	زنما فواید بیش بعبارت جلیہ

پئے سال این رسالہ بقلم شدہ حوالہ	چہ زبانہ فیض مل انملہ علمیہ ۱۲۹۶

اعلان

سالکان شریعت مصطفوی و ناہجان مناہج مرتضوی کو مژدہ ہو کہ اندنون کتاب لاجواب محتوی بر مسائل جلیلہ مسمی بصومیہ من تصنیف علماے عصر فضلاے دہر خیر الناس جناب مفتی سید عباس صاحب دام اللہ فیوضہم جسکو شیخ امداد علی صاحب شاگرد جناب موصوف نے زبان اردو مین فصیح بیان کرکے ترجمہ فرمایا ہے اوسکو حقیر نے بحسن صحت تمام کاغذ عمدہ حنائی پر بخط خوشخط بدقت تمام و بجد و جہد انتظام اپنی مطبع مجمع العلوم واقع چوک کٹرہ سید حسین خان مین طبع کیا ہے امید ہے کہ خریداران و خواہشمندان مسائل دینیہ درخواست دیدے کر لیوینگے اور جو نہ لیوینگے اور پھر آوینگے پچتائینگے یہہ گوہر گرانمایہ مفت اور بے بہا ہے بقول شخصے اس خوبی پر اسقدر ارزان ہے کہ فی جلد ۸ قیمت ہین تمام امور روزہ و فضیلت صوم و ترک و کفارہ و قضا سب کچھہ مذکور ہے جسکے دیکھنے سے مومنین کے دلکو سرور ہو اور حقیر نے توجمعرات کی روٹیان کیا ہے اسقدر ارزان کیا ہے اب امید یہہ ہے کہ جن حضرات کو اطلاع کتاب ہو وہ مطبع مذکور سے طلب فرمائین لہذا جملہ ارباب مطابع و تاجران کتب کی خدمت مین گذارش یہہ ہے کہ کوئی صاحب قصد چھاپنے رسالہ ہذا کا نفرمائین مفت کا نقصان نہ اوٹھائین اسلئے کہ حق تالیف جناب مصنف اور مترجم موصوف نے اس حقیر کو دیا ہے اور اگر قصد طبع کا فرماوینگے نقصان حقیر کا ہوگا اور حسب منشار قانون بستم ۴۷ء کے مستوجب نقصان دینے کے ہونگے فقط

العبد